بستی

انتظار حسین

ناول

بستی

(ناول)

انتظار حسین

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دھلی

© برائے ہندستان ڈاکٹر شمیم حنفی

پہلا اڈیشن، نقشِ اوّل کتاب گھر، لاہور۔ مطبع: سویرا آرٹ پریس، لاہور
پہلا ہندستانی اڈیشن: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دلّی۔

صدر دفتر:

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ

جامعہ نگر، نئی دلّی 110025 ، اُردو بازار، دہلی 110006
پرنسس بلڈنگ، بمبئی 400003 ، یونیورسٹی مارکیٹ، علی گڑھ 202001

پہلی بار اکتوبر [illegible]　　　تعداد ۱۰۰۰　　　قیمت =/۳۰

برٹی آرٹ پریس (پروپرائٹرز: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ) پٹودی ہاؤس، دریا گنج، نئی دلّی میں طبع ہوئی۔

عسکری صاحب کے نام

لا أُقسمُ بهـــذا البلد ۝

١/٩٠ - ٣٠

(۱)

جب دنیا ابھی نئی نئی تھی ، جب آسمان تازہ تھا اور زمین ابھی میلی نہیں ہوئی تھی ، جب درخت صدیوں میں سانس لیتے تھے اور پرندوں کی آوازوں میں جگ بولتے تھے ۔ کتنا حیران ہوتا تھا وہ اردگرد کو دیکھ کر کہ ہر چیز کتنی نئی تھی اور کتنی قدیم نظر آتی تھی ۔ نیل کنٹھ ، کھٹ بڑھیا ، مور ، فاختہ ، گلہری ، طوطے جیسے سب اس کے سنگ پیدا ہوئے تھے ، جیسے سب جگوں کے بھید سنگ لیے پھرتے ہیں ۔ مور کی جھنکار لگتا کہ روپ نگر کے جنگل سے نہیں برندا بن سے آ رہی ہے ۔ کھٹ بڑھیا اڑتے اڑتے اونچے نیم پہ اترتی تو دکھائی دیتا کہ وہ ملکہ سبا کے محل میں خط چھوڑ کے آ رہی ہے اور حضرت سلیمان کے قلعے کی طرف جا رہی ہے ۔ اور جب گلہری منڈیر پہ دوڑتے دوڑتے اچانک دُم پہ کھڑی ہو کے چک چک کرتی تو وہ اسے تکنے لگتا اور حیرت سے سوچتا کہ اس کی پیٹھ پہ پڑی یہ کالی دھاریاں رام چندر جی کی انگلیوں کے نشان ہیں ۔ اور ہاتھی تو حیرت کا ایک جہان تھا ۔ اپنی ڈیوڑھی میں کھڑے ہو کر جب وہ اسے دور سے آتا دیکھتا تو بالکل ایسا لگتا کہ پہاڑ چلا آ رہا ہے ۔ یہ لمبی سونڈ ، بڑے بڑے کان پنکھوں کی طرح ہلتے ہوئے ، تلوار کی طرح خم کھائے ہوئے دو سفید سفید دانت دو طرف نکلے ہوئے ۔ اسے دیکھ کے وہ حیران اندر آتا اور سیدھا بی اماں کے پاس پہنچتا ۔

"بی اماں ، ہاتھی پہلے اڑا کرتے تھے ؟"

"ارے تیرا دماغ تو نہیں چل گیا ہے ۔"

"بھگت جی کہہ رہے تھے ۔"

"ارے اس بھگت کی عقل پہ تو پتھر پڑ گئے ہیں - لو بھلا نعیم شحیم جانور ، وہ ہوا میں کیسے اڑے گا ۔"

"بی اماں ہاتھی پیدا کیسے ہوا تھا ؟"

"کیسے پیدا ہوتا - ہتّا نے جنا پیدا ہوگیا ۔"

"نہیں بی اماں ، ہاتھی انڈے سے نکلا ہے ۔"

"ارے تیری عقل چرنے تو نہیں گئی ہے ؟"

"بھگت جی کہہ رہے تھے ۔"

"بخت مارے بھگت کی تو مت ماری گئی ہے - اتنا بڑا جانور ، ہاتھی کا ہاتھی ، وہ انڈے میں سے نکلے گا - نکلنا تو بعد کی بات ہے ، اس میں سمائے گا کیسے ۔"

مگر اسے بھگت جی کے علم پہ بہت اعتبار تھا - گلے میں جنیئو ، ماتھے پہ تلک ، چوٹی کو چھوڑ کر سارا سر گھٹا ہوا - نون تیل کی دکان پہ بیٹھے نون تیل بھی بیچتے جاتے اور رامائن اور مہابھارت میں لکھی ہوئی حکمتیں بھی سناتے جاتے - لڑکے بالے شور مچا رہے ہیں - "بھگت جی ڈیڑھ پیسے کی سالبھر ، بھگت جی دھیلے کا گڑ ۔"

"بالکو رول مت مچاؤ - دھیرج سے کام لو -" کہتے کہتے سالبھر تولتے ، گڑ دیتے اور پھر وہیں سے جہاں سے چھوڑا تھا سرا پکڑ لیتے - "بالکو ، برھماں جی نے یہ دیکھا تو شیش سے کہا کہ دیکھ شیش دھرتی اس سمے ادھک ڈالواڈول ہے - تو وا کی سمہائتا کر - شیش بولا مہاراج وا کو اُٹھا کے مو کے پھن پہ رکھ دو ، پھر وہ ٹک جاوے گی - برھماں جی بولے کہ شیش تو دھرتی کے بھیتر چلا جا - شیش نے دھرتی میں ایک چھید دیکھا - وا میں سٹک گیا - دھرتی تلے پہنچ کے پھن پھیلایا اور دھرتی کو پھن پہ ٹکا لیا - کچھوے نے یہ دیکھا تو وا کو چنتا ہوئی کہ شیش کی پونچ تلے تو پانی ہی پانی ہے - وا نے شیش کی پونچ تلے جا کے سہارا دیا - سو بالکو دھرتی شیش جی کے پھن پہ ٹکی ہوئی ہے - شیش جی کچھوے کی پیٹھ پہ ٹکے ہوئے ہیں - جب کچھوا ہلے ہے تو شیش جی ہلتے ہیں - جب شیش جی ہلتے ہیں تو دھرتی ہلے ہے اور بھونچال آوے ہے ۔"

مگر ابا جان زلزلے کی وجہ کچھ اور ہی بتاتے تھے - حکیم بندے علی اور

مصیب حسین روز اس بڑے کمرے میں آ کر بیٹھتے جس کے بیچوں بیچ جھالر والا پنکھا لٹک رہا تھا اور اونچی چھت کے برابر چاروں طرف کنگنی بنی تھی جہاں کسی جنگلی کبوتروں کے جوڑے نے، کسی فاختہ نے، کسی گڑسل نے اپنا اپنا گھونسلا بنا رکھا تھا۔ دونوں ابا جان سے کتنے مشکل مشکل سوال کرتے تھے اور ابا جان بلا تامل قرآن کی آیتیں پڑھ کر اور حدیثیں سنا کر سوالوں کے جواب دیتے تھے۔

"مولانا! اللہ تعالیٰ نے زمین کو کیسے پیدا کیا؟"

تھوڑا تامل، پھر جواب "سوال کیا جابر بن عبداللہ انصاری نے کہ قربان ہوں ہمارے ماں باپ حضور پر سے، زمین کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے کس شے سے ترکیب دیا۔ فرمایا سمندر کے پھینے سے۔ پوچھا سمندر کا پھینا کس چیز سے بنایا؟ فرمایا؟ موج سے۔ پوچھا، موج کس چیز سے نکلی؟ فرمایا، پانی سے۔ پوچھا، پانی کہاں سے نکلا؟ فرمایا، دانۂ مروارید سے۔ پوچھا، دانۂ مروارید کہاں سے نکلا؟ فرمایا، تاریکی سے۔ تب کہا جابر بن عبداللہ انصاری نے کہ صدقت یا رسول اللہؐ۔"

"مولانا زمین کس چیز پر قائم ہے؟"

پھر دم بھر کے لیے تامل۔ پھر اسی خوش اسلوبی سے جواب "سوال کیا سوال کرنے والے نے کہ قربان ہوں یا حضرت میرے ماں باپ آپ پر سے۔ زمین کو قرار کس سے ہے؟ فرمایا، کوہِ قاف سے۔ پوچھا کوہِ قاف کے گرداگرد کیا ہے؟ فرمایا سات زمین۔ پوچھا سات زمینوں کے گرد کیا ہے؟ فرمایا، اژدھا۔ پوچھا اژدھے کے گرد کیا ہے؟ فرمایا، اژدھا۔ پوچھا، زمین کے نیچے کیا ہے؟ فرمایا، گائے جس کے چار ہزار سینگ ہیں اور ایک سینگ سے دوسرے سینگ تک کا فاصلہ پانچ سو برس کے سفر کا ہے۔ یہ سات طبق زمین کے اس کے دو سینگوں پر ٹکے ہوئے ہیں اور مچھر ایک اس گائے کے نتھنوں کے روبرو بیٹھا ہے کہ خوف سے اس سے وہ جنبش نہیں کر سکتی۔ بس سینگ بدلتی ہے کہ اس سے زلزلہ آتا ہے۔ پوچھا، کھڑی ہے وہ کس چیز پر؟ فرمایا مچھلی کی پشت پر۔ تب قائل ہوا سوال کرنے والا اور بولا صدقت یا رسول اللہؐ۔"

ابا جان چپ ہوئے۔ پھر بولے "حکیم صاحب! اس دنیا کی حقیقت بس اتنی ہے کہ ایک مچھر گائے کے نتھنوں کے روبرو بیٹھا ہے۔ مچھر ہٹ

جانے تو پھر دنیا کہاں ہوگی ۔ تو ہم ایک مچھر کے رحم و کرم پر ہیں، مگر نہیں جانتے اور غرور کرتے ہیں ۔"

روز یہی باتیں، روز یہی کہانیاں جیسے بھگت جی اور ابا جان مل کر اس کے لیے کائنات کی تفسیر کر رہے تھے ۔ یہ باتیں سن سن کر اس کے تصور میں دنیا کی ایک تصویر بن گئی تھی ۔ دنیا تو خیر پیدا ہوگئی مگر اس کے بعد کیا ہوا ۔ روئیں بہت بی بی حوا ۔ پیدا ہوئی ان کے آنسوؤں سے مہندی اور سرمہ ۔ مگر پیٹ سے پیدا ہوئے ہابیل اور قابیل دو بیٹے اور اقلیما ایک بیٹی چندے آفتاب چندے ماہتاب ۔ بیاہ دیا باپ نے بیٹی کو چھوٹے بیٹے ہابیل سے ۔ تس پر غصہ کھایا بڑے بیٹے قابیل نے اور پتھر اٹھا کے مارا ہابیل کو کہ مر گیا وہ اس سے ۔ تب اٹھائی قابیل نے ہابیل کی لاش اپنے کاندھے پر اور چکر کاٹا پوری زمین کا ۔ اور گرا جس جس مقام پر خون ہابیل کا، ہوگئی اس اس جگہ پر زمین شور ۔ تب سوچ میں پڑ گیا قابیل کہ کروں کیا بھائی کی لاش کا کہ دکھنے لگے تھے لاش کے بوجھ سے اس کے کندھے ۔ دیکھا اس گھڑی اس نے دو کووں کو کہ لڑ رہے تھے آپس میں اور مار ڈالا ایک نے دوسرے کو ۔ کھودی مارنے والے نے اپنی منقار سے زمین اور گاڑ کر اس میں مقتول کو جا بیٹھا درخت پر ۔ تب افسوس کیا قابیل نے کہ اے خرابی میری، نہ ہو سکا مجھ سے اتنا کہ ہوؤں برابر کوے کے اور کروں دفن اپنے برادر کو ۔ تب دفن کیا بھائی نے بھائی کو کوے کی مثال پر ۔ سو وہ تھی پہلی قبر کہ بنی روئے زمین پر اور تھا وہ پہلا خون آدمی کا کہ ہوا آدمی کے ہاتھوں اور تھا وہ پہلا بھائی کہ مارا گیا بھائی کے ہاتھوں ـــــ اس نے پہلے ورقوں والی وہ کتاب بند کر کے ابا جان کی کتابوں کی الماری میں اسی جگہ رکھ دی جہاں سے اٹھائی تھی، پھر بی اماں کے پاس پہنچا ۔

"بی اماں! ہابیل قابیل کا بھائی تھا؟"

"ہاں بیٹے! ہابیل قابیل کا بھائی تھا ۔"

"پھر ہابیل کو قابیل نے قتل کیوں کیا؟"

"ڈوبا خون جو سفید ہوگیا تھا ۔"

اس نے یہ سنا اور حیران ہوا ۔ مگر اب اس کی حیرت میں ہلکا ہلکا ڈر بھی شامل تھا ۔ حیرت کے تجربوں میں خوف کی پہلی لہر ۔ وہ اٹھ کے

[illegible] حسبِ دستور حکیم بندے علی اور مصیب حسن [illegible] رہے تھے اور جواب سن رہے تھے مگر اس وقت [illegible]

"مولانا قیامت کب آئے گی؟"

"جب مچھر مر جائے گا اور گائے بے خوف ہو جائے گی۔"

"مچھر کب مرے گا اور گائے کب بے خوف ہوگی؟"

"جب سورج مغرب سے نکلے گا۔"

"سورج مغرب سے کب نکلے گا؟"

"جب مرغی بانگ دے گی اور مرغا گونگا ہو جائے گا۔"

"مرغی کب بانگ دے گی اور مرغا کب گونگا ہوگا؟"

[illegible] کریں گے۔"

[illegible] باتیں کریں گے؟"

"جب حاکم ظالم ہو جائیں گے اور رعایا خاک چاٹے گی۔"

ایک جب کے بعد دوسرا جب، دوسرے جب کے بعد تیسرا جب۔ [illegible]

[illegible] لڑی کو تتر بتر کر گیا۔

[illegible]

[illegible]

"تو روپ نگر میں بجلی آ رہی اے؟"

"ہمیرے۔"

"میرے سر کسوں؟"

"تیرے سر کسوں۔"

[illegible]

جو کبھی کسی وقت میں سڑکوں کی روشنی کے لیے یہاں ڈالی گئی تھیں بعد میں آنے والوں نے انہیں فراموش کر دیا اور وہ رفتہ رفتہ گرد و پیش کے منظر کا حصہ بن گئیں۔ اب نہ کھمبے تھے اس گرد میں اسی منظر کا حصہ تھے۔ لگتا تھا جیسے ان پر سے برس ہا برس گزر گئے۔ بجلی کی بات آئی گئی ہو چکی تھی۔ روز شام لالٹین والا ناٹے قد کا سیڑھی رکھے ہاتھ میں تیل کا کپا لیے نمودار ہوتا اور سڑک کے کھمبوں پر نصب اور دیواروں کی بلندی پر ٹنگی ہوئی لالٹینوں کو روشن کرتا چلا جاتا۔ "بہری روشنی ستھرا ہو گئی۔" دن ڈھلتے اسی معمول رنگ، بھولی صورت، ماتھے پہ تلک، سفید دھوتی، جھب جھب کرتی ڈیوڑھی پہ آتی۔ طاق میں رکھے دیے میں تیل ڈال کے جلاتی اور اُلٹے پیروں اندر چلی جاتی، میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہ وہ اپنی ڈیوڑھی پہ کھڑا اسے تکا رہتا۔ چھوٹی دکان میں حکیم جی بیٹھے حکمت ڈیوٹ پر رکھے دیے میں ایک ہی کڑوا تیل ڈال کے اسے جلاتے اور سمجھ لیتے کہ ان کی دکان منور ہو گئی۔ کی دکان کے آگے مٹی کا دیا جلا کر خوانچے کے پاس بیٹھتا اور تھوڑی تھوڑی دیر بعد آواز لگاتا "سونٹھ کے بتاشے" مگر سب سے زیادہ روشنی لالہ صراف کی دکان پر ہوتی جہاں چھت میں لٹکے ہوئے لیمپ کی روشنی دکان سے نکل کر سڑک پر تھوڑا اجالا کر دیتی۔ روشنی کی پونجی اس نگر میں بس اتنی ہی تھی۔ اور یہ بھی کتنی دیر۔ دکانیں ایک ایک کر کے بند ہوتی چلی جاتیں۔ ڈیوڑھیوں کے طاقوں میں جھلملاتے دیے مندے ہوتے چلے جاتے اور آخر کو بجھ جاتے۔ پھر بس کسی کسی نکڑ پہ لکڑی کے ستون پر نصب لالٹین ٹمٹماتی رہ جاتی۔ باقی اندھیرا ہی اندھیرا۔ یوں اس اندھیرے میں دیکھنے والی آنکھوں کو بہت کچھ نظر آتا۔

"بی اماں! یہ بھی جمعرات کی رات ہے۔ ذاکر صاحب مل رہے تھے۔ چوپال کے پاس سے گزری۔ ایسے لگا جیسے کوئی عورت رو رہی ہے۔ میں نے اِدھر اُدھر دیکھا، کوئی بھی نہیں۔ چوپال کے پھاٹک کے پاس ایک دلہن بیٹھی تھی۔ میرا دل دھک سے رہ گیا۔ میں نے نظر دیا۔ ہوا ایسی کہ دیکھوں ہوں نیم والی کی دیوار پہ آگے چل

کے اوپلے [illegible] تلی سے نکلی تو بے بی اماں یقین کرلو پھر وہی ملی ۔ لاش پڑی [illegible] کے [illegible] بہ اسٹیشن سے رو رہی تھی جیسے عورت رو رہی ہو ۔ میرا جی سن سے رہ گیا ۔"

"اللہ بس اپنا رحم کرے ۔" بی اماں نے [illegible] پر کہیں ۔ [illegible] رحم کرے ۔ اس کے دوسرے تیسرے دن [illegible] دوسری [illegible] : [illegible] بی اماں محلے میں [illegible]

"اچھا ؟"

[illegible] کی طرف [illegible] دیکھ [illegible] پڑے ہیں ۔

[illegible]

"اری شریفن دیکھ تو سہی کون مر گیا ۔"

[illegible]

"ہئے ہئے! وہ تو کڑیل جوان تھا ۔ کیسے مر گیا ۔"

"[illegible] گلٹیوں میں [illegible]"

"گلٹی؟ اری کمبخت کیا کہہ رہی ہے ۔"

"ہاں بی اماں! سچ کہہ رہی ہوں ۔ طاعون ——"

"[illegible] نہیں لیا کرتے ۔"

[illegible]

لیلیٰ لیلیٰ پکاروں میں بن میں
لیلیٰ موری بسی مورے من میں

جب صبح ہوتی تو بستی کا رنگ ہی اور ہوتا ۔ کوئی کوئی دکان کھلی ہوتی ورنہ سب بند ۔ کچھ گھروں میں تالے پڑ گئے تھے ، کچھ میں پڑ رہے تھے ۔ کسی گھر کے سامنے ڈولی کھڑی ہوتی ، کسی گھر کے سامنے تانگہ ۔ سب جا رہے تھے ، نگر خالی ہو رہا تھا ۔ نگر دونوں طرح خالی ہوا ۔ کچھ نگر سے نکل گئے ، کچھ دنیا سے گزر گئے ۔

"بی اماں ! ہندو زیادہ مر رہے ہیں ۔"

"بیٹا ہیضے میں مسلمان مرتے ہیں ، طاعون میں ہندو مرتے ہیں ۔"

مگر پھر طاعون نے ہندو مسلمان میں امتیاز ختم کر دیا ۔ کلمے کی برکت کے حصار میں بیٹھے ہوئے جسم بھی زور پکڑ گئے ۔

"بہو ! ذاکر کو روک کے رکھو ۔ یہ بار بار باہر جاتا ہے ۔"

"بی اماں ! یہ لڑکا میری نہیں سنتا ۔"

"اچھا اب نکل کے دیکھے ، اس کی ٹانگیں توڑ دوں گی ۔"

مگر کسی دھمکی نے اس پر اثر نہیں کیا ۔ رام رام ستیہ کی آواز آتی اور وہ بھاگ کر باہر ڈیوڑھی پر ۔ جنازہ جب گزر جاتا تو سوگوار عورتیں بین کرتی ہوئی سسکتی ہوئی گزرتیں ۔ ان کے گزر جانے کے بعد سڑک کتنی ویران سی لگتی تھی ۔ شریفن دوڑی ہوئی آتی اور اسے پکڑ کر اندر لے جاتی ۔

پھر ایک ڈولی تک بھی آئی اور ڈیوڑھی کے آگے آ کر کھڑی ہو گئی ۔

"اری شریفن دیکھ تو سہی ، ان قیامت کے دنوں میں کون مہمان آیا ہے ۔"

شریفن گئی اور آئی "بی اماں ! دلی سے ماموں جان نے ڈولی بھیجی ہے ۔ کہلوایا ہے کہ سب کو لے کے نکل آؤ ۔"

بی اماں سیدھی بڑے کمرے میں گئیں جہاں ابا جان سب سے الگ دن دن بھر مصلے پہ بیٹھے رہتے ۔

"سنتے ذاکر کے ابا ! تمہارے ماموں جان نے ڈولی بھیجی ہے ۔"

ابا جان نے سوچ کیا ۔ پھر بولے "بی اماں ! حضور رسالت مآب نے فرمایا ہے کہ جو موت سے بھاگتے ہیں وہ موت ہی کی طرف بھاگتے ہیں ۔"

ڈولی خالی آئی تھی ، خالی واپس گئی ۔ اور ابا جان نے جمنی کی ہانڈی میں پانی ابلوایا ، قلم پاک کر کے اس میں ڈبویا اور ایک دبیز کاغذ پر

جلی حروف میں لکھا :

"لی خمسۃ اطفی بھا حر الوباء الحاطمۃ المحمد والفاطمۃ
والحسن والحسین یا علی یا علی یا علی"

پھر یہ کاغذ ڈیوڑھی پر جا کر پھاٹک پر چپکایا اور واپس مصلے پر آ بیٹھے

ڈاکٹر جوشی کا شفاخانے سے نکلنا اور کسی کے گھر پہ پہنچنا پہلے ایک واقعہ ہوا کرتا تھا ۔ مگر اب تو ڈاکٹر صاحب وقت بے وقت گلے میں آلہ ڈالے نمودار ہوتے ۔ کبھی اس گلی میں کبھی اُس گلی میں ۔ ڈاکٹر صاحب روپ نگر کے مسیحا تھے ۔ کہنے والے کہتے تھے کہ ان کے مقابلے کا ڈاکٹر دلی کے ارون ہسپتال میں بھی نہیں ہے ۔ لیکن اب مسیحا کا زور گھٹ رہا تھا ، مرض کا زور بڑھ رہا تھا ۔ خود ڈاکٹر صاحب کی بیوی کے گلٹی نکلی اور ڈاکٹر صاحب کے دیکھتے دیکھتے پران چھوڑ گئی ۔

"ڈاکٹر کی بھی بیر مر گئی ۔"

"ہیں !"

پھگو ... کی دکان پہ بیٹھے لوگ اس سے زیادہ کچھ نہ کہہ سکے ۔ جوشی مل وید کی ودیا اور حکیم بندے علی کی حکمت سے پہلے ہی بلے میں اعتبار اُٹھ گیا تھا ۔ اب ڈاکٹر جوشی کی مسیحائی بھی اتنا اعتبار کھو بیٹھی ۔ موت اب ایک اٹل حقیقت تھی ۔ مرنے والے خاموشی سے مر رہے تھے ۔ جنازہ اُٹھانے والے تھکے تھکے نظر آتے ۔

وہ خود تکتے تکتے تھک گیا تھا ۔ جنازہ گزر جاتا اور وہ اسی طرح کھڑا رہتا اور خالی سڑک کو تکتا رہتا ۔ اس کے گھر کے سامنے کی سڑک اب کتنی ویران نظر آتی تھی ۔ دکانوں اور مکانوں میں بالعموم تالے پڑے تھے ۔ وستی کے گھر کے دروازے میں بھی تالا پڑ چکا تھا ۔ کسی کسی دکان کا پٹ کسی وقت تھوڑا کھلا نظر آتا ، پھر جلد ہی بند ہو جاتا ۔ وہ مقفل دروازوں ، بند کواڑوں اور سونی سڑک کو دیکھ دیکھ کے تھک جاتا اور شریفن کے تقاضے سے پہلے ہی وہ بس اندر چلا جاتا جہاں ایک خاموشی سی چھائی رہتی ۔ ابا جان سب سے الگ موت و زیست کے معاملات سے بے نیاز مصلے پہ بیٹھے تسبیح پھیرتے رہتے ۔ بی اماں پلنگ پہ بیٹھی کچھ سیتی پروتی رہتیں ۔ اکا دکا بات امی سے یا شریفن سے ۔ اب حیرت ان کی آنکھوں سے

[illegible]

[illegible] جیسے کوئی کہہ رہا ہے کہ جشن کرو۔"

[illegible] آپ کو بشارت ہوئی ہے۔"

[illegible] گھر پہنچی۔ پر اس گھر سے [illegible]

[illegible]

"[illegible] خوشی سے [illegible] ٹل گئی۔"

"اری سچ کہہ۔"

"ہاں بی اماں! ڈاکٹر جوشی نے بتایا ہے۔"

"[illegible] اور بی [illegible] آنکھوں میں پھر آنسو امڈ آئے۔ [illegible] پورا چہرہ [illegible] آنسوؤں میں تر بتر تھا۔

[illegible] جس طرح [illegible] اسی طرح [illegible] واپس [illegible]

[illegible] کھل رہے تھے [illegible] گھر کے [illegible] جا رہے تھے۔

[illegible] دور وستی کے گھر کے آنگن سے [illegible] کے چھوٹے بڑے [illegible] کی [illegible] رہی تھی۔ اور [illegible] سے آئی [illegible] کی [illegible] آواز [illegible] "[illegible] وستی، [illegible] ہوئی، [illegible]" [illegible] وستی اسی طور [illegible] ڈیوڑھی پہ آئی، [illegible] ڈال کر [illegible]۔ واپس [illegible] کہ سڑک [illegible]..

اس کے قریب گیا "وستی!"

وستی نے مڑ کر اسے دیکھا اور مسکرائی۔

"آ گئی تو؟"

"ہمبے۔"

وہ اور قریب آ گیا۔ اس کی ننگی بانہیں ہولے سے چھوتے ہوئے نرم میٹھے لہجے میں بولا "آ کھیلیں۔"

وستی ٹھٹھکی۔ پھر ایک ساتھ جھڑکی "حل مُسلے کے چھورے" اور بھاگ کر اندر چلی گئی۔

وستی سے جھڑکی کھا کر خوشی سے سرشار وہ واپس گھر گیا اور دیر تک اپنی پوروں میں مٹھاس گھلتی محسوس کرتا رہا۔

بے آباد گھر پھر سے آباد ہو گئے تھے اور چھوٹی نگری میں پھر ویسی ہی گہما گہمی تھی۔ پھر بھی جہاں تہاں کھانچے نظر آتے اور چہرے جہاں وہاں سے کم دکھائی دیتے۔ سیٹھ بردیال اب نگر کے چبوترے پہ اور مصرا جی اپنی دکان کی مسند پہ کہاں دکھائی دیتے۔ اور حکیمیں کہاں تھا جو روز رات کو چرنجی کی بیٹھک میں جم کر ہارمونیم سکھوتا تھا۔ سیٹھ بردیال کے بیٹے سوہن کا گھٹا ہوا سر ہفتوں اعلان کرتا رہا کہ وہ باپ کے سوگ میں ہے۔ مگر پھر سوہن کے سر پہ بال آتے چلے گئے اور چھوٹی نگری کے بھیتے ابھرتے چلے گئے۔ پھر ایسے ہی لوگ جیسے کوئی کم نہیں ہوا ہے اور ویسی ہی رونق جیسے یہاں کوئی واقعہ نہیں ہوا ہے۔ چرنجی کی بیٹھک میں پھر تھیٹر جیسے لگی تھی۔ آدھی آدھی رات تک ہارمونیم بجتا اور گانے کی آواز دور تک جاتی:

رات بھر لیلیٰ پڑی رہتی ہے یوں
اپنے پہلو میں دبائے دردِ دل
دردِ دل بھی کیا کوئی معشوق ہے
جس کو دیکھو مبتلائے دردِ دل

"چرنجی سالے تیرے تو مزے ہو گئے۔"

"کیسے؟"

"کھمبا تیری بیٹھک کے بالکل برابر کھڑا ہوا ہے۔ سالے تو تو اب

"بجلی کی روشنی میں بارسوئیم بھیا کرے گا۔"

[illegible]

"کہویں ہیں کہ بجلی میں بہت روشنی ہووے ہے۔"

"بس ایسا سمجھ لو کہ دن نکلا ہوا ہے۔"

"بھئی انگریز بھی کمال ہے۔"

[illegible]

پسند آ گئی تھیں۔

بندروں کا عجب طور تھا۔ آتے تو آتے ہی چلے جاتے۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ایک کھمبے سے دوسرے کھمبے تک، دوسرے کھمبے سے تیسرے کھمبے تک تار دے گئے اور سڑک کھمبوں [illegible] کھنچتے چلے گئے۔

فضا میں ایک نیا واقعہ ظہور پذیر ہو گیا تھا اور پرندوں کو بیٹھنے کے لیے نئے ٹھکانے میسر آ گئے تھے۔ روپ نگر کے پرندے اب منڈیروں اور درختوں کی شاخوں کے محتاج نہیں رہے تھے۔ کوے منڈیروں پہ بیٹھے کائیں کائیں کرتے تھک جاتے تو وہاں سے اڑتے اور کسی تار پہ جھولنے لگتے۔ کوئی نیل کنٹھ، کوئی شاما چڑیا، کوئی دھوبن چڑیا اڑتے اڑتے دم لینے کے لیے کسی تار پہ اُتر آتی۔

[illegible] ہی ایک بندر نے چھوٹی بزریا کی ایک منڈیر
[illegible] روں پہ جھول گیا۔ دوسرے ہی لمحے وہ پٹ سے
[illegible] طرف سے بھگت جی، دوسری طرف سے لالہ مٹھن لال
[illegible] کر دوڑے۔ حیرت اور خوف سے دم توڑتے بندر کو
[illegible] "ارے کوئی پانی لاؤ۔" چندی نے لپک جھپک کنویں
[illegible]
[illegible] بند اور بدن ساکت ہوتا چلا گیا۔

[illegible]

[illegible] حیرت سے تکنے لگے۔

"کون سے تار پہ لٹکا تھا؟"

"اس تار پہ" چندی سب سے اوپر والے تار کی طرف اشارہ کرتا۔

"تو بجلی آ گئی؟"

"ہاں جی آ گئی۔ ادھر آدمی نے تار کو چھوا اور ادھر ختم۔"

[illegible]

[illegible] دیکھا اور بسنطا پھر شور مچایا۔

[illegible]

نے پھر اپنا اپنا قرض ادا کیا ۔ بندر نے پانی پڑنے پر [illegible]

[illegible]

خالی ہونے لگیں ۔

[illegible]

ہو جاتے ، اور اس کا دل دھک دھک کرنے لگتا ۔

[illegible]

[illegible] سے آگے کچھ نہ کہہ سکا۔

"کون ہے [illegible]؟" حسیب نے بڑوں کی طرح [illegible]۔

"آدمی [illegible]" اس نے ڈری ہوئی آواز میں کہا۔

"آدمی! کیسا؟" حسیب اور مدو دونوں ایک دم [illegible]۔

"وہ [illegible]" اس نے [illegible] کی طرف انگلی اٹھائی [illegible]

[illegible] آ رہا تھا۔

[illegible] آدمی [illegible] آدمی ہی تھا [illegible]
[illegible] وہ ایک دم [illegible]
[illegible] ہو گئے۔

مدو کو ابھی کچھ [illegible]
[illegible]
[illegible] آنے کے بعد [illegible]۔

صابرہ، پہلے تو اس نے اس کا صرف نام سنا تھا، جب خالہ جان کا
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
کھڑی ہوئیں۔ بی اماں بین کر کر روئیں۔

بس اس کے تھوڑے ہی دنوں بعد سامان اور سو روپوں سے لدا پھند
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
کی ہے۔

پہلے تو صابرہ اس سے الگ الگ رہی۔ وہ جھجکتی جھجکتی سی اس سے
[illegible]

کے قریب آیا "آؤ سبو کھیلیں ۔"

"میاں ذاکر" ابا جان داخل ہوتے [illegible] آج [illegible] یہ لوگ سونے نہیں دیں گے ۔"

"جی" وہ ہڑبڑا کر جنگل سے نکلا ۔

"میاں یہ لوگ جلسہ کر رہے ہیں یا ہلڑ بازی کر رہے ہیں ۔"

"[illegible] تحریکوں میں یہی ہوتا ہے ۔ جوش میں لوگ [illegible] جاتے ہیں ۔"

"کیا تھا ، تحریک ؟ یہ تحریک ہے [illegible] تحریکیں [illegible] نہیں ہیں ۔ [illegible] اور مولانا [illegible] مولانا [illegible] کہا اور [illegible] دل میں [illegible] بہت پچھتائے تھے ۔"

وہ دل ہی دل میں مسکرایا ، ابا جان بھی خوب ہیں ۔ ابھی تک تحریکِ خلافت کے خواب دیکھ رہے ہیں ۔

"اور تم کیا کر رہے ہو ؟"

"خیال تھا کہ صبح کے لیے لیکچر تیار کروں گا لیکن ——"

"اس شور میں کوئی کام ہو سکتا ہے ۔" ابا جان نے بات کاٹتے ہوئے کہا ۔

"[illegible] باہر سے آئے ہوئے لیڈروں کی وجہ سے لمبا کھنچا تھا ۔"

"میاں مجھے [illegible] آتا ۔" [illegible] ہمارے زمانے میں بھی جلسے ہوتے [illegible]

[illegible] آیا اور [illegible] مؤدب ہو کر بیٹھ گئیں۔ [illegible] تہذیب بھی [illegible]

[illegible] وہ [illegible] تحریکِ خلافت کے زمانے سے ابھی تک [illegible] مگر جب وہ یوں سوچ رہا تھا تو اسے لگا کہ جیسے وہ [illegible] پیچھے پیچھے گزرے زمانے میں چلا جا رہا ہے۔ کیا [illegible]

[illegible] ساون بھادوں، جھولا، گیت، پکی نیم کی نبولی ——

[illegible] ابا جان واپس جا رہے تھے۔ "اور اب تم بھی آرام کرو۔"

[illegible] گونج رہی تھی:

پکی نیم کی نبولی ساون کب کب آوے گا
جیوے موری ماں کا جایا ڈولی بھیج بلاوے گا

[illegible] انہیں دیکھ رہی تھی۔ اسی آن باورچی خانے سے [illegible] کی آواز آئی "طاہرہ!"

[illegible] پھلکیاں پکا لو۔"

[illegible] ہوئی ہیں۔"

[illegible] کھول رہی ہے۔ [illegible] چاہ رہا تھا کہ [illegible]

جھولتا رہے مگر صابرہ کوٹھڑی میں تولا، کوٹھڑی میں ماشہ ۔ "ہم تیرے ساتھ نہیں جھولتے ۔" وہ اچانک جھولے سے اُتر پڑی ۔

"کیوں ؟" ہکا بکا رہ گیا ۔

"بس نہیں جھولتے ۔"

وہ حیران اور اُداس کھڑا رہا ۔ پھر آہستہ آہستہ اس کے قریب پہنچا

"سبو ۔"

"ہم تجھ سے نہیں بولتے ۔"

صابرہ کو جب وہ کسی طور منا نہ پایا تو وہ اُداس اُداس وہاں سے چلا ۔ یوں ہی اس کا رخ زینے کی طرف ہو گیا ۔ زینہ چڑھ کر وہ اوپر کھلی چھت پر پہنچ گیا ۔ چھت کچی تھی اور چونکہ مینہ کو ہوئے دیر ہو چکی تھی اس لیے مٹی جم گئی تھی ۔ جیب سے چاقو کا وہ ٹوٹا ہوا پھل نکالا جو [illegible] سامنے کے [illegible] میں رکھا کرتا تھا ۔ جمی ہوئی مٹی [illegible] اس طرح چلانا شروع کیا جیسے [illegible] کاٹ رہا ہو ۔ تھوڑی دیر میں صابرہ بھی [illegible] وہیں پہنچی ۔ بڑی دیر سے اسے [illegible] دیکھتی رہی ۔ مگر [illegible] وہ اپنے کام میں مصروف [illegible] کی طرف [illegible] نہیں دیا ۔ [illegible] بولی "یہ کیا ہے ؟"

[illegible]

"یہ قبر ہے ؟" صابرہ نے حیرت سے پوچھا ۔

"ہاں ۔"

حیرت سے قبر کو دیکھتی رہی ۔ پھر بولی اس طرح [illegible] لہجے میں گرمی آ گئی تھی ۔ "ذاکر ہمارے لیے بھی قبر بنا دے ۔"

"خود بنا لے ۔" اس نے روکھا سا جواب دیا ۔

[illegible] سے مایوس ہو کر اپنی قبر آپ بنانے کا جتن کرنے

تی۔ مٹی بہت پیاری لگ رہی تھی۔ کھدی ہوئی جگہ میں اپنا ننگا پاؤں رکھ کر اس نے کھدی ہوئی مٹی کو [illegible]۔ پھر آہستگی سے پاؤں نکالا۔ پاؤں نکالتے ہی مٹی کی چھت گر پڑی۔ وہ اس کی ناکامی پر کھلکھلا کر ہنسا۔ [illegible] نے حوصلہ نہیں چھوڑا۔ دوسری دفعہ پھر اس نے کوشش کی، پھر ناکام ہوئی۔ تیسری دفعہ پھر کوشش کی اور اس مرتبہ اس نے واقعی [illegible] سے پاؤں باہر نکالا کہ مٹی کا ذرہ تک نہیں گرا۔ صابرہ نے [illegible] کیا اور اس کی قبر پر نظر ڈالتے ہوئے [illegible] دیکھا "میری قبر اچھی ہے۔"

"[illegible] بڑی اچھی ہے۔" اس نے صابرہ کا منہ چڑایا۔

"پاؤں ڈال کے دیکھ لے۔"

[illegible] وہ ڈھیٹھا۔ کچھ [illegible] ڈھیرے ڈھیرے [illegible] اس نے [illegible] پاؤں بڑھایا اور صابرہ کی قبر میں کھسکا دیا۔ [illegible] دل ہی دل میں [illegible] ہے۔ اور [illegible] دیر تک اس نرم گرم قبر میں رکھے رہا۔

[illegible] کیا۔ پھر جیب سے سیب نکالی۔

"[illegible] لے گی؟"

[illegible]

سیب اس سے لے کر صابرہ نے پیشکش کی "چل جھولا جھولیں۔"

[illegible]

اماں آڑو جامن کولے دھرے   اماں میں نہیں کھاؤں میری ماں
اماں نتا پانی بھرا دھرا   اماں میں نہیں نہاؤں میری ماں
اماں دھانی جوڑا سلا دھرا   اماں میں نہیں پہنوں میری ماں
اماں ساجن ڈولا لے کھڑا   اماں میں نہیں جاؤں میری ماں

وہ بیٹھے اور پھر چھت پہ آ بیٹھے۔ اب کیا کریں۔ اس نے ایک نئی

[illegible]

"آؤ دولہا دلہن کھیلیں۔"

"دولہا دلہن؟" وہ سٹپٹا گئی۔

"ہاں جیسے میں دولہا ہوں اور تم دلہن۔"

"کوئی دیکھ لے گا۔" وہ گھبرا گئی۔

بس سی دم ایک دم سے بادل گرجا کہ دونوں ڈر گئے اور [illegible] ہو گئے۔

[illegible]

ازل سے برس رہا ہے، ابد تک برستا رہے گا۔ مگر وہ رات تو ازدل سے کتنی آباد تھی۔

[illegible] سیاہ [illegible] کسیری [illegible] سدری
[illegible] ی یری
[illegible] کسیری [illegible] ری
گھنشم [illegible] گیری آئی [illegible] ری

"ارے یہ بندی آج کی رات سونے تھوڑا ہی دیں گی۔ اوپر سے مینہ برسے چلا جا رہا ہے۔"

"بی اماں یہ جنم اشٹمی کا مینہ ہے۔" شریفن بوا نے وضاحت کی۔ "کنہیا جی کے پوتڑے دھل رہے ہیں۔"

[illegible]

[illegible] میں کھوا گئی سی

[illegible]

رتیا بے بیتے دار سجن آئیو کہ جائیو

[illegible] بے [illegible] دار سجن آئیو کہ جائیو

[illegible] کی رت ہی کو پڑتا تھا۔ صبح [illegible]

[illegible] سب کچھ [illegible]

[illegible]

"سبو! یہ دیکھ۔"

"ہائے اتنی بہت سی بیر بہوٹیاں۔" حیرت اور مسرت سے وہ کھل اٹھی۔ اور پھر وہ اس کے ساتھ کتنی گھل مل گئی۔ ایک دم سے کتنی قریب آجاتی تھی، ایک دم سے کتنی دور ہو جاتی تھی۔

"سبو! آ کھیلیں۔"

"نہیں کھیلتے۔"

"میرے پاس کوڑیاں ہیں۔

"میں کیا کروں۔"

"یہ دیکھ، پھرکنی۔"

"ہوں۔" اس نے منہ چڑا دیا۔

پھر وہ اکیلا ہی پھرکنی پھراتا رہا۔ بہت دیر تک۔ پھر اپنی چکنی نکالی اور چکنی گھمانی شروع کر دی۔ چکنی گھمانے میں اسے بڑا مزا آتا تھا۔

سنتے ہیں لیلی کا یہ دستور تھا

چکنی گھماتے گھماتے یک دم سے وہ چونکا "مجنوں آ گیا۔" اور چکنی کو بھول پھر کے مطابق ڈیوڑھی کی طرف بھاگا۔ جب وہ پھاٹک میں کھڑا رہا تو دیکھا کہ صابرہ بھی برابر آ کھڑی ہوئی ہے "ذاکر! یہ مجنوں ہے۔"

"اور کیا مجنوں تو ہے ہی۔"

گرد بدن، سال بکھرے ہوئے، ایک ہاتھ میں پیالہ، دوسرے ہاتھ میں لٹ، پیر میں زنجیر کہ چلنے میں چھن چھن کر رہی تھی۔ رک کر کھڑا ہوا:

سنتے ہیں لیلی کا یہ دستور تھا
بھیک دیتی تھی جو آتا تھا گدا

ایک دن مجنوں بھی کاسہ ہاتھ لے
جا پکارا کچھ مجھے للہ دے

آئی لیلی اور سبھوں کو کچھ دیا
ہاتھ سے مجنوں کے کاسہ لے لیا

[illegible] ہوا [illegible]
سے زمین پر گر کر ساکت ہو گیا۔

"ذاکر! مجنوں مر گیا؟" وہ بری طرح کانپ رہی تھی۔

"نہیں، مرا نہیں ہے۔"

"نہیں، وہ مر گیا۔" وہ رو پڑی۔

"اری پگلی اس نے مکر پھیر رکھا ہے۔"

"نہیں، مجنوں مر گیا۔" وہ روئے جا رہی تھی۔

[illegible]

[illegible] پیسے ڈال دیے تھے، وہ آگے بڑھ لیا۔

"ممبو! تو نے لیلی مجنوں دیکھا تھا [illegible]

"نہیں، کب ہوتا ہے اس میں؟"

[illegible] ہی ہے۔

"پھر کیا ہوتا ہے؟"

"پھر ماسٹر روپی الٰہی جان پہ عاشق ہو جاتا ہے۔"

[illegible] دوسرے [illegible] اور [illegible]

[illegible] بدل گئے۔ "چل بے شرم، [illegible]

بی اماں کو۔"

"میں نے کیا کہا ہے؟" وہ گھبرا گیا۔

[illegible] بی اماں کو [illegible] کسے۔ بس اُس سے رہا نہ گیا اور دور

دور [illegible] وہ [illegible] ہوا تھا۔ اُس سے آنکھ ملاتے جھجکتا تھا۔

"[illegible] کون پاس۔" [illegible] کے [illegible] ہوئے، [illegible]

[illegible] اواروں کا اس پر عجب اثر ہوا تھا۔ سمجھ میں آئے یا نہ،

[illegible] اچھا [illegible] تھا۔ "کون پاس" یہ کیا غضب ہے،

[illegible] کی سمجھ میں [illegible] وسنتی کے

[illegible] کہاں

[illegible] کی [illegible] چھت

پہ گیا۔ پیچھے پیچھے صابرہ۔

[illegible] وسنتی کی چھت [illegible]

[illegible]

[illegible] اور [illegible] اور

[illegible] "[illegible]" اور [illegible]

ان کے سر پہ چھائی ہوئی تھی۔

"[illegible] کیا [illegible]" اُس نے صابرہ کی [illegible]

[illegible] رام چندر جی کی [illegible] ہی ہیں۔"

"رام چندر جی کی پتلیں؟" وہ اور حیران ہوئی۔

[illegible] رام چندر جی [illegible] دیکھے [illegible] کووں [illegible]

[illegible]۔"

"چل جھوٹے۔"

"اللہ قسم!"

[illegible] اور اس سے [illegible]
میں پرو دیا کہ ذاکر کیا کہہ رہا ہے۔"

[illegible]

[illegible]
سے بچالے اللہ مجھے اٹھا لے۔"

"[illegible]
دیکھنا ہے۔"

[illegible]
وراثتیں سمیٹنے کے لیے جیوں گی۔"

[illegible]

[illegible] کہنیاں ڈال دی۔ "[illegible]" [illegible] کہ مسجد کے [illegible] پہ پاسبان [illegible] کر کھڑے ہو گئے۔ وضو کرنے والے آئے اور [illegible] کر چلے گئے۔ حکیم [illegible] علی اور منشی شعیب حسین نے [illegible] کرنے کی کوشش کی مگر انہوں نے ایک ہی جواب دیا کہ "[illegible]"

[illegible] اور ایسی [illegible] گھر آئے مگر [illegible] آنے کا انتظار نہیں کیا۔

[illegible]

"بجا کریں - لکھنؤ والے شریعت کو بدلنے کے تو مجاز نہیں ہیں -"

[illegible]
ہوا جو ان کے دوسرے محاذوں کا ہوا تھا -

[illegible] ان کے خلاف [illegible] اس کے بعد وہ [illegible] ہو گئے [illegible] محرم کے دسویں دن [illegible] کے لیے [illegible]
گیا، سفر کا سامان ہونے لگا -

[illegible]

ہر بات امی سے پوچھتا تھا۔

"ہاں بیٹا۔" امی نے افسردگی سے کہا۔ [illegible] "اب ہمارا یہاں [illegible] ہے۔ [illegible] گئی تھیں۔ ایک ٹوٹا پھوٹا گھر رہ گیا ہے [illegible] جانتا ہے۔"

"امی! ہم ویاس پور جا رہے ہیں؟"

"ہاں بیٹا! ویاس پور جا رہے ہیں۔ تمہارے [illegible] تو [illegible] میں ہیں۔ [illegible] نے زمین [illegible] نہیں، نہیں تو ہم [illegible] پہلے ہی یہاں سے جا چکے ہوتے۔"

"امی! ویاس پور بہت دور ہے؟"

"ہاں دور ہی ہے۔ یہاں سے [illegible] شہر تک [illegible] وہاں سے ریل میں سوار ہوں گے۔"

[illegible] کتنا [illegible] تھا۔ اس کے تصور میں [illegible] وہ [illegible] زندگی میں پہلی مرتبہ سوار ہوگا [illegible] اور نئی بستی کو دیکھنے [illegible] اس کے [illegible] یکایک [illegible] وقت [illegible] سے دور [illegible] کے [illegible] اور [illegible] نے اس کے [illegible] اور [illegible] میں [illegible] حالت [illegible] آنکھوں میں [illegible] آ گئے۔ امی نے [illegible] میں [illegible] لگاتے ہوئے کہا۔ [illegible] "امی! میں [illegible] بیٹا [illegible] اس [illegible] "[illegible]" [illegible] صابرہ کو [illegible] اپنے کام میں [illegible] گئے۔

وہ [illegible] رہا۔ اس کی ساری خوشی زائل ہو چکی تھی۔ ہمت کر کے آہستہ آہستہ اس کے قریب گیا۔ "سبو۔"

صابرہ نے [illegible] کے [illegible] دیر میں اس کے [illegible]

آنسوؤں میں تربتر ہو گئے تھے) نے دیکھا اور ایک دم سے ہنسی سے جلدی جلدی کے دامن میں چھپا لی اور پہلے سے زیادہ شدت کے ساتھ سسکیاں لینے لگی ——

"میاں ڈاکٹر! یہ کیا ہو رہا ہے۔" ابا جان پھر اس کے کمرے میں چلے آئے تھے۔

"جی، کچھ نہیں۔" اس نے اس طرح کہا جیسے وہ چوری کرتے ہوئے پکڑا گیا ہے۔ وہ فوراً کتاب کھول کے سامنے رکھ لی جیسے جتا رہا ہو کہ وہ اصل میں کتاب پڑھ رہا تھا۔

"کچھ تو ہوا ہے۔ بہت شور بڑا ہوا ہے، اور مجھے لگتا ہے کہ گولی چلی ہے۔ کچھ آواز سی آئی تھی۔"

اس نے اُٹھ کر کھڑکی کھولی اور سامنے جلسہ گاہ پر نظر ڈالی۔ کچھ لوگ کھڑے ہو گئے تھے اور نعرے لگا رہے تھے۔ کچھ رضاکار قسم کے نوجوان کھڑے ہو جانے والوں میں سے کسی کو زبردستی بٹھانے کی اور کسی کو باہر دھکیلنے کی کوشش کر رہے تھے۔ بیچ مجمع میں دو ٹولیاں سی لگی تھیں۔ پھر یک دم کچھ ہوا۔ اس نے بیزاری کے ساتھ کھڑکی بند کی اور واپس ہوتے ہوئے ابا جان کو اطلاع دی: "گولی نہیں چلی، پٹاخے چھوڑے جا رہے ہیں۔"

"وہ کس خوشی میں؟"

"تاکہ جلسہ درہم برہم ہو جائے۔"

"کیا ہو گیا ہے لوگوں کو۔"

"ابا جان! آپ پریشان نہ ہوں۔ یہ آج کل کے جلسوں کا معمول ہے۔ آپ اب سو جائیں۔"

"بیٹے تمہیں پتہ ہے کہ میری نیند ایک دفعہ اچٹ جائے تو پھر مشکل ہی سے آتی ہے۔" چپ ہوئے، پھر بڑبڑائے: "لوگوں کو کیا ہو گیا ہے۔" اور بڑبڑاتے ہوئے نکل گئے۔

اس نے اُٹھ کر پھر کھڑکی تھوڑی کھول کر جھانکا۔ کھڑے لوگ بیٹھ گئے تھے مگر شور اب بھی بہت تھا۔ اس نے کھڑکی بند کی، بجلی گل کی اور بستر پہ جا لیٹا۔ 'لوگوں کو کیا ہو گیا ہے' ابا جان کا فقرہ ذہن

ہو گیا۔ وہی لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ اس نے سنجیدگی سے سوچا۔ گھروں میں، دفتروں میں، ریستورانوں میں، گلیوں، بازاروں میں سب جگہ ایک ہی نقشہ ہے۔ سب بڑے نگر ناگ، ہردتی، پھر تو نگار، سمر نگر [illegible] راہ چلتے لوگوں کا ٹھٹک کر کھڑے ہو جانا لوٹنے والوں کو دہشت سے تکنا، پھر ایک دوسرے سے پوچھنا کہ یہ کیا ہو رہا ہے، کیا ہونے والا ہے؟ ہر ایک کی آنکھوں میں ایک خوف، جیسے واقعی کچھ ہونے والا ہے۔ پھر اپنی اپنی راہ چل پڑنا اور بھول جانا کہ کچھ ہوا ہے۔ جیسے کچھ نہیں ہوا ہے، جیسے کچھ نہیں ہوگا۔ اسی تشویش اور بے اطمینانی کے عالم میں اچانک کوئی افواہ جیسے دفعتاً آندھی لوگوں تک آ جاتی ہے۔ چہروں پر پھیلا ہوا خوف و ہراس۔ پھر وہی تشویش پھر سوال کہ کیا ہونے والا ہے؟ پھر اپنی اپنی راہ چل پڑنا اور بھول جانا۔ جیسے کچھ نہیں ہوا ہے، جیسے کچھ نہیں ہوگا۔ مگر کیا واقعی کچھ ہونے والا ہے؟ کیا ہونے والا ہے؟ آگے کچھ نظر نہیں آتا وہ پھر چل پڑا۔ پھر وہی۔ دور کی گھنی بستی میں لمبا سفر [illegible] روپ نگر میں تھا [illegible] میری رنگ [illegible] والا۔ [illegible] میں ویاس پور آیا —— ویاس پور ——

"یہ مردہ جل رہا ہے؟"

"نہیں، [illegible] مردہ [illegible]"

"چل جھوٹی۔"

"[illegible] سیا مر گئی۔"

"اچھا پھر؟"

"پھر وہ لیٹ گیو اور ماں واں سے بھاگ آئی۔"

"جھوٹی۔"

[illegible]

کے بعد وہ جیسے ایک ساتھ بڑا ہو گیا تھا، جیسے اس کا بچپن روپ نگر میں رہ گیا [illegible] روپ نگر میں کیا کچھ وہ گیا تھا۔ کچے پکے رستے جو

[illegible] اس درختوں میں گھرے ہوئے [illegible] کاڑیاں ، کوئی کوئی [illegible] میں اویران گھنٹیوں اور [illegible] کے اردگرد [illegible]

"مو کو تو بھیا چڑیل نے پکڑ لیو۔"

"چل چل بکواس مت کر۔"

[illegible] کاکلاوے ہے۔"

"بکواس مت کر ، جا اپنا کام کر۔"

[illegible]

[illegible] کی گھنٹیوں کی آوازیں ، لاری کے ہارن کی آواز ، موٹروں کے ہارن کی آواز اور سب سے عجیب ریل کی سیٹی کی آواز جو [illegible] سے دور [illegible] آتی تھی اور واپس دور سے پرے لیے جا رہی تھی۔ [illegible]

[illegible]

درختوں کی اوٹ میں دوڑتی رہتی ، صرف اس کا دھواں فضا میں پھیلتا نظر آتا ، پھر اچانک درختوں کی اوٹ سے وہ کالا شہ زور انجن نمودار ہوتا جو اپنے سے بھی زیادہ کالا دھواں آسمان کے رخ اگل رہا ہوتا اور اس کے پیچھے سواریوں سے بھرے ان گنت ڈبے ۔ کس تیزی سے یہ ڈبے گزرتے چلے جاتے اور دم کے دم میں نظروں سے اوجھل ہو جاتے ۔ وہ حیران رہ جاتا ۔ پھر جب ابا جان کی تعیناتی ہوئی یہ بات اس کے دھیان میں آتی کہ یہ ریل گاڑی مراد آباد سے آ رہی ہے اور ویاس پور سے ہوتی ہوئی دلی جا رہی ہے تو وہ اور حیران ہوتا ۔

وہ یہاں خان بہادر تایا کی کوٹھی میں آ کر رہا تھا جو آبادی سے کسی قدر دور کھیتوں اور باغوں کے بیچ کھڑی تھی کہ اس کی چھت پہ کھڑے ہو کر دیکھو تو سامنے مرگھٹ ، مرگھٹ سے پرے ریل کی پٹری ، ریل کی پٹری سے پرے افق کی حدوں تک قطار میں کھڑے ہوئے درخت ۔ پھر جب وہ بازار جاتا تو ایک ایک دکان کو تعجب سے دیکھتا ۔ کھڑکی بازار روپ نگر کی چھوٹی سی دنیا کے مقابلے میں کتنا بڑا بازار تھا ۔ ایک دکان پر سائکلیں ہی سائکلیں ۔ اتنی سائکلیں اس نے کبھی کاہے کو دیکھی تھیں ۔ سائکلوں ، جوتوں اور کپڑے کی دکانوں سے آگے وہ لمبا چوڑا چوک تھا جہاں جا بجا گیہوں اور کپاس کے اونچے اونچے ڈھیر لگے ہوئے تھے اور آس پاس جنگلی کبوتروں کی پوری برات اتری ہوئی تھی ۔ دکانیں جن میں مال و اسباب کچھ نہیں ، بس چاندنی بچھی ہوئی ، چاندنی پر مسند ، مسند پر بیٹھا ہوا سیٹھ ، اس کے آگے ٹیلی فون رکھا ہوا ۔ ایک ساتھ شور پڑتا اور ہر سیٹھ ، ہر لالہ تیزی سے ڈائل گھماتا اور فون پہ زور زور سے باتیں کرتا ۔ وہ ششدر رہ جاتا ۔ رفتہ رفتہ اسے پتہ چلا کہ یہ شور اس وقت پڑتا ہے جب کسی جنس کا بھاؤ کھلتا ہے ۔

بازار میں اتنا شور ، کوٹھی کے آس پاس اتنی خاموشی ! جب ریل گاڑی آتی تب ہی یہ خاموشی ٹوٹتی ۔ اس کے گزر جانے کے بعد پھر خاموشی اور دور تک پھیلی ہوئی ریل کی پٹری جسے وہ چھت سے کھڑا دیر تک حیرت سے تکتا رہتا ۔ اس کی حیرتیں بھی اب سفر کر کے کہاں سے کہاں پہنچ گئی تھیں اور کس قدر بدل گئی تھیں ۔

خان بہادر تایا نے یہ کوٹھی یہ سوچ کر بنوائی تھی کہ وہ پنشن ہو

جانے کے بعد [illegible] [illegible]۔ [illegible] میں عمر گزارنے کے بعد وہ [illegible] دور کی [illegible] میں سو برس رہ سکتے تھے۔ مگر وہ تو پنشن پانے سے پہلے ہی دنیا سے گزر گئے۔ یہ واقعہ ان کے [illegible] سے بہت پہلے گزر چکا تھا۔ اس نے خان بہادر کو بھی دیکھا تھا مگر اس دور آ کر بڑے خاندان [illegible] کی عظمت کے سائے کو سمٹتے دیکھا۔

"پھر بتاؤ میاں۔ بہادر مرحوم نے یہ ترکیب کی کہ باغی ان کے [illegible] میں مل گئے۔ ایسے زبردست باغی بنے کہ ان کی کمیٹی کے صدر بن گئے۔ مگر باغیوں کے بھی جاسوس لگے ہوئے تھے۔ ایک جاسوس نے انھیں راز [illegible] کمیٹی میں اس نے بھانڈا پھوڑ دیا کہ یہ شخص تو انگریزوں کا [illegible] ہے۔ بس پھر کیا تھا، باغیوں نے بھائی جان پہ پستول تان لیے۔" [illegible] جان بوجھ کے بولتے رہے۔ حفیظ بھائی، نجیب بھائی، صاحب میاں سب بہت یکسوئی سے سن رہے تھے۔

"پھر کیا ہوا؟"

[illegible] بھائی جان مرحوم [illegible] چھ گیے والے تھے [illegible] [illegible] کہ [illegible] کے پستول [illegible] کی طرف [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] وہ [illegible] کا [illegible] [illegible] سارے ہندوستان میں انہوں نے تہلکہ ڈال رکھا تھا۔"

[illegible] کوئی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] غصے میں [illegible]

"بھائی خان بہادر مرحوم کی ایک ٹانگ چاندی کی تھی۔"

"چاندی کی ٹانگ؟" نجیب بھائی نے تعجب سے پوچھا۔

"ہاں! [illegible] کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کر دی۔ [illegible] [illegible] [illegible] ان کا [illegible] اور [illegible] کے [illegible]

کی ٹانگ لگا دی۔"

سب حیرت میں مبتلا ہو گئے۔ ابو شعیب سہالی نے پوچھا: "تو سلطانہ ڈاکو کو تایا جان نے پکڑا تھا؟"

"اور کس نے پکڑا ہے؟ انگریز صاحب کے تو وہم و گمان میں بھی نہ آتا تھا۔ سلطانہ کو نہیں پکڑ سکتے تھے۔ یہ بھائی خان بہادر ہی کی ہمت تھی کہ پکڑ لیا۔ اور ریشمی رومال والوں کو کس نے پکڑا تھا؟"

"ریشمی رومال والے؟ وہ کون تھے؟"

"ریشمی رومال والے کون تھے؟" چچا جان ہنسے: "بیٹو تمہیں معلوم نہیں ہے؟ ریشمی رومال والوں نے انگریز کا تختہ الٹنے کا پورا منصوبہ بنا لیا تھا۔ اس وقت تو بھائی خان بہادر مرحوم نے سازش اور ریشمی رومال سب میں سے ایک ایک پکڑا۔" رکے، پھر کہنے لگے: "انگریزوں پر بھائی خان بہادر مرحوم کے بہت احسانات ہیں۔ جب ہی تو ان کے مرنے پر وائسرائے نے کہا تھا کہ خان بہادر کے مرنے سے میری کمر ٹوٹ گئی۔"

"بس۔ بس۔ اس بیچارے سے بھی تو پوچھو کہ اسے تایا کی طرح کچھ ملا ہے یا ڈنڈے ہی بجاتے ہیں۔"

"بیٹے ذرا اسے جواب دو، بھائی جان کیا پوچھ رہی ہیں؟ ایک بات ہم تمہیں بتائے دیتے ہیں۔ بھائی خان بہادر ایسی ہی سے خان بہادر نہیں بن گئے تھے۔ محنت انہوں نے کتنی کی تھی۔ جس محنت سے انہوں نے پڑھا تھا اس محنت سے آج کوئی پڑھ سکتا ہے؟ ایک دفعہ کیا ہوا کہ ان کی لالٹین کا تیل ختم ہو گیا۔ تیل کی بوتل جا کے دیکھی تو وہ خالی پڑی تھی۔ بہتوں نے کہا ہوتا کہ چلو چھٹی ہوئی۔ مگر جگنو پکڑ لیے اور انہوں نے ڈبے کے آنگن میں بند کیے اور ان کی روشنی میں صبح اذان کے وقت تک پڑھتے رہے۔ آج کوئی اس محنت کا نہیں سوچے گا؟ مگر پھر اس محنت کا انہیں صلہ ملا۔ میٹرک کے امتحان کا جب نتیجہ آیا تو وہ یوپی بھر میں اول تھے۔"

محنت سے تو وہ بھی پڑھ رہا تھا۔ میٹرک کا امتحان سر پر تھا۔ رات رات بھر لالٹین جلائے بیٹھا رہتا اور دن میں دن بھر سکول کے احاطے میں کھڑے آم کے پیڑ کے نیچے پڑاؤ ڈالے رہتا۔ امتحان کی تیاری کے لیے سکول بند تھا۔ کلاسوں کے کمرے مقفل، برآمدے خالی، میدان میں سناٹا۔

[illegible] سڑک [illegible] میں سے کبھی کبھار کوئی آدمی [illegible]
[illegible] سڑک پر [illegible] ٹوٹی [illegible] والی [illegible] لگتے [illegible] کبھی کبھی کوئی
لاری گزرتی نظر آتی اور پھر سڑک خالی۔

”یہ جو لاری کہاں جا رہی ہے؟“ سریندر نے اس سے پوچھا تھا۔

”کہاں جا رہی ہے؟“

”میرٹھ۔“

”میرٹھ؟ یہ لاری میرٹھ جا رہی ہے؟ تم نے میرٹھ دیکھا ہے؟ کیسا ہے میرٹھ؟“ اس نے ایک سانس میں کتنے سوال کر ڈالے۔

میرٹھ کو اس نے پہلے سریندر کی آنکھوں سے دیکھا۔ اب اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔ کالج سے واپس آ کر وہ اور سریندر دونوں کبھی اس کی طرف چل پڑتے۔ چھاؤنی، انگریزوں کی بستی، سبھی خصوصی خاکی سڑکیں، دو رویہ گھنے درختوں کے بیچ دور تک جاتی ہوئیں، [illegible] ہوئیں۔ کوئی گورا سپاہی [illegible] کے جوتے اور سفید نیکر قمیص پہنے، ہاتھ میں ٹینس کا بلا سنبھالے، تیزی سے قریب سے گزرتا اور آگے جا کے کسی روش کے گیٹ میں مڑ جاتا۔ سنہری بالوں، گورے چہرے والی کوئی میم پاس سے گزرتی اور وہ دونوں حد نظر تک اس کی گوری پنڈلیاں تکتے دیکھتے رہتے۔ پھر کوئی [illegible] آیا کسی [illegible] جیسی [illegible] والے بچے کو گاڑی میں بٹھائے آہستہ آہستہ گاڑی کو دھکیلتی چلی جاتی۔

”یہاں سے،“ سریندر جیسے رٹ کر بتاتا ہو [illegible] ستاون اندولن شروع ہوا تھا۔“

”یہاں سے؟“ وہ حیرت سے اس جگہ کو دیکھتا اور سوچتا کہ اس جگہ میں کیا خاص بات ہے۔ وہ [illegible] اس جگہ کا رعب اس پہ طاری ہوتا چلا جاتا۔

”اور سریندر!“ وہ جیسے چلتے چلتے ہی سوال کر ڈالتی۔ ”ہٹلر [illegible] کیسے پہنچے گا؟ بیچ میں تو سمندر ہے۔“

”سنتے ہیں ہٹلر کے پاس ایسا ہتھیار ہے کہ سمندر [illegible] ہو جائے اور پتھر میدان بن جائے۔“

پھر واپس کالج میں جہاں ہجوم تھا، شور تھا، سریندر نہ ہوتا تو وہ لڑکوں کے اس ہجوم میں کھو جاتا۔ مگر پھر وہ پورا ہجوم کھو گیا ساتھ سریندر کے۔ کسی لڑکے نے برآمدے سے گزرتے گزرتے نعرہ لگایا: "ہندوستان چھوڑ دو"، کلاسوں میں جاتے، کلاسوں سے نکلے لڑکے ٹھٹکے۔ پھر ایک دم سے نعروں کا طوفان اٹھ کھڑا ہوا "ہندوستان چھوڑ دو —— انقلاب زندہ باد —— مہاتما گاندھی کی جے"، پھر کلاسوں کے شیشے ٹوٹنے لگے۔ پھر کسی نے خبردار کیا۔ "وہ آ رہے ہیں۔" بھگدڑ، خالی ہوتے برآمدے، سناٹا، سناٹے میں دور سے آتی ہوئی گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز۔ کالج میں گھڑسوار پولیس آ رہی تھی۔

برآمدے، کمرے، [illegible]، [illegible]، سیڑھیاں سنسان پڑے رہے۔ [illegible] تنہا بیٹھے ہوئے [illegible] کبھی اونگھتے ہوئے، کبھی مستعدی سے کھڑے ہوتے۔ [illegible] ایک کلاس میں تو [illegible] کلاس [illegible]۔ مگر پروفیسر [illegible] اتنی ہی [illegible] سے اور [illegible] آواز میں لکچر دیتے [illegible] ہوا ہے۔

[illegible] کے [illegible] آئے لڑکے واپس آئے مگر [illegible] واپس نہیں [illegible]۔ [illegible] آ گئیں۔ [illegible] پھر واپس [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کاٹتی، باتیں کرتی نظر آئیں۔

[illegible] ہوئے پوچھا۔

"نہیں یار! مجھے تو کوئی دکھائی نہیں دیا۔"

"چوبارے میں جو کھڑی تھی اُسے نہیں دیکھا؟"

"نہیں، کون کھڑی تھی؟"

"رم جھم اور کون۔"

"رم جھم؟"

"ہاں، میں اسے وہ حوم کہتا ہوں ۔ بس جو اسے دیکھے گا تو سالے ہلاک ہو جائے گا ۔"

ایک پھیرا، دوسرا پھیرا، تیسرا پھیرا، پھر نظر ہی نہیں آئی ۔ "یار وہ تو غائب ہو گئی ۔"

سریندر مایوس نہیں ہوا تھا۔ بندر والے کو دیکھ کر کھل اٹھا ۔ "یار سن ! اس کے ساتھ چلتے ہیں ۔"

بندر والا کڑی دوپہری میں ڈگڈگی بجاتا ایک گلی سے دوسری گلی میں، دوسری گلی سے تیسری گلی میں ۔ آخر کو پتھر والی گلی میں تماشا شروع [illegible] تو بندر نے اسے ڈنڈے سے ہٹا، اس کی روٹھ کر میکے چلی گئی ۔

سریندر کی نظریں چوبارے پر جمی تھیں ۔ اسے یقین تھا کہ وہ بندر کا تماشا دیکھنے ضرور آئے گی ۔

"ابے سالے دیکھ ۔"

"کہاں؟"

"چوبارے میں، وہ کھڑی ہے ۔"

اس نے دیکھا ۔ سانولی رنگت، دبلا دبلا نرم نرم بدن ۔

"اری سالی مسلا ۔" ایک دم سے بھڑکی اور غائب ۔

[illegible] اسے نظر نہیں آئی ۔ [illegible] آئے ۔ سریندر نے [illegible] سکھا ہی دیا تھا کہ لڑکی کو کیسے دیکھتے ہیں ۔

[illegible] روپ [illegible] چلا گیا ۔ اسے ان چھٹیوں میں [illegible] سے [illegible] ۔ کتنے برسوں کے [illegible] [illegible] بڑی سڑک اسی طرح گرد میں اٹی [illegible] اسی طرح [illegible] [illegible] سکھروں کے ڈھیر، اسی طرح کے [illegible] راستہ [illegible] اور اسی طرح [illegible] [illegible] اسی طرح ہے ۔ ایک [illegible] حیرت کے ساتھ [illegible] چہرہ کو دیکھا ۔ مگر [illegible] نہیں تھا ۔ [illegible] والے سب کے سب [illegible] [illegible] آگیا ۔ عجب سڑک

اس کے بعد علی گڑھ چلا گیا تھا اور اب چھٹیوں میں واپس آیا تھا۔ اس کی مسیں بھیگ ہی اور تھیں ۔ چشمے کا کنٹ مل گیا ہے ۔ کمرہ اس کے ... ہر اسٹرے کے بعد آم کی گٹھلی رکڑی جاتی تھی اور کمرہ ... اس کے ... لیے انگریزی ناول تھے ۔ ہندو کو بھی شریف ہوا ہے ... کام سیکھنے کے لیے علی گڑھ بھجوا دیا تھا ۔

اور صابرہ ! صابرہ اب کتنی لمبی ہو گئی تھی اور سینہ اس کا کتنا ابھر آیا تھا کہ ہمیشہ اُسے دوپٹے سے ڈھکے رکھتی ۔ پھر بھی گول گول ابھار جھلکتے جھمکتے دکھائی دیتے ۔ اس سے تو وہ اب آنکھ بھی نہیں ملاتی تھی ، جیسے وہ اجنبی ہو ۔

گلی گلی ، بازار بازار گھومتا ، گھومتا رہا ۔ ایک پیاسے کی طرح کتنے دنوں کے بعد وہ ان مانوس منظر سے سیراب ہو رہا تھا ۔ کس سج دھج کے ساتھ چبروں کو دیکھ رہا تھا ، بے تابی کے ساتھ اور ہوس کے ساتھ جیسے سب کچھ نظر کی راہ اندر سمیٹ لینا چاہتا ہو ۔ چہرے کبھی اُسی طرح نظر آئیں ، کبھی بدلی ہیں ۔ گلی کے کھمبے کتنے زیادہ ہو گئے ہیں اور گلی کے سارے کتنے بہیں گئے تھے کہ چھوٹی لڑکیاں کے سوا وہی پہلے نظر آتے تھے ۔ بندر بندروں سے بچ کر ایک کوٹھے سے دوسرے کوٹھے پر چھلانگیں لگا رہے تھے ۔ روپ نگر کے بندروں نے بچپن کے زمانے میں جیسا سمجھتا دیا تھا ۔

کالے مندر سے کربلا تک ، کربلا سے قلعے تک ، قلعے سے راون بن تک سب کچھ اُسی طرح تھا ۔ دیر تک وہاں گھوما ، اس منظر میں اشنان کیا ، پر پوری سادگی نہیں ملی ۔ جیسے وہ پُر اسرارت جو یہاں رچی بسی تھی ، رخصت ہو گئی ہو ۔ دور کھڑے ہو کر کالے مندر کو ، اس کے بڑے پیپل کو اور اس موٹے بندر کو جو سب سے اوپر والی ٹہنی پہ بیٹھا ہے ، اگلے پچھلے خوف کے تجربوں کو دھیان میں لاتے ہوئے دیکھا مگر اس کی آنکھوں میں کوئی تغیر پیدا نہ ہو سکا ، نہ تحیر نہ خوف ۔ سب کچھ اُسی طرح تھا مگر شاید وہ بدل گیا تھا یا شاید اس کا وہ رشتہ برقرار نہیں رہا تھا — کالے مندر سے ، بڑے پیپل سے ، پیپل کے بندروں سے ، کربلا کی خاموش فصیل سے ، راون بن سے ، اس کے بیچ کھڑے برگد سے ، شاید صابرہ سے بھی ۔

[illegible] واپس کر آیا ۔ کئی بہت [illegible] ڈوب [illegible] میں [illegible] کے [illegible] کی طرف [illegible] اندر [illegible] زندگی [illegible] دولی اندر [illegible] اب اس سے [illegible] کھولے اور [illegible] سوچے [illegible] آنکھوں میں [illegible] کوند گئی ۔

[illegible] میں کچھ کھویا کھویا رہا ۔ یہ سوچ کر [illegible] بالکل عورت ہیں ۔ اس دن تو ان سے آنکھ ہی [illegible] دل آنکھوں [illegible] ان کا سر سے پیر تک جائزہ لیا ۔ وہ [illegible] گورا [illegible] اس کے تصور میں ابھر آیا ۔ اپنی تمام مصلحات کے [illegible] شرم سے اس کا منہ لال ہو گیا ۔ [illegible] اس نے دل ہی دل میں کتنی ملامت کی ۔ مگر [illegible] باجی کو سرے سے کوئی احساس ہی نہیں [illegible] سے [illegible] کیں اور کالج کی ایک [illegible] پوچھی ۔

"[illegible] تمہارے کالج کی لائبریری میں رشید جہاں کی 'شام زندگی' ہے ؟"

"جی ہے ۔"

"[illegible] آؤ تو 'شام زندگی' ضرور لے کے آنا ۔"

[illegible] کر ہوتے دیکھ کر [illegible] جھجکتی آئی اور [illegible] کے [illegible] سمٹ کر بیٹھ گئی ۔ ناولوں کا ذکر کتنے شوق سے سن رہی تھی ۔ [illegible] کی آواز آئی ۔ "[illegible] ہنڈیا [illegible] نہیں جل نہ جائے ۔ میں آٹا گوندھ رہی ہوں ۔"

[illegible] کے جانے پر [illegible] مسکرا [illegible] مگر اٹھ کے جا بھی نہیں سکی ۔ وہ خود بھی جھینپا جھینپا بیٹھا رہا ۔

[illegible] : "[illegible] ! تم نے 'فردوس بریں' پڑھی ہے "

"نہیں ، کیسا ناول ہے ؟"

[illegible] "فردوس بریں" کا قصہ سنانا شروع کر دیا ۔ [illegible] قصہ سنا ڈالا ۔

"ذاکر ! ہمیں 'فردوس بریں' لا دو گے ؟"

"ہاں جب آؤں گا تو لے کے آؤں گا۔"

"اب تم کب آؤ گے؟"

"بڑے دن کی چھٹیوں پر۔"

اس نے شرر کے اور کئی ناولوں کے قصے بھی سنائے۔ ہم ان تفصیلات کے جنہیں بیان کرتے ہوئے کچھ وہ جھجکتا، کچھ وہ جھینپ جاتی مگر صابرہ اب اس کے ساتھ کھل مل گئی تھی۔ گھر کے کام کاج سے تو اس کا جی کچھ اچاٹ سا ہو گیا تھا۔ ادھر خالہ جان اور طاہرہ باجی گھر کے کاموں میں جتی رہتیں، ادھر وہ اس کی باتیں سنتی رہتی، اس سے باتیں کرتی رہتی۔ باتیں کبھی زور زور سے، کبھی دھیرے دھیرے۔ کبھی اتنی دھیرے کہ باتیں سرگوشیاں بن جاتیں اور صابرہ کے چہرے پہ سرخی دوڑ جاتی۔ اور جب اس نے بندوں کی تعریف کے بہانے اس کے کان کی لو کو چھوا تھا تو اس کا احساس ایک دم سے کتنا گرم ہو گیا اور کتنا تیز چلنے لگا تھا۔ کتنی نرم اور گرم تھی وہ لو کہ ایک نرم گرم رو پوروں کی راہ اس کے اندر سرایت کرتی چلی گئی۔

کتنی جلدی چھٹیاں ختم ہو گئیں۔ روپ نگر اسے [illegible] مگر اسے آنگن کچھ بھنچا بھنچا لگا اور اس سے پہلے ویسا [illegible] صورت بھی دکھائی تھی۔

"[illegible] لگا دیے۔"

[illegible] اندر کی [illegible]

"پھر تو نے کیا کیا؟"

"میں نے کیا کیا؟ کیا کرتا؟ کچھ نہیں۔"

"جھوٹا۔"

"سچ، اس سے آگے کوئی بات نہیں ہوئی۔"

"وہ بہت کمبخت ہے۔" سریندر نے ملامت کی [illegible]

[illegible] آپ ہی آپ [illegible]: "اس کے بال بہت نرم تھے۔"

سریندر کی بیزاری دور ہو گئی۔ "اچھا؟"

"ہاں" چپ ہو، خیالوں میں غوطہ کھایا، پھر بہت آہستہ سے بولا
"اور ہونٹ بھی۔"

"ہونٹ ؟" سریندر کی آنکھیں حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں

پھر وہ کہتا چلا گیا۔ جو پہلے نہ بیان نہیں کر سکا تھا، وہ اس نے کانچ جمع کر، حسب اطمینان کے دونوں بیٹھے، بیان کی۔ جب سب کچھ بیان کر چکا تو جو بیان کر چکا تھا اسے پھر بیان کیا، اور پھر بیان کیا۔ ہر مرتبہ یوں بیان کیا جیسے پہلی مرتبہ بیان کر رہا ہے۔

"اچھا اب تو کب جا رہا ہے ؟"

"کرسمس کی چھٹیوں میں۔"

"وہ تو ابھی دور ہیں۔"

"ہاں یار! وہ تو ابھی دور ہیں۔"

"خط وط لکھ اُسے۔"

"خط، ہاں پھر خط لکھنا چاہیے۔" اور خط لکھنے کا سودا دنوں ہفتوں سر پہ سوار رہا۔ روز قلم کاغذ لے کر بیٹھنا، کچھ لکھنا، پھر پھاڑ دینا۔

"یار لکھا کیا جائے ؟"

"جو لکھنا چاہیے۔"

"مگر یار! اگر کسی اور نے خط پڑھ لیا تو ؟"

"تو ؟" سریندر سوچ میں پڑ گیا۔ "اس نے تجھ سے ناولوں کے لیے کہا تھا نا ؟ بس تو یہ لکھ کہ مجھے ناولوں کے نام یاد نہیں رہے۔"

"بالکل ٹھیک۔"

پھر کرسمس کی چھٹیاں بھی آخر آ ہی گئیں اور اس نے راشد الخیری اور شرر کے ناول الماریوں میں سے ٹٹول ٹٹول کر نکالے اور اپنے کارڈ پہ جاری کرائے۔

"یار تو روپ نگر تو نہیں جا رہا ہے۔"

"کیوں نہیں جاتا۔ جا رہا ہوں۔ کل کالج بند ہوتے ہی نکل جاؤں گا۔"

سریندر رکا، پھر بولا: "یار مت جاؤ۔"

"کیوں ؟"

"یار سفر لمبا ہے اور گاڑیوں میں گڑبڑ کی [illegible] آ رہی ہیں۔"
وہ سوچ میں پڑ گیا۔ "یار گڑبڑ تو یہاں بھی [illegible] آ رہی ہے۔"
"ہاں یہاں بھی کچھ گڑبڑ ہے۔ کسی وقت بھی [illegible] ہو سکتے ہے۔"
"پھر؟"

سرفندر نے سوچا، پھر کہا: "ویاس پور [illegible] [illegible] ویاس پور تک کا سفر [illegible] کا سفر ہو گیا۔ [illegible] و حرکت کرنا، [illegible] دکھاؤ [illegible] ویاس پور کا [illegible] تھا۔ [illegible] آئے تو حیران رہ گئے۔ "یار [illegible] کوئی [illegible] ہی نہیں ہے۔"

"[illegible] آخر دوسرے [illegible]"

[illegible] پڑی ہیں۔

[illegible] تھا۔"

[illegible] اینٹوں کو دیکھا، اتنی اینٹیں نہیں ویاس پور میں!

[illegible] تھا۔ برابر میں ایک گلی چلی گئی تھی جو مسلمانوں کے محلوں [illegible]

"[illegible] بیٹے! ارے کچھ سنا تو نے، باہر کوئی چل رہی ہے۔"

[illegible] اس وقت جنگل سے [illegible] ہوئے امی جان کہ دیکھ [illegible] کے جھونکے [illegible] ہوائیں اڑ رہی تھیں اور [illegible] میں عجب گھبراہٹ تھی۔

وہ اٹھ [illegible] کھڑکی تک گئی۔ ایک پٹ کھول کر باہر نظر ڈالی [illegible] شامیانہ گرا پڑا تھا، قناتیں کہیں کھڑی رہ گئی تھیں کہیں جھک گئی تھیں، شامیانے کے ایک کونے سے [illegible] بکھری پڑی ہوئی تھی۔ کچھ [illegible] رہے تھے [illegible] میں نے کھڑکی بند کی اور واپس آئی۔ بڑبڑایا [illegible]

"[illegible] میں سوتے سوتے اچھل پڑی۔ قیامت مچی ہوئی تھی [illegible] آواز آئی۔ میرا دل دھک دھک کرنے لگا۔ اب تک کر رہا ہے۔ [illegible] کو آواز دی کہ اجی میں نے کہا کہ سو رہے ہو [illegible] وہ بڑبڑائے کہ بدبخت کسی بھلے مانس کو سونے [illegible] میں نے کہا کہ مجھے ایسا لگے ہے کہ گولی چلی ہے۔ بڑبڑائے [illegible] مہتاب ہو ہوگا۔ میں نے کہا کہ کوئی بات [illegible] جاتے ہیں۔ ذاکر کو جا کے بتاؤں؟"

[illegible] کوئی ایسی بات نہیں [illegible] آج کل یہی ہوتا ہے۔"

"اے بیٹے! ایسے گولیاں چلیں تو کیا ہوگا؟"

"کچھ نہیں ہوگا۔ آپ جا کے اطمینان سے سوئیں۔"

"[illegible] میں [illegible] گئی ہوں۔"

"امی کچھ نہیں ہوتا، آپ جا کے سوئیں۔"

[illegible] سی اٹھ رہی تھی۔

[illegible] میں اجڑی بچھڑی خالی پڑی جلسہ گاہ کو دیر تک [illegible] رہا تھا۔

(۲)

جیسے اس کے اندر رات ٹوٹ کے برسا تھا۔ دنوں کی ... غبار ... نکھر کر آئی تھیں۔ آسمان اب دھلا دھلا اور نرم نرم دکھتا۔ کوئی کوئی بدلی ایک آسودگی کے ساتھ تیرتی رہ گئی تھی۔ کوئی ہلکا سا جھونکا، کوئی نرم سی مسکراہٹ۔ وہ اس وقت اپنے آپ میں بس مگن تھا۔ باہر کی دنیا اس کے لیے اپنا مفہوم کھو چکی تھی۔ ناشتے کی میز پر بیٹھے بیٹھے اس نے اخبار کی سرخیوں پر بے تعلقی سی نظر ڈالی اور پھر اسے ابا جان کی طرف سرکا دیا۔

ابا جان ناشتہ پہلے ہی کر چکے تھے اور اردو والا اخبار پڑھنے میں منہمک تھے۔ جب وہ میز پہ آکے بیٹھا تو انہوں نے اسے تعجب سے دیکھا "ذاکر! کیا آج تمہیں کالج نہیں جانا ہے؟"

"جانا تو ہے، آنکھ دیر سے کھلی۔"

"تو پھر جلدی ناشتہ کرو اور جاؤ۔" یہ کہتے کہتے پھر اخبار پڑھنے میں منہمک ہوگئے۔

اس کی آنکھ آج بے شک دیر سے کھلی تھی، پھر بھی اسے کوئی عجلت نہیں تھی۔ اطمینان سے نہایا دھویا، اب اطمینان سے ناشتہ کر رہا تھا۔

امی آئیں، چائے دانی کو ہاتھ لگا کر دیکھا "ٹھنڈی تو نہیں ہو گئی۔"

"نہیں، ابھی ایسی ٹھنڈی نہیں ہوئی ہے، چلے گی۔" اس نے چائے دانی کو پوروں، انگلیوں اور ہتھیلی سے محسوس کرتے ہوئے کہا۔

[illegible] آخر میں اکلی دم [illegible] کے
[illegible] سے خاص
نہیں [illegible] کے لیے [illegible] لکھا ہے"

"کوئی خاص خبر نہیں ہے۔"

[illegible] کی طرف [illegible] کے اندر [illegible]
کچھ لکھا ہوگا؟"

[illegible]
خبر نہیں ہے۔"

"[illegible] کیسے [illegible] وہاں سے [illegible]
خبر ہی نہیں آئی۔"

"[illegible] بھروسہ رکھو۔" ابا جان نے انگلی سے آسمان کی طرف
اشارہ کیا۔

[illegible]
"بھروسے ہی بھروسے میں یہ دن آ گیا۔"

[illegible]
[illegible]
پھیرنے کے لیے کافی ہوتا ہے۔"

[illegible]
[illegible]
سے کیا کہا تھا؟"

"[illegible] کیا کہا تھا؟"

"جب ہم چلے تھے۔"

[illegible]
مجھ نہ تم نے اس وقت کس سے کیا کہا تھا؟"

[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible] رضائے الٰہی کے سامنے سر جھکا دیا ہو۔

[illegible]

[illegible] گھونٹ لیے اور اٹھ کھڑا ہوا۔

[illegible] نے اس دوکان پر رکنا اور سگریٹ خریدنا اُس کا معمول تھا۔

[illegible] رقعہ [illegible] پکڑا دیا۔

"کل گرد نہیں تھی!"

"مگر آج بہت گرد ہے۔"

[illegible]

مکرب ستانے اور ــوں کی د... میں کھو جانے۔ کالج کا نسخہ درہم برہم ہو کر اسے حسان سا ہو رہ ... پھر کب کیا جانے؟ اچھا شعر ز میں چلے ہیں۔ ممکن ہے جو کڑی حمی ہو۔ عرفان کو تو ہر صورت اس وقت وہاں ہونا چاہیے۔ اُٹھ کھڑا ہوا۔

تھوڑے وقت کے بعد وہ سراز میں بیٹھا ور عرفان سے راز و نیاز کی باتیں کر رہا تھا۔ عرفان حیران تھا!

"آخر کون تھی وہ؟"

"بس تھی وہ۔"

"اس سے پہلے تو تم سے اس کا ذکر کبھی کیا نہیں تھا؟"

"میں تو اُسے بھول ہی گیا تھا۔ ذکر کیا کرتا۔"

"بھول گیا تھا؟" عرفان نے اُسے تعجب سے دیکھا۔

"ہاں یار بھول ہی گیا تھا۔ دن بھی تو بہت ہو گئے۔"

"پھر اب کیسے یاد آ گئی؟"

"یہ بہری یادوں کی واپسی کا موسم ہے۔ جانے کب کب کی بھولی باتیں یاد آتی ہیں۔"

"اس وقت جب، کہ چاروں طرف اتنا ہنگامہ ہے؟"

"ہاں اس وقت جب کہ چاروں طرف اتنا ہنگامہ ہے۔" رکا، پھر بولا "معلوم ہے آج کل ہماری امی کا کیا مشغلہ ہے؟ روز صبح اخبار آنے پر سوال کرتی ہیں کہ ڈھاکہ کے لیے کیا لکھا ہے۔ تمھیں پتہ ہے نا کہ ہمارے کچھ عزیز ڈھاکہ میں آباد ہوئے تھے؟ ہماری خالہ جان۔ تو امی پریشان رہتی ہیں اور روز صبح کو اخبار آنے پر سوال کرتی ہیں کہ ڈھاکہ کے لیے کیا لکھا ہے؟ اور جب انھیں کوئی تشفی بخش جواب نہیں ملتا تو انھیں یاد آتا ہے کہ یہاں آنے پر انھوں نے خالہ جان کو خط لکھا تھا اور مشورہ دیا تھا کہ اُدھر اللہ میاں کے پچھواڑے مت جانا، اِدھر آ جاؤ۔ اور پھر انھیں ہجرت کے وقت کے بھولے بسرے قصے یاد آنے لگتے ہیں۔

"تو وہ ڈھاکہ میں ہے؟" عرفان نے قیافہ لڑایا۔

"نہیں، وہ تو پاکستان آئی ہی نہیں تھی۔"

"کتنے دن ہو گئے ہوں گے؟ اچھا" وہ سوچ میں پڑ گیا "اور ہم تب سے ہندوستان نہیں گئے؟"

"نہیں۔"

"پھر تو واقعی بہت زمانہ گزر گیا۔"

"یہی میں سوچ رہا ہوں۔" اس کی آواز دھیمی ہوتی چلی گئی۔ "بہت زمانہ گزر گیا۔"

"جلوس آ رہا ہے۔" ایک بیرے نے باہر سے داخل ہوتے ہوئے خبر دی۔

"جلوس؟" مختلف میزوں پر بیٹھے ہوؤں کے کان کھڑے ہوئے۔

"ہاں، بہت بڑا جلوس ہے۔ بڑی بھیڑ کرتا چلا آ رہا ہے۔"

"اچھا؟"

شیراز میں بیٹھے ہوئے بہت سے لوگ کھڑے ہو گئے۔ کئی لپک اٹھے اور تیزی سے باہر نکل گئے۔ عبدل بیرے کے ہمراہ کچن میں سے نکلا، حامد نے جلدی دروازہ بند کیا اور کھڑکیوں کے پردے کھینچ دیے۔

"آج کچھ زیادہ ہی گڑبڑ نظر آتی ہے۔" حامد بڑبڑایا۔

"ویسے کل کی افواہ تو غلط نکلی۔"

"مگر کل تو وہ لوگوں کے لیے سچ تھی۔"

"ہاں کل تو وہ بالکل سچ نظر آ رہی تھی۔"

"خبر اور افواہ دونوں کی عمر ایک دن ہوتی ہے۔ دوسرے دن یہ جاننا بے کار پڑتا ہے کہ وہ خبر نہیں، افواہ تھی یا وہ افواہ نہیں خبر تھی۔"

سلامت اور احمد کچن کے رستے اندر داخل ہوئے۔ سلامت نے غصے سے ... صرف ڈالی اور انگلستانی نہایت چاروں طرف گھماتے ہوئے اونچی آواز میں کہا: "میں پوچھتا ہوں کہ دروازہ کیوں بند ہے اور پردے کیوں گرے ہوئے ہیں اور اندھیرا کیوں ہے؟"

عرفان نے گھور کے سلامت کو دیکھا اور سرد مہری سے کہا: "اس لیے کہ باہر شور بہت ہے۔"

سلامت نے عرفان اور اسے دونوں کو غضب ناک نظروں سے دیکھا:

[illegible]

[illegible]

عبدل تیزی سے کچن سے نکل کر آیا۔ "ہاں جی!"

"عبدل! دروازہ کھول دو اور یہ پردہ ہٹا دو۔"

[illegible] اجمل نے تائیدی لہجے میں اضافہ کیا۔

[illegible] سے آواز آئی۔

[illegible] اور سامراجی پٹھوؤں کے خلاف بپھرے ہوئے ہیں۔"

[illegible] بیٹھے تھے۔

[illegible] بتائیے کہ یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے؟"

[illegible] جاہیے۔"

[illegible] "اللہ ہم پہ رحم کرے۔" اور واپس اپنی جگہ پہ جا بیٹھا۔

[illegible] میرے سفید سر والے باپ سے بھی زیادہ جاہل ہے۔"

[illegible] والے آدمی دونوں سے زیادہ جاہل ہے۔"

[illegible] "میں حرام زادہ ہوں۔"

[illegible] نے اعلان کیا : "میں اپنے [illegible] کو [illegible] سامنے سے انکاری ہوں ۔"

[illegible] سے مکروہ [illegible] نے [illegible] [illegible] سلامت کی آواز میں یکایک رقت پیدا ہوگئی ۔

اجمل نے [illegible] اور [illegible] اسے دیکھا : "[illegible] [illegible] بولو ۔"

سلامت کو [illegible] آگیا : "[illegible] سمجھتے ہیں کہ وہ [illegible] مکروہ ماہیوں کو [illegible] ان مکروہ [illegible] کے [illegible] کو [illegible] [illegible] گے ۔" [illegible] "[illegible] ہو سکتا ۔"

"سلامت [illegible] آپ یہاں بیٹھے ہیں ۔" ایک [illegible] کمرے کی راہ سے داخل ہوتے ہوئے بولا : "وہاں [illegible] میں شراب کی دو [illegible] رہی ہے ۔"

اجمل نے چونک کر دیکھا "واقعی ؟"

"ہاں [illegible] آ رہے ہیں ۔ [illegible] میں بہہ رہی ہے اور کتنے بیہوش پڑے ہیں ۔"

"پھر چوک ہوگئی [illegible] ۔ [illegible] اس نے سلامت کو ٹہوکا : "یار چلیں ۔ ذرا دیکھیں تو سہی ۔"

[illegible]

آگیا ہے ، حساب دینا ہوگا ۔ تمہیں ، مجھے ، سب کو ۔"

[illegible] ہوگیا تھا ۔ اب وہ کرسی [illegible] سلامت کے سامنے [illegible] اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے بولا : "[illegible] حساب تو [illegible] کا انتظار ہے ۔"

"بانسری کا اور شہر کے حلیے کا۔" سلامت نے غصے سے کہا۔

"سمندر بول رہا ہے۔" افضال نے آنکھیں بند کیں، پھر کھولیں اور بولا جیسے کسی دوسری دنیا سے بول رہا ہو۔ "چوہو! ڈرو اس دن سے جب میں بانسری کے ساتھ یہاں آؤں گا۔ میں آؤں گا اور تمہیں حکم دوں گا کہ سنو، بانسری کیا کہتی ہے۔ میں تمہیں حکم دوں گا کہ چوہو میرے پیچھے چلو۔ تم بلوں سے نکلو گے اور میرے پیچھے چلو گے حتیٰ کہ میں سمندر تک پہنچ جاؤں گا اور میں سمندر کو حکم دوں گا کہ سمندر! ان چوہوں کو لے لے، اور سمندر تم سب چوہوں کو ایک سانس میں نیچے اتار لے گا۔"

"بکواس۔" سلامت بھنبھنایا۔

"یار یہاں وقت ضائع کرنے سے کیا فائدہ، آؤ گول مارکیٹ چلتے ہیں۔" احمل نے سلامت کا بازو پکڑا اور نکل گیا۔

"سلامت مکروہ آدمی ہے۔" افضال بڑبڑایا "اور احمل بھی، اور وہ جو شہر زور زادی ہو افسر بن کر مزید مکروہ ہو گیا۔ یہ پورا قبیلہ مکروہ لوگوں کا ہے۔" افضال رکا، ذاکر اور عرفان کو دیکھا جو چپ بیٹھے تھے۔ "یار تم دو اچھے آدمی ہو، خوبصورت آدمی۔ خوبصورتی دنیا میں بہت کم ہو گئی ہے۔ ایک میں اور دو تم۔ صرف تین خوبصورت آدمی۔"

"ان تین میں سے میرا نام خارج کر دو۔" عرفان نے بیزاری کے لہجے میں کہا۔

"پچھتاؤ گے۔" افضال نے عرفان کو غصیلی نظروں سے دیکھا۔

"مجھے پتہ ہے کہ اس فہرست میں آنا بہت اعزاز ہوتا ہے۔" عرفان نے زہر بھرے لہجے میں کہا۔

افضال نے اسے گھور کے دیکھا۔ عبدل شفقت میزوں کا جائزہ لیتا ہوا یہاں پہنچا۔ افضال کو دیکھ اور مؤدبانہ بولا: "افضال صاحب آپ آگئے؟ چائے لاؤں؟"

"نہیں۔"

"پانی؟"

"نہیں۔"

عبدل کے جانے کے بعد افضال نے اسے مخاطب کیا: "عبدل بھی اچھا آدمی

ہے ۔ [illegible] اس نے جیب سے ڈائری نکالی ، کھول کر کچھ لکھا ، پھر [illegible] ڈائری کی جیب میں رکھتے ہوئے [illegible] کی فہرست میں نئے عرفان کا [illegible] [illegible] " پھر عرفان سے مخاطب ہوا : "آج کے دو [illegible] خوبصورت لوگوں سے کبھی [illegible] نہیں رہتی ۔"

[illegible] سے مڑ گیا ۔ تھوڑی دیر میں ٹھنڈے پانی کے [illegible] کے ساتھ واپس آیا : "لو جی افضال صاب جی ! پیو ۔"

افضال نے تشکر آمیز نظروں سے عباس کو دیکھا "عباس" تو [illegible] ہے ۔ [illegible] پھر پوچھا : "وہ دونوں مکروہ آدمی کہاں چلے گئے ؟"

"گول مارکیٹ میں [illegible] کی دوکان ابھی لگی ہے ۔ وہ وہاں گئے ہیں اور تمہیں بھی وہیں جانا ہے ۔" عرفان نے اسی زہر بھرے لہجے میں کہا ۔

افضال نے عرفان کو خاموش [illegible] نظروں سے دیکھا ، پھر اٹھ کر باہر نکل گیا ۔

"یار ! افضال تو آزردہ ہے ۔ تم اس سے کیوں الجھتے ہو ۔" ڈاکٹر بولا ۔

"آزردہ !" عرفان بڑبڑایا ۔ "[illegible] کون ہے ؟"

"میرا مطلب ہے [illegible] اصلی آدمی ہے ۔ وہ کسی سیاست کا پرزہ نہیں ہے ۔"

"[illegible] یہ ہے کہ میں جس طرح جعلی انقلابیوں کو [illegible] [illegible] اسی طرح جعلی دانشوروں کو بھی برداشت نہیں کر سکتا ۔"

"پھر اصلی آدمی کون ہے ؟"

"[illegible] میرے ۔" عرفان رکا ، پھر بولا : "پتا ہے [illegible] سلامت کا بینک بیلنس کتنا ہے ؟"

"بینک بیلنس سلامت کا ؟ [illegible] وہ تو [illegible] آدمی ہے ۔ وہ کام کیا کرتا ہے جو کمائے گا اور بینک بیلنس بنائے گا ؟"

"ڈاکٹر [illegible] تجھے پتہ نہیں ۔ وہ بہت کچھ [illegible] ہے ۔" عرفان نے معنی خیز انداز میں کہا اور چپ ہو گیا ۔

"یار اپنی سمجھ میں تو کچھ آتا نہیں۔"

"سمجھ میں نہ آنے کی کیا بات ہے۔ اب کوئی بات ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ لوگوں کی پیشانیوں پر لکھا ہوا ہے کہ وہ کیا ہیں اور کیا کر رہے ہیں؟" پھر لہجہ بدل کر بولا: "خیر یار چھوڑو اس ذکر کو۔"

"ہاں یار ہمیں کیا۔"

"ہاں ٹھیک کہا۔ تو تو آج کل کہیں اور ہے۔" عرفان جس کا چہرہ ابھی تک بہت ستا ہوا تھا، کسی قدر نرم پڑا اور مسکرایا: "یار ستار، ادھر سے کوئی خط وط آتا ہے؟"

"خط؟ نہیں۔"

"میرا مطلب ہے کہ یہاں آ کر تم نے کبھی تو کوئی خط لکھا ہوگا۔ ادھر سے کبھی کوئی خط آیا ہوگا۔"

"نہیں۔" اس نے خفیف ہو کر کہا: "میں نے بھی کوئی خط نہیں لکھا۔ اس کی طرف سے بھی کوئی خط نہیں آیا۔"

"کیا مطلب اس وقت سے اب تک کوئی خط و کتابت نہیں ہوئی، کوئی پیام سلام نہیں؟"

"نہیں۔"

"[illegible] سہہ رہا ہے؟ بڑا ہی کمال آدمی ہے۔"

وہی [illegible] اس نے سوچا۔ یہاں آنے کے [illegible] نے اُسے خط [illegible] اس سے کوئی [illegible] پھولوں کی [illegible] [illegible] اور [illegible] وہ [illegible] دوپٹے سے ڈھکے [illegible] وہ [illegible] چھپکے [illegible] اور سرگوشی [illegible] سرم سے لال بھبوکا ہو جاتا۔ واپس [illegible] پہنچ کر اس نے [illegible] کے مشورے سے اس کے نام [illegible] خط لکھا تھا۔

"ذاکر! خط ڈال دیا؟"

"یار ڈال تو دیا ہے مگر ـــــ" کہتے کہتے رک گیا۔

"مگر کیا؟"

"یار کہیں وہ سمجھ نہ جائے۔"

"[illegible] اور کس لیے [illegible] ہے [illegible] اس سے ڈر لگتا ہے کہ وہ سمجھ جائے۔"

[illegible] وہ سمجھ گئی تو ـــــ" [illegible] کہتے کہتے [illegible]۔

"تو کیا ہو جائے گا؟"

"وہ سمجھے گی کہ ـــــ"

[illegible] کی آواز "کھولو ـ" یادوں کے سفر سے اچانک [illegible] آتے ہوئے اس نے اس نیم تاریک فضا میں چاروں طرف نظر ڈالی [illegible] کوئی دروازہ پیٹ رہا تھا اور میزوں پر بیٹھے ہوئے لوگ ایک ہراس کے ساتھ دروازے کی طرف دیکھ رہے تھے۔

"مت کھولنا، جلوس قریب ہے۔"

"پتہ نہیں کون ہے؟"

"جلوس والے ہیں، دروازہ مت کھولو۔"

"[illegible] بھائی [illegible] کھول دو [illegible] وہ آگ [illegible] دیں گے۔"

[illegible] صحن سے نکل کر دروازے [illegible] مڑ کر [illegible] دیکھ [illegible] مطمئن ہوا۔ دروازے کا ایک پٹ [illegible] [illegible] [illegible]۔

[illegible] دروازہ [illegible] صورت [illegible]۔

"اے بھائی! ڈرا ہوا کسی کو کیا ڈرائے گا۔"

"باہر کیا حال ہے؟"

"برا حال ہے۔ بہت توڑ پھوڑ ہوئی ہے۔"

[illegible] کے [illegible] کچھ [illegible]۔ [illegible] کے سفر سے ابھی واپس [illegible] تھا جیسے سوتے سوتے کوئی [illegible] اسی طرح آنکھوں میں [illegible] ہو۔ نیند کی [illegible] [illegible] کی مثال [illegible] اور وہ [illegible] ہو جائے۔

یادوں کی تتلیاں اس کے اردگرد منڈلا رہی تھیں۔ پھر صابرہ اس کے تصور میں گھوم پھر رہی تھی۔ جب وہ تھوڑے دنوں کے لیے واسپور آئی تھی ان دنوں میں ہم دونوں آپس میں گھل مل گئے تھے۔ انجن کی سیٹی کے ساتھ وہ بھی اسی کشادہ چھت پہ کھنچی چلی آتی جہاں میں اب بھی، جب میرٹھ سے چھٹیوں میں آتا تو شام سے رات تک بیٹھا رہتا اور دور تک پھیلے کھیتوں کو، کھیتوں سے پرے پھیلی ریل کی پٹری کو، ریل کی پٹری سے پرے درختوں کے پھیلے سلسلے کو دیکھتا رہتا۔ ہم دونوں منڈیر سے لگے سر سے سر جوڑے کھڑے رہتے۔ سیٹی دیتے، دھواں اڑاتے انجن کو، انجن کے جلو میں حرکت کرتے منور ڈبوں کو دیکھتے رہتے۔ دن کو یہ ڈبے الگ الگ دکھائی دیتے مگر رات کے اندھیرے میں تو بس ایسے لگتا کہ چراغوں کی قطار دوڑی چلی جا رہی ہے۔ چراغوں کی قطار کھنچتی چلی جاتی، دوڑتی چلی جاتی۔ جب گزر جاتی تو صابرہ خوشی اور حیرت سے کہتی: "کتنی لمبی ریل تھی، ڈبے ہی ڈبے۔ کون سی گاڑی تھی یہ؟"

"دلی جانے والی۔"

حیران رہ جاتی "یہ گاڑی دلی گئی ہے!"

"ہاں اور کیا۔"

تھوڑا چپ رہ کر: "ذاکر! تم نے تو دلی دیکھی ہوگی؟ کیسی ہے دلی؟"

"بس ایک دفعہ گیا ہوں، مگر امتحان دے لوں، پھر وہیں جا کے رہوں گا۔"

"اچھا! —— کیسے؟" وہ حیران رہ گئی۔

"وہیں جا کے نوکری کروں گا۔"

"اچھا؟"

رات ہو چلی تھی۔ چاند ابھی نہیں نکلا تھا۔ ہاں چند یک ستارے آسمان کے پھیلاؤ میں دور دور چراغوں کی طرح جھلملا رہے تھے۔ میں نے صابرہ کے حیرت بھرے چہرے کو غور سے دیکھا۔

"صابرہ!"

"ہوں۔"

"صابرہ! اگر مجھے دلی میں نوکری مل جائے تو ——— تو ———" میری زبان لڑکھڑانے لگی تھی "تو ——— ہم دونوں مل کر وہاں رہ سکتے ہیں۔"

"کیا؟" اس نے حیران نظروں سے مجھے دیکھا جیسے کچھ سمجھ نہ پائی ہو۔ پھر جب میں خاموش نظروں سے اُسے دیکھے گیا تو جیسے اچانک اسے کوئی بات سمجھ میں آگئی ہو۔ ایک دم سے وہاں سے سٹک گئی۔

اگلے دن میں اس سے اور وہ مجھ سے آنکھیں چرا رہی تھی مگر رات ہوتے پر انجن کی سیٹی اور پہیوں کی گڑگڑاہٹ پھر اُسے اُسی جگہ لے آئی۔ مجھ سے ہٹ کر منڈیر پہ ٹھوڑی رکھ کر کھڑی تھی۔ مگر گاڑی جیسے چلتے چلتے کہیں درختوں کی اوٹ میں کھڑی ہو گئی تھی اور انجن سیٹی دیے چلا جا رہا تھا۔ ہم قریب ہوتے گئے، بہت ہی قریب۔ اتنے کہ میں اس کے بدن کی گرمی کو محسوس کر سکتا تھا اور اس کے بدن کی نرمی کو بھی۔

اس کے بعد ہم نے زیادہ اعتماد کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ سمٹ کر دلی کی آتی جاتی گاڑیوں کو دیکھا۔ اس کائی لگی ٹھنڈی منڈیر پر برابر رات تھوڑی تھوڑی نکلنے گاڑی کو، جس کی رفتار کبھی آہستہ ہوتی کبھی تیز، دیکھتے رہتے۔ اب اس گاڑی کے سلسلے میں کوئی سوال کرنے کے لیے ہمارے پاس نہیں رہ گیا تھا، جیسے ہمارا اس میں بیٹھ کر دلی جانا ٹھہر گیا تھا۔

پھر خالہ جان کے خط پہ خط آئے کہ صابرہ کو بھیجو۔ امی کہنے لگیں کہ اے ہے بتول نے تو میری تلی اکھاڑ کے رکھ دی۔ دن خراب ہیں، کیسے بھیج دوں؟

"امی! میں پہنچا آؤں؟"

ابا جان نے مجھے غور سے دیکھا، کہنے لگے: "دن بہت خراب ہیں۔"

"سنا ہے جی کہ گولی چل گئی۔"

"کیا؟" سب نے چونک کر کہنے والے کو دیکھا۔

یہ بات کہنے والا عبدل تھا جو چائے کی خالی پیالیاں سمیٹ رہا تھا۔ چہرے پر تشویش کے آثار تھے: "پتہ نہیں جی، ابھی ایک آدمی جنگل کی طرف سے آیا ہے، وہ کہہ رہا تھا۔"

وہ ابھی جنگل سے واپس آگیا تھا اور عبدل کا منہ تک رہا تھا۔

"خراب دن آ گئے جی ۔" عبدل نے کہتے کہتے خالی پیالیوں سے بھری ٹرے اٹھائی اور چلا گیا ۔

"میرا خیال ہے باہر نکلیں ۔"

"باہر ؟" اس نے عرفان کو تعجب سے دیکھا ۔

"ہاں آج یہاں اندر کب تک بیٹھے رہیں گے ؟ اور میری [illegible] ڈیوٹی کا بھی وقت ہو رہا ہے ۔"

"[illegible] کیا کروں گا ۔ [illegible] ۔"

"بہرحال باہر نکل کے دیکھتے ہیں ۔"

باہر [illegible] اس نے [illegible] سڑک کی طرف دیکھا ۔ [illegible] وہ اسی سڑک سے گزرا تھا ۔ [illegible] کی طرح [illegible] [illegible]

[illegible] چلی جاتی ۔

[illegible]

ہوئے ٹھٹکا : "کیوں صاحب ! کیا تقریر ختم ہو گئی ؟"

"[illegible] تھی؟"

[illegible]

"[illegible] ہو کر کہا: "سامراجی [illegible] ختم ہو [illegible] ہے۔"

[illegible] "اب [illegible] کیا [illegible]؟"

"کرمیاں چل رہی ہیں۔"

[illegible] کر ہوا میں [illegible]، سکوٹر سٹارٹ کیا، [illegible]

"یار! اس کی کار بھی تو یہاں کھڑی ہوگی؟"

[illegible] ہے، چلا دو۔"

[illegible] سے اس کا [illegible]

[illegible] ہے۔"

"ہوا کیا؟" اس نے تعجب سے امی کو دیکھا۔

[illegible]

ہے، خیریت سے واپس آئے۔"

[illegible]

"جا بیٹے باپ کو صورت دکھا کر آ۔ وہ بھی پریشان تھے۔"

[illegible]

بھی بیٹھے ہیں۔

[illegible]

کر ڈالا۔

[illegible]

"بے ایمان جلوس کے ساتھ گیا ہوگا۔"

"جلوس کے ساتھ ؟ ــــ پتہ نہیں ۔"

"بے ایمان نے ہمیں پریشان کر رکھا ہے ۔" خواجہ صاحب غصے میں بڑبڑائے "سنا ہے گولی چلی تھی ؟"

"گولی ؟ ــــ نہیں ۔"

"نہیں چلی تو چل جائے گی ۔"

"کیا کرفیو لگ گیا ہے ؟" ابا جان نے متفکر ہو کر سوال کیا ۔

"ابھی تو نہیں لگا ہے ۔"

"کب تک نہیں لگے گا ؟ اللہ تعالیٰ اس ملک پہ رحم کرے ۔" ابا جان نے ٹھنڈا سانس بھرا ۔

"مولانا ! کرفیو تو امرتسر میں لگا تھا ۔ جس نے کھڑکی سے گردن ایک دفعہ باہر نکالی پھر اسے اندر نہیں لے جا سکا ۔ گردن باہر نکلی اور گولی آئی ۔"

"بھائی کب کی بات کر رہے ہو ؟"

"مولانا ! یہ جلیانوالہ باغ کے زمانے کی بات ہے ۔ کیا آگ لگی تھی ۔ تین راتوں تک کسی نے گھر میں چراغ نہیں جلایا ۔ اتنی روشنی تھی آگ کی ۔"

"جی ؟" اس نے تعجب سے خواجہ صاحب کو دیکھا ۔

"ہاں بیٹے ! اس بڑھاپے میں میں جھوٹ بولوں گا ۔ وہ امرتسر کا سب سے بڑا پٹرول پمپ تھا ۔ صاحبوں کی گاڑیوں میں وہیں سے پٹرول بھرا جاتا تھا ۔ تین دن ، تین رات جلتا رہا ۔ شعلے آسمان سے باتیں کرتے ۔ پھر کیا ہوا کہ بنک لٹ گیا ، پھر بازار میں لوٹ پڑ گئی ۔ اس پہ کرفیو لگ گیا ۔ کرفیو کیا تھا کہ قہر خدا تھا ۔ جس نے کھڑکی سے ذرا جھانکا ، ٹھائیں سے گولی چلی ، آدمی ٹھنڈا ۔"

"فرنگی نے بہت ظلم کیے ہیں ۔" ابا جان بڑبڑائے ۔

"مولانا ! ظلم تو ہم پر سب ہی نے کیے ، غیروں نے بھی کیے اور اپنوں نے بھی کیے ۔ اب ظلم نہیں ہو رہا ؟" رکے ، پھر بولے "مگر جی انگریز کا رعب بہت تھا ۔ کیا دبدبہ تھا ۔ کوتوالی پٹ گئی کہ جس نے جو مال لوٹا ہے وہ شام تک اسے گھر کے باہر ڈال دے ، اس کے بعد گھروں کی تلاشیاں

مولانا جی، آپ کو یقین نہیں آئے گا جسموں نے دھوپ تک نہیں لوٹی، میں نے اس گلی میں ڈال دی۔ لوگوں نے اپنی لاٹھیوں کے جھنڈے کرپانوں کے ڈھیر کر دیے۔ شام ہوتے ہوتے امرتسر کی گلیوں میں لاشیں اور کٹے ہوئے کے ڈھیر لگ گئے۔"

ادھر مولانا خوش پیش رہے۔ پھر اپنے خدا جیسے والد کرتے رہے کہ میں اس کہ مرنے والوں کے جنازے دن تک گلیوں میں کفن کے لیے تھوڑا سا ہونے کے موٹے جھونپڑے میں لیٹا اور کے میں خوب کوئی حاکی نہیں دیکھتا، وہیں گلی میں کے چپ ہو گئے۔ بولے "تھوڑا برا وقت آیا ہے مسلمانوں پر۔"

"مگر مولانا اب مسلمانوں پر کون سا وقت آنے والا ہے؟"

مولانا نے انگشتِ شہادت آسمان کی طرف بلند کی: "یہ اللہ خیر ہے۔"

"مولانا! ایک بات عرض کر دوں۔ اب کے ہمیں ایسے لڑکوں سے دیکھنا پڑے گا۔ میں نے کو سمجھا دیا کی ہے۔ نعرے لگا لگا کے کیوں اس گلی چھوڑتے ہو جواب دینا ہے کہ ہم اس نظام کو بدلیں گے۔"

مولانا نے "خواجہ صاحب، اس دنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر آئے، دنیا بدلی؟"

"نہیں بدلی جی۔"

"پیغمبر دنیا کو نہ بدل سکے تو یہ ہمارے محلے سامنے کے لڑکے دنیا کو کیا بدلیں گے۔"

"مولانا، آپ نے ٹھیک فرمایا۔ دنیا نہیں بدل سکتی۔"

"خواجہ صاحب! ہماری یہ عمر آ گئی۔ کیا کیا زمانہ آیا اور گزر گیا۔ ہر دفعہ یہی دیکھا کہ کچھ گرم خون رکھنے والے ٹھنڈے ہو گئے۔ باقیوں نے سودا کر لیا۔"

"بالکل ٹھیک ہے جی۔ پھر مولانا اس حرام دے پتر سلامت کو یہ بات بتاؤ۔"

"ابھی خون گرم ہے [illegible] گزار کے مسجد میں آ [illegible] خواجہ صاحب [illegible] قصے میں دولتے ہی نہیں۔"

"بالکل ٹھیک ہے۔ [illegible] کوئی [illegible] ہے۔"

"خواجہ صاحب [illegible] دولے کا [illegible] ہے۔"

"ہاں جی بالکل بالکل۔ [illegible] پاکستان میں تو ہم نے یہی دیکھا ہے۔"

[illegible] داب کر خیالوں میں کھو گئے۔

خواجہ صاحب [illegible]

"دوپہر کو تو وہ تمہارے ساتھ تھا۔"

"جی۔"

"تو جلوس کے ساتھ وہ نہیں گیا تھا؟"

"یہ پتہ نہیں۔"

[illegible] ایک بیٹا یہاں اپنے آپ کو برباد کر رہا ہے۔"

"کرامت کا کوئی خط آیا ہے؟"

"[illegible] کوئی خط نہیں آ رہا۔"

[illegible] صاحب نے انگلی سے [illegible] کی طرف اشارہ کیا۔

[illegible]

[illegible] کے پھنس گیا ۔" یہ کہتے کہتے کھڑے ہو گئے ۔

[illegible]

[illegible]

"ہاں پھر جاؤ ۔"

[illegible]

اس کے لیے بہت فکرمند رہتی ہے ۔"

[illegible]

کرنے والا ہے ۔"

[illegible]

یکایک کسی نے دروازہ پیٹا ۔

[illegible]

آواز آئی ۔

[illegible]

سلامت اور اجمل ۔

[illegible]

کر دے ۔"

[illegible]

مخاطب ہوا "کاکے ! نکال تیرے پاس کیا مال ہے ۔"

[illegible]

دیکھا "یار یہاں نہیں ۔"

"کیا؟" افضال نے اسے گھور کے دیکھا۔

اس نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا "یار تمہیں پتہ ہے کہ بڑے والد ان معاملات میں بہت سخت ہیں۔"

سلامت نے تحقیر آمیز قہقہہ لگایا "والد۔"

"یار وہی سفید ڈاڑھی والا کاکا، وہی ہے نا تیرا باپ؟ کوئی بات نہیں وہ باپ ہے۔ میں اسے سمجھا دوں گا، دو گلاس لے کے آ۔"

"باپوں کو نہیں سمجھایا جا سکتا۔" سلامت نے حکم لگایا۔

"تو اپنے باپ سے دوسروں کے باپوں کا اندازہ لگاتا ہے؟" افضال بولا

"وہ میرا باپ نہیں ہے۔" سلامت چیخ پڑا۔

"پھر کس کا باپ ہے" افضال نے معصومیت سے پوچھا۔

"تجھے پتہ نہیں، سچ یہ ہے کہ وہ میرا باپ نہیں ہے۔ میں حرام زادہ ہوں۔" اس نے پورے زور کے ساتھ دانت کٹکٹاتے ہوئے کہا۔

"ثبوت؟"

"ثبوت یہ ہے کہ میں کہہ رہا ہوں۔"

"یہ کوئی ثبوت نہیں ہے۔ کاکے! یہ اعلان کرنے سے پہلے ماں سے تو پوچھ لیا ہوتا۔"

"پوچھا تھا"

"پھر؟"

"اس ظالم عورت نے گواہی دینے سے انکار کر دیا۔" اس نے افسوس کے لہجے میں کہا۔ پھر افسردہ آواز میں بولا "ہمارے باپ ظالم ہیں اور ہماری مائیں جاہل ہیں۔" یہ کہتے کہتے اس نے رونا شروع کر دیا۔

افضال نے سلامت کو روتا دیکھا تو اس کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہو گئے۔

"کاکے تو کیوں رو رہا ہے۔"

"یارا میری ماں سلامت کی ماں سے بھی زیادہ جاہل ہے۔ میں نے اس سے پوچھا تو اس نے پہلے مجھے دوہتڑ ماری، پھر اپنے بال نوچ لیے اور چیخنے لگی۔"

افضال ۔ اجمل کو گھور کے دیکھا ، پھر روتے ہوئے ملامت کو دیکھا ، اس کی آنکھیں غصے سے سرخ ہوتی چلی گئیں ۔ "تم دونوں مکروہ آدمی ہو ۔"

اجمل نے ملامت کی طرف دیکھا ، ملامت نے اعلان کیا "افضال حق بات کہتا ہے ، ہم مکروہ لوگ ہیں ۔"

"میں ہوش میں اپنی پناہ میں لینے سے انکار کرتا ہوں ۔ مکروہ آدمیو یہاں سے نکل جاؤ ۔ یہ ایک طیب آدمی کا کمرہ ہے ۔"

ملامت اٹھ کھڑا ہوا ۔ اجمل نے بوتل بیگ میں رکھی اور ملامت کے پیچھے پیچھے کمرے سے نکل گیا ۔

"ذاکر! تو اچھا آدمی ہے ، تو مجھے معاف کردے ۔"

"یار کیسی باتیں کر رہے ہو ۔"

"نہیں ، تو مجھے معاف کر دے ۔"

"کس بات پر" اس نے پریشان ہو کے افضال کو دیکھا ۔

"میں نے ایک طیب آدمی پر دو خبیث روحوں کو مسلط کرنے کی کوشش کی ۔ میں نے بڑا گناہ کیا ہے ۔ اے طیب آدمی! مجھے معاف کر دے ، میں گنہگار ہوں ۔" یہ کہتے کہتے اس کی آواز بھرا گئی اور آنکھوں میں آنسو ڈبڈبانے لگے ۔ "ہم گنہگار لوگ ہیں اور عذاب میں ہیں ۔"

(۳)

[illegible]

کل تک شور ہنسا عجیب لگتا تھا، آج کی خاموشی اس سے زیادہ عجیب نظر آتی۔ یہ بڑا عجیب لگا کہ کالج کے برآمدوں کے باہر اور لان میں جتنے گملے کل اوندھے پڑے تھے ایسے ہی وہ سب سلیقے سے رکھے تھے۔ کالج میں نظم و ضبط واپس آ گیا تھا۔ کلاسیں قاعدے قرینے سے ہو رہی تھیں۔ سامنے سبزہ زار میں طلبا کی ٹولیاں چل پھر رہی تھیں۔ لڑکے راتوں رات کیسے پُرامن ہو گئے ہیں۔ کل تک کیا عالم تھا کہ ذرا سی بات پہ منہ سرخ ہو جاتا، گلے کی رگیں تن جاتیں، حلق کو پوری طرح بروئے کار لایا جاتا۔ گالیاں، نعرے۔ اور نعرے عجب اثر کرتے کہ دم کے دم میں جلوس امنڈنے لگتا، ایسا کہ کالج کی چاردیواری اس پہ تنگ ہو جاتی کہ اس سے نکل کر باہر پھیل جاتا۔ اور اب؟ اب اتنا امن تھا کہ کوئی اونچی آواز میں بولتا دکھائی نہیں پڑتا تھا۔ باتیں ہو رہی تھیں مگر سرگوشیوں میں۔

"یار! میرا بھائی رات ہی کی فلائٹ سے آیا ہے۔"

"اچھا؟"

"ایکشن شروع ہونے کے بعد چلا ہے۔"

"بس اسی وقت شروع ہوا تھا۔ بتاتا تھا کہ انٹرکون سے ائرپورٹ تک پہنچنا مشکل ہو گیا۔ رستے میں ٹینک ہی ٹینک۔ کہتا ہے کہ جب ہم جہاز کی طرف جا رہے تھے تو ایسا دھماکہ ہوا جیسے توپ چلی ہو اور پھر تو ایسی دھواں دھاں ہوئی جیسے جنگ شروع ہو گئی ہو۔ اور جب ہمارے جہاز نے ٹیک آف کیا اور ہم نے باہر کی طرف دیکھا تو دور تک دھواں ہی دھواں تھا۔"

"اچھا؟"

"مگر ہوگا کیا؟"

"آگے [illegible] سالے جلوسوں کے [illegible] آ گئے۔"

[illegible] میں کوئی [illegible] "اب [illegible] صاف ہو جائے گی۔"

[illegible]

[illegible]

[illegible] نہ کوئی شور ، نہ ہنگامہ ، نہ قہقہے ، نہ اونچی آوازیں ۔ صرف چہروں [illegible] پتہ چلتا تھا کہ کوئی سنگین مسئلہ زیرِ بحث ہے ۔

"یار کل یہاں کتنا ہنگامہ تھا ـــــ اور آج ـــــ"

"ہاں ! اور آج ۔" عرفان منہ ہی منہ میں بڑبڑایا اور پھر چائے پینے لگا ۔

"اور کل میں [illegible] لگتا تھا کہ بس آج ـــــ" اس پر [illegible] کہ آگے وہ کیا کہنا چاہتا تھا ؟

"[illegible] اچھا ہی ہوا ۔" عرفان نے طنز بھرے لہجے میں کہا

"ایک اعتبار سے تو اچھا ہی ہوا ۔"

"[illegible] کہتے ہیں مگر بعد میں پتہ چلتا ہے [illegible] اچھا نہیں ہوا ۔"

"یار کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا ۔"

"کچھ سمجھ میں تو میرے بھی نہیں آ رہا مگر مجھے لگتا ہے کچھ ہو گیا ہے ۔"

"کیا ہو گیا ہے ؟"

"یہی تو واضح نہیں ہے ۔ مگر وضاحت میں رکھا بھی کیا ہے ؟ میں [illegible] کچھ محسوس کر رہا ہوں وہی سب [illegible] ہے ۔"

عرفان مبہم طور پر جو محسوس کر رہا ہے وہ [illegible] ؟ اس کے اندر جو خوف سرسرا رہا ہے وہ کس بات کا ہے ؟ اس کی [illegible] کچھ نہیں آیا ۔ پھر اس نے بات ہی بدل دی ۔

"یار آج سلامت اور اجمل کہاں ہیں ؟"

"[illegible] نکلتے ہیں ۔ [illegible] بلوں سے نکلنے کا موسم ہوتا ہے ۔ موسم آج بدل چکا ہے ۔"

[illegible]

"کون سی ؟"

[illegible] کہا کہ [illegible]

[illegible]

ان کی طرف آ رہا تھا ۔

"میں بیٹھ سکتا ہوں؟ بس آپ کے چند منٹ لوں گا ۔"

"ضرور، ضرور ۔" اس نے یہ کہتے کہتے عرفان کی طرف دیکھا جس کے چہرے سے ظاہر ہے کہ اسے یہ مداخلت پسند نہیں آئی ہے ۔

"کیا خیال ہے آپ کا، یہ اچھا ہوا یا برا ہوا؟"

"آپ کا کیا خیال ہے، یہ بہت اچھا ہوا ہے" عرفان نے [illegible] لہجے میں کہا ۔

"یہ تو میں نہیں جانتا کہ یہ اچھا ہوا ہے یا نہیں، اب [illegible] نہ اگر اس طرح پاکستان کو بچایا جا سکتا ہے تو ـــــ"

"کس طرح اس طرح ۔" عرفان کو غصہ آ گیا ۔

مسعود [illegible] لیے عرفان کو دیکھا، پھر پرسکون لہجے میں کہا:

"آپ میرے سر کے بال دیکھ رہے ہیں ۔"

"دیکھ رہا ہوں، سب سفید ہیں ۔ اب [illegible] چاہتے ہیں؟"

"نہیں ۔"

"پھر؟"

"میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ سفید کیسے ہوئے؟"

"یہ بتانے سے کیا فرق پڑے گا؟"

"بہت فرق پڑے گا ۔" وہ رکا، پھر بولا: "میں جب کبھی [illegible] مارشل [illegible] ۔ اس وقت میری عمر ہی کیا تھی [illegible] اکیڈمی کے ہیڈر میں تھا [illegible] پاکستان [illegible] اور [illegible] کے بعد آئینہ [illegible] میرے سر کے [illegible] ہو چکے تھے ۔ [illegible] پہلا دن تھا ۔ [illegible] اور [illegible] کے [illegible] پاکستان [illegible] میرا سر [illegible] اور میں اکیلا [illegible] کیا [illegible] ہوا ۔ [illegible] اس نے [illegible] ۔ اب [illegible] کے [illegible] اور عبدل کو چائے کا آرڈر دے رہا تھا ۔

"[illegible] کلاس سے پوچھا کہ ... سامنے والا میدان کتنی راتوں کے [illegible] اور [illegible] ... اچھا ہوا۔ روز جلسہ، روز جلسہ۔ [illegible] کے ساتھ بستر سے پیٹھ لگائی۔ آج سکون سے سونا چ[illegible] ... ایک کروٹ، دوسری کروٹ، پھر کروٹ۔ نیند اس کی آنکھوں [illegible] ... کروٹ لینے کی خواہش پر ... دیر تک [illegible] ... جیسے اب سوا اور اب سویا۔ مگر ... [illegible] ... کے قصے۔ کوئی اب کی، [illegible] ... ختم کر دیں۔ [illegible] ... لڑکے ... کرتے ہیں۔ اور ذہن؟ ایک لڑکا کھڑا ہوا: "سر۔"

"ہاں پوچھو۔"

"[illegible] سکولوں میں سب بھائی سوتیلے کیوں ہوتے ہیں۔"

"[illegible]۔ تمہیں اس ساری تاریخ میں سے یہی بات پوچھنے کی نظر آئی؟"

[illegible] بے معنی سوال۔ سگے اور سوتیلے [illegible] ... ہاں اور قابیل سوتیلے ... ہی ہیں ... [illegible] ... سمٹر، قصے، [illegible] کی [illegible]۔ [illegible] ... جیتے جی ——— وہ ... کے مرنے کے بعد۔ [illegible] ... جاتا ہے۔ ... کمبخت تاریخ۔ لڑکوں [illegible] ... پڑھا سکتے ... اور ساتھ پڑھتے دوسروں کی ساتھ [illegible] ... سکتی ہے جیسے ... سے پڑھا جا سکتا ہے۔ [illegible] تاریخ ... اپنی تاریخ ... ہو ... اور ... [illegible] ... مگر ... کی طرف [illegible] ... ہے۔ آپ ... کے ... [illegible]

[illegible]

اور میرا پہلا دن۔ میرا پہلا دن پاکستان میں ———

(۴)

اس نے غسل کیا اور آئینہ دیکھا، اور اس پر یہ کھلا کہ اس کے سر کے بال [illegible] سے نکلتے وقت سارے سیاہ تھے، اب سارے سفید ہو چکے تھے۔ یہ اس دیار میں اس کا پہلا دن تھا۔ اور میرا پہلا دن؟ بیتے دن اس کے تصور میں ہجوم کرتے چلے گئے۔ مگر تھوڑی ہی دیر میں اس دیار میں اپنے پہلے دن کی تلاش سے وہ ہجوم کو چیرتا پھاڑتا دفع کرتے دنوں کو پیچھے چھوڑتا آگے چلا گیا۔ میرا پہلا دن کہاں ہے؟ وہ ہجوم کو چیرتا چلا [illegible] مسلسل [illegible] زندگی کی صورت ایک دن اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ [illegible] دراز [illegible] پہلا [illegible]۔ جہاں تہاں [illegible] دکان کھلی ہوئی، [illegible] میں ڈھلے کپڑے ہوئے۔ ہجوم بہت، [illegible]۔ وہ وہاں سے نکل کر دوسری سڑک پر آیا۔ مال روڈ، تانگے، سائیکلیں، کوئی کوئی کار، [illegible] رفتار سے گزرتی ہوئی اکا دکا بس۔ ایک دراز قامت شخص، چوڑی چکلی داڑھی، سر پہ طرے والی لکڑی ٹانکوں میں [illegible] گھیر والی شلوار، [illegible] رنگ [illegible] اس کے برابر سے گزرا۔ اس نے حیرت سے اسے دیکھا۔ پھر کتنے ہی [illegible] ایسا ہی لباس پہنے اسے اپنے آس پاس چلتے پھرتے نظر آئے۔ یہ [illegible] کے لیے نئی تھیں۔ اس کے لیے سارا گرد و پیش ہی نیا تھا۔ چلتے چلتے [illegible] رہا تھا کہ وہ کسی نئی زمین پر چل رہا ہے۔ اسے اس نئی زمین پر چلنے میں [illegible] لذت مل رہی تھی۔ ایک سڑک سے دوسری سڑک پر، دوسری سڑک سے تیسری سڑک پر جانے وہ کتنی دیر چلتا رہا، مگر ذرا بھی تھکا نہیں۔ کتنے زمانے بعد وہ آزادانہ چل رہا تھا اس اندیشے کے بغیر کہ ابھی کوئی برابر سے گزرتے گزرتے چھرا اس کے اندر اتار دے گا۔

"صاحب زادے! سارے دن کہاں رہے؟"

"حکیم جی پاکستان دیکھ رہا تھا۔"

[illegible] اور [illegible] دیکھتا رہا ہے۔ پاکستان ہی تو دیکھنے [illegible] حکیم [illegible] کیا ہے۔ [illegible] کم از کم [illegible]

پھر حکیم جی [illegible] میں مصروف ہو گئے۔ اس نے [illegible] اور اس کمرے میں [illegible] رہا جہاں [illegible] کمرے کا [illegible] اور [illegible] کمرہ تھا اور [illegible] میں [illegible] لگے ہوئے [illegible] آیا۔ [illegible] کمرے کا خیال آیا۔ [illegible] والا [illegible] میں ایک [illegible] [illegible] میں [illegible] کی [illegible] میں [illegible] کمرہ [illegible] روشن کمرے میں [illegible] [illegible] ہو گئی۔ [illegible] کی آواز [illegible] حکیم صاحب کی [illegible] [illegible]

وہ رو دیا۔

"ذاکر، جاگ رہے ہو؟"

"[illegible] نہ چلے۔"

پھر [illegible] [illegible] دوسری [illegible] رہا، پھر لیٹ رہا۔

"ذاکر!"

[illegible] رہے تھے۔

[illegible] ، سوئے نہیں ؟ کل رات بھر کے جاگے ہوئے ہو -
[illegible]

[illegible]

اس نے چادر منہ پر لے لی ، اس کی آنکھ بھر بھر آئی تھی -

[illegible]
سے تر بہ تر ہو گئیں -

[illegible]

سہتے آئے، سفر میں کیسے کیسے رنج انھوں نے کھینچے اور کن مشکلوں سے یہاں پہنچے - پھر ان کا حسن سلوک جنھیں وہ پیچھے چھوڑ آئے ہیں - بے گھر پناہ دینے والے اور پناہ لینے والے مل کر انھیں یاد کرتے جنھوں نے زمین پکڑی اور اپنے گھروں کو اور بزرگوں کی قبروں کو نہیں چھوڑا - اپنے ذہنوں میں لاتے جو ساتھ نکلے تھے مگر رستے میں چھوٹ گئے اور جنھیں وہ اجنبی راستوں میں بے گور و کفن چھوڑ آئے - وہ مل کر ان سب کو جو رہ جانے والوں کو ایک ملال کے ساتھ یاد کرتے - دل ان کے بھر آتے اور آنکھیں ٹپ ٹپ برسنے لگتیں - پھر آنکھیں پونچھتے اور اگلے دنوں کی سوچتے کہ یہاں کیسے گزر بسر کرنی ہے -

ان بسنے والے کس کس رنگ میں آن کر بستے - ابھی جانے کتنے دراز [illegible] میں مڈبھیڑ ہوگئی -

"اماں، تم کہاں"

"بس، دل جیسے کہ دھرم میں رہا تھا، سوچا کہ اماں تو [illegible] چلو بس بستر باندھا اور سپیشل میں بیٹھ لیا -"

ابھی اچانک دروازے پر دستک ہوئی - دروازہ کھلنے پر کوئی صاحب [illegible] لدا پھندا [illegible] نظر آیا، کبھی اکیلا آدمی، بے سروسامان، نیم سلا [illegible]، سر میں گرد اٹی ہوئی، [illegible] ڈاڑھی بڑھی ہوئی - پہلی نظر میں صورت پہچاننے میں نہ آتی - جب پہچانی جاتی تو آنکھیں حیرت زدہ ہو کر [illegible] "ارے تم ہو!" [illegible] سوال پر سوال کرتیں "کیسے آئے؟ رستے میں خیریت رہی؟ باقی لوگ کہاں ہیں؟ کیا اکیلے چلے تھے؟ سامان کہاں ہے؟"

"خیریت کیسی؟ ٹرین پر حملہ ہو گیا تھا -"

"اللہ خیر کرے، پھر؟"

"بس اللہ نے خیر ہی کی، جان اور آبرو رکھ لی ورنہ کوئی کسر تو نہیں رہ گئی تھی -"

"اللہ تیرا شکر ہے، پھر باقی لوگ کہاں ہیں؟"

"والٹن کیمپ میں ہیں -"

"یہاں جب گھر موجود ہے تو کیمپ میں کیوں ٹھہرے ہو"

"[illegible] کہ پہلے معلوم کر لیں کہ گھر میں کچھ گنجائش بھی ہے۔"

"میاں دلوں میں گنجائش ہونی چاہیے۔"

[illegible] بھر چکی تھیں۔

"حکیم جی! میں تو جی تمہارے اس باہر کے [illegible] میں [illegible] رہوں گا۔"

"ہاں ہاں شوق سے، حاضر میں کیا حجت ہے۔"

[illegible]

[illegible]

بہشت وسعت بےرونق ہوتی چلی گئی ۔ کس طرح دیکھتے دیکھتے شام نگر کے مکان کشادہ سے تنگ ہوتے چلے گئے اور دلوں میں گنجائش کم ہوتی چلی گئی ۔ قافلوں کا تانتا ٹوٹ چکا تھا ۔ اب کبھی کوئی اکا دکا فرد ، کبھی کوئی چھوٹا موٹا خاندان آ نکلتا ، شام نگر میں بھٹکتا پھرتا ۔ کہیں سر چھپانے کی جگہ نہ ملتی ۔ شام نگر کے سب مکان بھر چکے تھے ، جو کھلے پڑے تھے وہ بھی جو مقفل تھے وہ بھی ، جو خالی پڑے رہ گئے تھے وہ بھی ۔ جس مقفل عمارت کا ایک بالائی دریچہ کھلا رہ گیا تھا اور دوپہروں اور راتوں کو تیز ہوا چلنے پر ایک ڈراؤنے شور کے ساتھ کھلتا اور بند ہوتا تھا ، اب اس کے صدر دروازے سے بچے اور جوان آتے جاتے نظر آتے اور اس بالائی دریچے پر ایک چق پڑی دکھائی دیتی تھی ۔ بالائی منزلوں کے دریچوں پر کہیں چقیں پڑی تھیں ، کہیں رنگین پردے ، کہیں ٹاٹ ۔ اونچی منڈیروں پر کہ کل تک ویران تھیں ، رنگ برنگ گیلے کپڑے پھیلے نظر آتے ۔ اس سفید اجلا سی عمارت میں جس کے چوپٹ کھلے دروازے اندر کے فرش بند کمروں کا پتہ دیتے تھے اب باہر کے چپ والے برآمدے میں بھینس بندھی نظر آتی تھی اور ڈرائنگ روم میں نقشہ یہ دکھائی پڑتا تھا کہ فرنیچر ایک طرف ڈھیر کیا ہوا تھا ، باقی جگہ میں بچھونے اور اپلے کے ڈھیر ۔ شام نگر میں بے سروسامانی کا نقشہ اب نہیں تھا ۔ زندگی کی ضرورتیں کہ ہجرت میں مختصر ہوتے ہوتے تن ڈھانکنے اور پیٹ بھرنے تک محدود ہو گئی تھیں ، اب پھر بڑھ کر پھیل گئی تھیں اور بڑھتی پھیلتی چلی جا رہی تھیں ۔ جن مکانوں نے کئی کئی خاندانوں کو پناہ دی اب وہ مکان باقی خاندانوں سے گلوخلاصی حاصل کر کے کسی ایک خاندان کی رہائش گاہ تھے ۔ مگر اس کے باوصف اب ان میں مکانیت کم اور مکینوں کی ضروریات زیادہ نظر آنے لگی تھیں ۔ جن مکانوں میں ہنوز مختلف خاندان ٹھنسے ہوئے تھے ان میں ہر خاندان اپنی ضروریات زندگی میں اضافہ کرنے کے ساتھ ساتھ پھیلنے کی کوشش کر رہا تھا کوئی مکین پھیلتے پھیلتے اپنی حدوں سے نکل کر دوسرے کی حدوں میں پھیلنے پر مائل نظر آتا ۔ دوسری طرف سے مزاحمت ہوتی ۔ تو تکرار ، پھر ایک کا ہاتھ اور دوسرے کا گریبان ۔ لڑنے والے پہلے اندر اندر لڑتے پھر لڑتے لڑتے باہر نکل آتے ۔ ہمسائے پہلے تو تماشا دیکھتے ۔ پھر بیچ بچاؤ کرتے ۔ کوئی پھرتیلا مکین بھاگ دوڑ کر کے پورا مکان اپنے نام الاٹ کرا لیتا

پھر تو کہیں ٹھکانا ملتا اور آکر اپنے ٹھکانے کی تلاش میں نکلتے۔ حسن سے
پہلے منشی تو بس گیا وہ سہمے کوٹھری میں کونا کھدرا چھوڑ۔

"حکیم جی! کیا نوا چلا گیا یہاں سے؟" میں نے اس برامدے کو
ہم سب اب یک نپٹے ہوئے جو تھے لے سوا کچھ نہیں رہ گیا تھا، حیرت سے
دیکھ اور بغلی کمرے میں جا کر کہ حکیم بندے علی کا ٹھکانا تھا
سوال کیا۔

"نہ جانے وہ کیا کرتا، پولیس آ کر اس کا بستر سڑک پر پھینک
گئی تھی۔" چپ ہوئے، پھر بولے "ہم بھی مکان کی تلاش میں ہیں۔"

"آپ!"

"ہاں میاں منشی، پولیس کے ہاتھوں بے عزت ہونے سے یہ بہتر ہے
کہ آدمی خود ہی اٹھ جائے۔"

"مگر پہلے تو آپ ہی اس مکان میں آئے تھے، آپ ہی نے ہم سب
کو پناہ دی تھی۔"

"بیٹے سونے کی کٹیا جاگنے کا کٹک۔ منشی مسیب حسین بھاگ دوڑ
کرکے اپنے نام کا آرڈر لے آئے ہیں۔" رکے، بولے "اس کی آنکھ میں سؤر کا
بال ہے۔ وہ کسی کو یہاں ٹکنے نہیں دے گا۔"

میں نے اندر جا کر ذکر کیا "ابا جان! نوا تو چلا گیا۔"

ابا جان نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"اور حکیم جی بھی مکان کی تلاش میں ہیں۔"

ابا جان نے جیسے سنا ہی نہیں، ہاں امی بولیں "تم مکان کب تلاش
کرو گے؟"

"ہمیں بھی نکلنا پڑے گا؟"

"کیوں تم میں کیا سرخاب کے پر لگے ہوئے ہیں۔"

"امی! یہ منشی وہاں تو ایسا نہیں تھا۔"

امی نے ٹھنڈا سانس بھرا "یہاں آ کے تو لوگوں کی آنکھوں کا پانی
مر گیا ہے۔ تمہیں تو کیا یاد ہوگا جب تیرے دادا زندہ تھے تو یہ منشی
مسیب حسین ہماری ڈیوڑھی نہیں چھوڑتے تھے۔ وقت کی بات کہ اب ہمیں
آنکھیں دکھاتے ہیں۔"

ہمارا خاندان ــ امی کہہ رہی تھیں ــ کچھ زمانوں سے [illegible] والے والد مرحوم ــــ اپنے وقت میں کس کس کو فیض نہیں پہنچایا، مگر کسی پر جتایا نہیں۔"

"ہم نے بھی کیسی کیسی [illegible] مگر جب بھی حالات نے [illegible] بُرا ہی وقت [illegible] لیکن ادب نہیں۔ یہاں آ کے کیسے کیسے [illegible] مل گئے۔"

"[illegible] کے بیچ [illegible] کا رنگ تھا" خدا تعالیٰ غرور کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔"

"[illegible] نے [illegible] کسی [illegible] کب تھا۔ [illegible] نے تمہیں کتنا [illegible] کے لیے کوئی [illegible]" امی نے دکھے لہجے میں کہا اور چپ ہو گئیں۔

میں آہستہ سے اٹھا اور باہر نکل گیا۔ میں گھر سے نکل جانے کے خیال نے مجھے کوئی ایسا پریشان نہیں کیا۔ [illegible] اس گھر کے در و دیوار سے [illegible] مانوس نہیں ہو سکا تھا اور جس کمرے میں میں نے اب بستر کھولا تھا، اس سے تو مجھے بالکل ہی انس نہیں تھا۔ مجھے اپنا چھوڑا ہوا [illegible] یاد آ رہا تھا۔ کئی بھولی بسری چیزیں ایک دم سے [illegible] کوئی [illegible] کوئی سی [illegible] چلتے چلتے یاد آ گئی۔ ایک منظر تصور میں ابھرا، اس سے پیوست ہوا دوسرا منظر، پھر ان دونوں سے بالکل غیر متعلق، کوئی تیسرا منظر۔ [illegible] لہروں کی مثل اٹھتی رہیں اور میں ان میں بہتا رہا۔ اور وہ [illegible] جو ہر تصور میں شامل تھی اور تصوروں کے [illegible] سفر کر رہی تھی ــــ جاترا ــــ ہم آخری دنوں میں کتنے کہیں [illegible] ۔ اور جب میں اسے پہنچانے اتوپ نگر گیا تھا۔ اس کے [illegible] پہلا اور آخری سفر۔ ہم ویاس پور سے منہ اندھیرے نکلے تھے لیکن جب لاری [illegible] رکی تو دوپہر ہو چکی تھی۔ [illegible] دوسرے [illegible] کے لیے جہاں سے اتوپ نگر کے لیے لاریاں چلتی ہیں بزار سے گزرا تو بورا والوں کی گلی میں اتنا دھواں اور اتنی بھیڑ تھی کہ میرا دم گھٹنے لگا۔ اس نگر کی بستیاں اپنی اسی رنگت سے [illegible] پہچانی جاتی ہیں۔

[illegible] کتنی [illegible] دھواں [illegible] کر سکیں

[illegible] میں جہاں بیٹھ جاتی وہاں کئی گاڑیاں [illegible] اور جس گلی میں لڑنے [illegible] شکر کے [illegible] منظر آتے وہاں کتنا [illegible] اور [illegible] ہوتے ہیں [illegible] مشکل ہوتا ۔ درخت آگے جاتے [illegible] کبھی زرد [illegible] کبھی [illegible] ہوئے اور [illegible] کی لاری [illegible] کو دلی سے ۔ گنگا کے پل سے گزرتے گزرتے اندھیرا ہو گیا ۔ [illegible] اس وقت وہ [illegible] میرے [illegible] میں [illegible] ۔ پھر میں اس راہ کی [illegible] اور گاڑیوں سے بے خبر ہو گیا اور اس [illegible] کہ لاری کب انوپ نگر پہنچے گی اور پہنچے گی بھی یا نہیں ۔

جیسے جاتے میں ٹھٹکا "افضال تم یہاں تم کیا کر رہے ہو ؟"

"دوستوں کے ساتھ ہمدردی ۔"

میں نے چکرا کر ادھر ادھر دیکھا ۔ وہاں تو کوئی بھی نہیں تھا ۔ بس درخت تھے اور گرتے ہوئے زرد سوکھے پتے ۔

"کون دوست ؟"

"[illegible] سب درخت میرے دوست ہیں ، آج وہ مشکل میں ہیں [illegible] کہ بالکل برہنہ ہو جائیں گے ۔"

میں وہیں گھوم [illegible] افضل کے [illegible] کا جائزہ لیا ۔

[illegible] موسم بالکل ہی [illegible] آنے [illegible] ہے ۔ [illegible] شروع [illegible] الامان "

[illegible] موسم کر رہا ہے ۔ اور یہ موسم زیادہ ظالم ہے ، درخت برہنہ ہو رہے ہیں ۔"

"یار افضال" یونہی میں نے پوچھ لیا "یہاں نیم نہیں ہوتا ؟"

"کیوں نہیں ہوتا ، چلو میں تمھیں دکھاؤں ۔"

وہ مجھے اس [illegible] لے جا کر کھڑا کر دیا ۔ "یہ رہا تمھارا نیم ۔"

میں نے غور سے دیکھا "یار یہ تو بکائن ہے ۔"

[illegible]

ہوتا۔ میرا تو وہ بھی دوست ہے۔ نہ یہاں ہے، ڈھونڈنا پڑے گا۔"

"مگر ہماری طرف اسے ڈھونڈنا نہیں پڑتا تھا، وہ خالی دوپہروں میں اور ساون سے لدے دنوں میں وہ خود اپنا اعلان کرتا تھا۔"

افضال ہنس پڑا۔ ایک گھنے برگد کے نیچے جا کر میں نے قیام کا اعلان کیا "یہاں تھوڑا دم لو۔ یہ پاکستان کا سب سے ٹھنڈا گوشہ ہے۔"

"اچھا؟" میں ہنس پڑا۔

"ہاں" افضال نے سنجیدگی سے کہا "اصل میں میری آشنائی برگد سے زیادہ ہے۔ نیم بہر حال نیم ہے، اس کی شاخوں میں تو جھولا ہی ڈالا جا سکتا ہے۔ یا پھر اس کی چھاؤں میں بیٹھ بوڑھیاں چرخہ کات لیں۔ نروان تو برگد کی چھاؤں ہی میں ملتا ہے۔"

اس وقت برگد کے خلاف کچھ کہنا کفران نعمت ہوتا۔ اس کی چھاؤں گہری اور ٹھنڈی تھی۔ نیچے مٹی نرم تھی، گھاس، ہری ہری اور نرم نرم۔ میں نے جوتے اتار کر الگ رکھے، گریبان کے بٹن کھولے اور چت لیٹ کر آنکھیں موند لیں۔ مجھے اپنے گمشدہ شہر یاد آ رہے تھے۔ گمشدہ شہر، گمشدہ برگد، گمشدہ صورتیں۔ نیم کے موٹے ٹہنے میں پڑا ہوا جھولا، ... ، لمبے جھوٹے، نیم کی نمولی پکی، ساون کب کا آ گیا ہے ... سے ... گری ہوئی کچی لٹ۔ جھوٹے ... ساون کا گیت، ڈوبی ہوئی حلاوت کا ... دور کے شہر سے آتی ہوئی کوئل کی آواز۔

ہم کہ بیٹھے تھے میں نے دریافت ... کی ... کوئل کی آواز ہے سنی۔ اس دیار میں وہ میرا پہلے پہل کوئل کی آواز سننا :

از کجا می آید ایں آوازِ دوست

یہ واقعہ اس وقت رونما ہوا جب ہم شہر سے نکل کر کراچی کے مضافات میں آباد ہوئے۔ یہاں آس پاس کوئی متروکہ مکان نہیں تھا، اس لیے پڑوس پڑوس میں کوئی مہاجر گھرانا نظر نہیں آتا تھا۔ کھلی جگہ تھی۔ تھوڑے فاصلے پر درخت اچھی خاصی تعداد میں کھڑے نظر آ رہے تھے۔ کوئل کی آواز سے میں نے سمجھا کہ ان میں آم جامن کے پیڑ بھی ہوں گے۔

کوئل کی آواز ہی نے مجھے ... طرح چونکایا: "آئے ہے! کوئل بول رہی ... نہیں ... کال کوئل کی آواز ہے"

ہوئے [illegible] میں نے دیکھا کہ ان کی آنکھیں بھیگ گئی ہیں ۔

[illegible] اور میرے ابا کی شکستہ [illegible] کی گئی [illegible] کے بعد میں اس شہر میں [illegible] مگر [illegible] اس آواز نے [illegible] اثر کیا [illegible] سوئی ہوئی یادوں کو جگا دیا ۔ [illegible] ہوگئیں ۔

"اے شریفن بوا ! تم کب آئیں ؟" وہ [illegible] اٹھ کر [illegible] گلے ملیں ۔

"ہاں بی بی ! مجھے تو آئے ہوئے ایک مہینہ ہوگیا ۔ [illegible] تمہیں ڈھونڈ رہی ہوں ۔ میں [illegible] نگر والے گھر میں پہنچی ۔ منشی [illegible] حسن نے بتایا کہ مولانا تو یہاں سے چلے گئے ۔ [illegible] کے نظاروں ہی [illegible] : "بی بی میں [illegible] منشی [illegible] حسن [illegible] دیکھ کے [illegible] حیرانی [illegible] تم نے یہ کیا ڈیڑھ بالشت کا مکان الاٹ کرایا ہے ۔"

"[illegible] الاٹ کہاں کرایا ہے ۔ ہم تو کرائے کے مکان میں رہتے ہیں ۔"

"کرائے کے مکان میں ؟ [illegible] کروڑ [illegible] الاٹ کر [illegible] کوٹھی والے [illegible] مکان [illegible] تو بہت آپا دھاپی ہے ۔ لوگوں کے خون کیسے سفید ہوتے ہیں ، میں تو دیکھ کے حق دق رہ گئی" پھر دوبارہ میری طرف متوجہ ہوئیں : "[illegible] لائی ہیں : "[illegible] اور [illegible] تمہارے [illegible]

"ہاں یاد ہے ۔ اس بیماری سے تو بس معجزہ [illegible] تھا کہ بچ گیا ۔"

"بی اماں نے کم دعائیں نہیں مانگی تھیں ۔ ہر وقت جا نماز پہ بیٹھی رہتی تھیں ۔ تو بیٹے کیا کر رہے ہو ؟"

"شریفن بوا ! تمہارا ذاکر کالج میں پروفیسر ہوگیا ہے ۔"

"ماشاء اللہ ! خدا مبارک کرے ۔" پھر رک کے بولیں : "[illegible]

[illegible] مصیبت [illegible] کے [illegible] کو دیکھ کے تو میں دنگ رہ گئی۔ وہاں [illegible] ڈنڈے [illegible] تھا۔ وہ [illegible] آ کے تو دونوں ہاتھوں سے کما رہا ہے۔"

"[illegible] دونوں ہاتھوں ہی سے [illegible] رہے ہیں۔"

"بیٹے!" شریفن [illegible] سے مخاطب ہوئیں: "پاکستان میں تو لوگ بڑی بڑی نوکریاں کر رہے ہیں۔ تم لوہے [illegible] میں اپنی عمر کیوں گنوا رہے ہو؟"

امی نے اس معاملے میں شریفن [illegible] کی کسی حوصلہ افزائی نہیں کی۔ انہوں نے ذکر ہی دوسرا چھیڑ دیا۔ "شریفن [illegible] کا بھی تو کچھ حال سناؤ۔"

"وہاں کا حال [illegible] حال پوچھو [illegible] حویلی میں [illegible] آ گئے ہیں۔ [illegible] بالکل [illegible] ہو گئی ہے۔ [illegible] اس کی [illegible] ہے۔ [illegible] علی [illegible] بیٹھے ہیں۔"

"اب تو وہ بہت بوڑھے ہو گئے ہوں گے؟"

"[illegible] رہتے ہیں۔"

[illegible] اب [illegible] وقت [illegible] سارے [illegible] ٹوٹ [illegible] ہیں۔ اب تمہارا ہی [illegible] اتنا بڑا گھر۔"

"اچھا تو طاہرہ چلی گئی۔"

"[illegible] گیا۔ اب [illegible] رہے ہیں کہ تم بھی آ جاؤ۔"

"صابرہ کی بیٹی کہیں بات چل رہی ہے؟"

"پیغام تو کئی جگہ سے آئے تھے اور میں نے تو صابرہ بی کو کہا بھی تھا کہ دیکھو بی بی جو لڑکا سلیقے کا ہو اس کے [illegible] کے طرح ہو جائے۔ لڑکے اب یہاں رہ ہی کہاں گئے کہ اچھا بر دیکھا جائے۔ لڑکے تو سب پاکستان چلے گئے۔"

"پھر؟"

"بی بی! ہمارا کام تو سمجھانا تھا سو سمجھا دیا۔ باقی اپنا برا بھلا سبھی آپ ہی سمجھتا ہے۔" پھر دبے لفظوں میں بولیں: "سنا یہ ہے کہ صابرہ نے انکار کر دیا۔"

"صابرہ نے انکار کر دیا؟" امی تعجب سے بولیں: "وہ ایسی لڑکی تو نہیں تھی۔"

"کہتی ہے نوکری کروں گی۔ میں نے سنا تو ساتھا پیٹ لیا کہ نوابوں کے خاندان کی بیٹی اب دفتروں میں جا کے نوکری کرے گی!"

"اچھا!" امی کچھ چپ سی ہو گئیں۔

صابرہ کا ذکر میں نے کچھ سنا کچھ نہیں سنا [illegible] آ کر [illegible] ہو گئی وہی آواز نیچی ہوتے ہوتے سرگوشی کی شکل اختیار کر گئی تھی۔ پھر اسی وقت عرفان نے آ کر دروازہ کھٹکھٹایا۔

"کیوں، آج شیراز نہیں چلنا؟"

"کیوں نہیں چلنا۔ ہم چلتے ہیں۔" اور میں فوراً ہی عرفان کے ساتھ شیراز کے لیے چل پڑا۔

شیراز [illegible] یہاں بھی پیچھے رہ جائے [illegible] پیچھے کھسک [illegible] میں نہیں تھی [illegible] شہر کے [illegible] راستے [illegible] کیسے سڑکوں اور چوڑے [illegible] کے ساتھ [illegible] اور اس شہر کا [illegible] وہ [illegible] اسی [illegible] گری [illegible] کے [illegible] گری [illegible] عورتیں [illegible] مکینوں سے [illegible] مگر وہ کہ [illegible] نظر نہیں آئے

تھے۔ اب یوں لگتا تھا کہ وہ سدا سے یہاں بستے ہیں۔ بازاروں کے
ہنگامے اور دھارے اجڑ و مستقر گھل مل چکے تھے۔ دکانیں، دکاندار،
دکانوں میں سجا سامان و اسباب، آتے جاتے خریدار، اپنے گلے پھیرتے سیلانی
سب شہر کی گرد میں گھل کر ایک وحدت بن چکے تھے۔

میں نے اس شہر میں ایک آوارہ گرد کی حیثیت سے آغاز کیا اور شیراز
کو اپنا ٹھیا بنایا۔ یار مختلف راستوں اور مختلف جہانوں سے آئے اور اس
ڈیرے میں اکٹھے ہو لیے۔ کسی کے ساتھ یہ ہوا کہ پورا خاندان کسی
شروکہ بلڈنگ کے ایک کمرے میں یا ایک برآمدے میں ڈیرے ڈالے پڑا
تھا۔ وہ ہر ایک سے خفا ہو کر شہر کی وسعتوں میں بھٹکتا پھرا۔
بھٹکتے بھٹکتے کسی سبز گھڑی میں شیراز میں داخل ہوا اور بس یہیں کا
ہو رہا۔ کسی کے ساتھ یوں گزری کہ بڑا سا مکان الاٹ ہو گیا۔ وہ اس مکان
کی وسعت سے خائف ہو کر گھر سے نکلا، شہر میں آوارہ پھرتا پھرا۔ اسی
آوارگی میں شیراز کو دریافت کیا۔ کوئی تقسیم سے پہلے سے یہاں اپنے جدی
مکان میں [illegible] مگر [illegible] گھری [illegible] اس کی [illegible]
[illegible] وحشت ہوا اور وہ [illegible] سے گھبرا کر اس
ٹھیے پہ آ بیٹھا۔

ان دنوں [illegible] بہت [illegible] سے ٹھکانا نظر آتی تھی۔ ہم نے جانا کہ
ہم [illegible]۔ جیسے ہم [illegible] شیراز میں [illegible] زمانے
[illegible] تھے۔ جب [illegible] ہو چکے اور بے گھروں کو
گھر اور [illegible] شیراز کے نامی بے ٹھکانا
نظر آنے لگے۔ جیسے شہر میں اس ہم ہی جن کا کوئی گھر نہیں ہے۔
بس ابھی [illegible] یہ عالم گزر رہا تھا۔ [illegible] ایک بے قرار
روح [illegible] اور [illegible] سے شناسا ہوئے۔ عرفان کے لہجے میں زہر بھرا ہوا تھا۔ [illegible]
سلاست اور [illegible] سیلاب کے دھاروں سے آشنا بھی ہوئے
تھے۔ [illegible] وہ صرف [illegible] اور شیراز میں بیٹھ کر صرف ادب اور
آرٹ پر بحثیں کرتے تھے مگر [illegible] میں سب سے بڑھ کر
زوار نے پیدا کیا۔

زوار ہم میں سب سے کم عمر تھا مگر اس نے ہمارے بیچ عالم فاضل
بن کر اور بزرگانہ [illegible] کے آئی [illegible]

ی تھی۔ اس [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] اور [illegible]
[illegible]
[illegible] کے [illegible]
[illegible] نکل آتی۔ [illegible]
آتا تو ایڑیاں لہولہان ہوتیں۔

"یار تو کسی موچی سے جوتا کیوں نہیں ٹھکوا لیتا۔"

"نہیں۔"

"کیوں؟"

[illegible] آرٹ تو Suffering ہی سے پیدا ہوتا ہے۔"

[illegible] امتحان میں بیٹھا اور کامیاب ہو گیا۔

"زوار! اب کیا تم سی۔ ایس۔ پی افسر [illegible]"

"میں بھی۔ ایس۔ پی افسر! لاحول ولا قوۃ"

"[illegible]"

"آدمی کو اس تجربے سے بھی گزرنا چاہیے۔"

"اذیت کا نیا تجربہ۔" عرفان طنز بھری ہنسی ہنسا۔

[illegible] اور ہم خاموش [illegible] چل رہے تھے۔

"یارو کچھ پتہ ہے کہ اب کیا بجا ہے؟"

[illegible] نہیں لگی [illegible] دوں لڑے گا؟"

"میرا مطلب یہ۔" میں نے کہا: [illegible]

سونا بھی چاہیے۔"

"سرطلکہ سونے کے لیے جگہ ہو ... سے نکل گیا۔

[illegible] "عرفان تم ... کے عادی ہو گئے ہو۔ جاگنا میری مجبوری نہیں، میرا Choice ہے۔"

"... سی۔ ایس۔ پی کے امتحان میں بیٹھنا۔" عرفان نے ... بھری مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

زور کا ... ہو گیا۔ میں نے ... سلامت کی طرف ... کہا۔
"یار سلامت تیرا تو اچھا خاصا بڑا گھر ہے۔ تو ... کیوں خراب ہوتا ہے۔"

"وہ گھر میرا نہیں، کسی سیٹھ کا ہے۔"

"سیٹھ تو چلے گئے۔"

"کوئی فرق نہیں پڑا۔ اُن کی ... ہے۔"

[illegible]

"چلو پھر اُسی کو جگائیں۔"

[illegible]

"دوہو! اس وقت تم کیوں آئے ہو۔"

"سونے کے لیے۔" میں نے کہا۔

"مگر میرے پاس کوئی فالتو چارپائی نہیں ہے۔"

"ہم چارپائی کے زمانے سے پہلے کے لوگ ہیں۔"

"مگر میرے پاس کوئی فالتو دری بھی نہیں ہے۔"

"ننگا فرش تو ہے؟"

"ہاں وہ ہے، اگرچہ وہ بھی اب ادھڑنے لگا ہے۔"

[illegible] میں چٹائی بچھی ہوئی، اس پر کتابیں بکھری ہوئی۔"

سرہانے رکھی ضخیم کتاب کو میں نے اٹھایا [illegible] کیا ہے؟"

"یہ کلیاتِ نظیر ہے اور میرا تکیہ ہے۔"

"تم اتنی موٹی کتاب کے سرہانے رکھ کے سوتے ہو؟" زوار بولا

"بات یہ ہے کہ بیداری ہو یا خواب میں اسے سرہانے رکھ کے سوتا ہوں۔"

میں نے چھت پر دراڑ دیکھتے ہوئے [illegible] لگتا ہے سر میں جو بوجھ ہے "یہ کمرہ تو ذرا بہتر ہے۔ باقی تو سب ہی [illegible] افضال کا ٹھکانا دیکھ لیا۔

"یہی ایک کمرہ اچھا رہ گیا ہے۔ باقی پوری عمارت خراب ہو چکی ہے بلکہ [illegible]۔ جب میں یہاں [illegible] تو شاہ صاحب [illegible] نہیں اور مکان اچھے اچھے تھے [illegible] اب سب گر گئے ہیں اور مکان [illegible] ہیں۔"

"میرا خیال یہ ہے" سلامت بولا "مستقبل کا زیادہ محفوظ نہیں ہو سکتا۔"

"یہ عمارت اچھی خاصی بڑی ہے۔" افضال بتانے لگا "پوری عمارت [illegible] اور سامان سے بھری ہوئی۔ چوہوں نے [illegible] پر قبضہ کر لیا۔ میرے [illegible] کے [illegible] کی یہ ایک مورتی چھوڑ دی۔"

"افضال! انہوں نے تم پر احسان کیا" زوار بولا۔

"اچھا؟" افضال نے معصومانہ حیرت سے زوار کو دیکھا۔

"ورنہ کیا کرتے، جو اصلی چیز تھی وہ انہوں نے تمہارے لیے چھوڑ دی۔"

"بالکل ٹھیک کہتے ہو۔ میرا بھی یہی خیال تھا۔ [illegible] لوگ ہیں۔ انہوں نے اچھی چیز میرے لیے چھوڑ دی۔ اسی کی وجہ سے تو یہ کمرہ اجلا ہے ورنہ پوری عمارت میلی ہو چکی ہے۔"

"میں [illegible] رات [illegible] اٹھ پٹخ کر رہا تھا۔ افضال تو سو رہا تھا، تو بہت بور آدمی ہے۔"

"نہیں۔"

"پھر کیا کر رہا تھا۔"

"مورتی سے کلام کر رہا تھا۔"

"مگر ہم سونے آئے ہیں۔" اجمل بولا

"مت سوؤ۔"

"کیوں؟"

"سو کر اٹھو گے تو [illegible] تم [illegible] چکے ہو۔"

"تو ٹھیک کہتا ہے۔" دارا [illegible] پلنگ پر بیٹھ گیا تھا، اٹھ کھڑا ہوا "چلو یار۔"

اسمٰعیل کو ساتھ لیے ہم [illegible] سے نکل کھڑے ہوئے۔

"یار [illegible] رہے ہیں" [illegible] سڑک [illegible] کرتے ہوئے میں نے پوچھا۔

"پہلے بھی سوچ [illegible] کہاں اور کیوں۔ اصل بات یہ ہے کہ ہم چل رہے ہیں۔"

"چلو امپیریل چلتے ہیں!"

امپیریل، ہمارے [illegible] شہر میں [illegible] ہے۔ اسی [illegible] بلڈنگ سے [illegible] اور [illegible] بہت [illegible] کی [illegible] میں [illegible] آہستہ [illegible] اور [illegible] میں [illegible] رقص [illegible] رہے۔ [illegible] اس وقت [illegible] میں [illegible] اور [illegible] کے [illegible] کی آمد کا اعلان ہوتا۔ [illegible] اندھیرا [illegible] ایک [illegible] ڈولی کے ارد گرد روشنی ہوتی۔ مگر [illegible] ڈولی [illegible] خود [illegible] کے ساتھ اس اندھیرے میں ایک [illegible] ہوتی [illegible] گئی تھی [illegible] اس روشنی کے دائرے میں [illegible] کے سوا [illegible] کبھی کبھی [illegible] آتی سی۔ ایک صندلی [illegible] مگر کوئی ویٹر تیزی سے پیچھے پیچھے آ [illegible] اور صندلی کو کبھی اٹھا کر، کبھی بھگا کر لے جاتا۔

[illegible] کی [illegible] تھی، مستقل [illegible] کی کرسی کے [illegible] رہتی، جو اس میز سے [illegible] کرتی [illegible] کی [illegible] دوسری [illegible] کے [illegible] ملاقاتی [illegible] آتی۔ [illegible] اور [illegible] کسی [illegible] واپس [illegible]

اور وہ بعیر خود کسے واپس آ جاتی اور پھر میجر کی کرسی سے لگ کر اس کے پیچھے ٹک کر بیٹھ جاتی ۔ ڈولی اور ممی اس ناول کے دو مرکزی کردار تھے ۔

'شیراز' کی وہ شام میرے حافظے میں سب شاموں سے الگ محفوظ ہے جب 'شیراز' بھرا ہوا ہونے کے باوجود خاموش تھا اور بیچ میں ایک تختی ٹنگی تھی "براہ مہربانی سیاسی گفتگو سے پرہیز کیجیے" کل شام تک شیراز پُرشور تھا کہ ہر میز پر اور ہر ٹولی کے بیچ ایک ہی موضوع تھا، آنے والے انتخابات ۔ بحث کرنے والے کس زور شور سے سکندر مرزا کے زوال کی پیشگوئیاں کرتے تھے مگر آج وہ پوری بحث موقوف تھی ۔ یہاں بیٹھے ہوئے لوگ صرف چائے پی رہے تھے ۔ بیچ بیچ میں کوئی بات، مگر سرگوشی میں ۔

"یار چائے ٹھنڈی تھی" زوار نے پیالی کا آخری گھونٹ لیتے ہوئے بیزاری سے کہا ۔

"ہاں یار! مزہ نہیں آیا، اور منگائیں" یہ کہتے کہتے سلامت نے آواز دی "عبدل ۔"

چائے پھر آئی اور گرم آئی، مگر مزہ تو اب بھی نہیں آیا۔ اس مرتبہ عرفان نے [illegible] کا اعلان کیا "یار شیراز کی چائے کو کیا ہو گیا ۔"

رفتہ رفتہ سب دوستوں کو یہ احساس ستانے لگا کہ شیراز کی چائے کو کچھ ہو گیا ہے ۔ پھر اس احساس سے گزرے اور سوچنے لگے کہ شیراز کو کچھ ہو گیا ہے ۔

"یار شیراز ویران ہو گیا ۔"

"ہاں یار، پہلے یہاں کتنا ہنگامہ رہتا تھا ۔"

"لوگ کہاں چلے گئے ؟"

"سب لوگ ہماری طرح فالتو تو نہیں ہیں ۔"

سلامت نے زوار کو گھور کر دیکھا "کیا مطلب؟"

"مطلب یہ ہے" زوار بولا [illegible] ہیں ۔

[illegible]

[illegible]

[illegible] سے روار تو عصلی تیوروں سے دیکھتے "جو ہے وقت کو سمیٹیں
ہوئے رہ [illegible] جا سکتے۔ وقت ہم جیسوں ضائع ہوتا ہے۔"

[illegible] میں اب ہم شیراز میں آ تھوڑے بیٹھنے لگے تھے۔
[illegible] کی [illegible] کوشش تو بہت کی۔ سارتر قصہ [illegible] کو بھول کر ادب
[illegible] نئے ادب پر، کبھی تجریدی آرٹ پر، مگر جانے
[illegible] کرتے بھٹک اور [illegible] علاقے میں جا نکلے۔ بات
[illegible] ہوئے [illegible]۔ مگر تھوڑی ہی دیر میں کوئی [illegible]
[illegible] دیکھ کر ٹھٹکتے اور [illegible] ہو جاتے۔ [illegible] کی میز پر بیٹھے
ہوئے [illegible] دوسری طرف، کان ہماری طرف۔ لگتا کہ جیسے کان ہمارے
[illegible] کان ہمارے تصور میں اڑتے ہوئے چلے جاتے،
ہمارے ہونٹوں سے آ لگتے، ہم چپ ہو جاتے۔

[illegible] سے اکھڑ گئے، اور ایسے اکھڑے کہ [illegible] تر
ہو گئی۔ [illegible] رہ گئی کہ اب شیراز سے ہجرت کر کے امپیریل
میں جا [illegible]۔ مگر [illegible] بھی [illegible] آ [illegible]۔
[illegible] رئیسوں کے جوڑ جوڑے، نہ سالیوں اور بیٹوں
کی [illegible] کی چہک چہک۔ زیادہ [illegible] خالی پڑی رہتیں۔
[illegible]۔ کھلے صحن میں [illegible] کچھ اجنبیز [illegible]
[illegible] کرتے ہوئے۔ [illegible] کچھ جھکے ہوئے
[illegible] کی کرسی سے لگی آنکھیں [illegible]
[illegible] اور [illegible] سی آواز میں
[illegible] کرتی اور [illegible] بھی [illegible] آتی۔ [illegible] ٹھہر کر کیا کرتی۔ اب [illegible]
[illegible] ہوتا ہے۔ [illegible] کوئی زندہ دل [illegible] کر گیا۔ اس
کے ساتھ امپیریل کی رونق بھی رخصت ہو گئی۔

"کل سے میں نہیں آؤں گا۔"

"کیوں؟"

"[illegible] نوکری مل گئی ہے اور رات کی ڈیوٹی لگی ہے۔"

میں نے عرفان کو تعجب سے دیکھا "تم نوکری کرو گے؟"

"کرنی پڑے گی۔" اس نے ٹھنڈا سانس بھرا۔

[illegible]
اکیلا یہاں آ کے کیا کروں گا ــــ"

[illegible]
تیز ہو گیا تھا ۔

[illegible]
نہ آنے نے میری بے تابی میں اور اضافہ کر دیا ۔

[illegible]
آج آؤں گی ۔

[illegible]

"تسنیم" ! آخر میں نے زبان کھولی ۔

[illegible] میں اس نے [illegible] اٹھا کر [illegible] دیکھا [illegible] معلوم نہیں [illegible] [illegible] کیا ہے [illegible] کھو [illegible] جیسے میں ہوں ہی نہیں۔

[illegible] ہو۔ [illegible] [illegible] آہستہ سے کہا: "[illegible]" [illegible] اور [illegible] کی سی [illegible] سے کمرے سے نکل گئی۔ میں کھڑا کا کھڑا رہ گیا۔

پھر وہ نہیں آئی۔

[illegible] سے خالی [illegible] [illegible] کی طرف [illegible] [illegible]

"یہیں تھا، دوسرے کہاں ہیں؟"

"کوئی نہیں آتا جی۔ چائے لاؤں؟"

"لے آؤ۔"

[illegible] [illegible] اردگرد سب [illegible] اب بھی [illegible] [illegible] [illegible] ایسے [illegible] جیسے یہاں کبھی تھے ہی نہیں۔

[illegible] "[illegible] سب لوگ [illegible] [illegible] [illegible] تم [illegible] عرفان امپیریل میں بیٹھتے ہو۔"

"بیٹھتے تھے۔"

[illegible] وہاں بیٹھے [illegible] [illegible] لائن [illegible] [illegible] آجائے [illegible] [illegible] [illegible] ڈالی [illegible] ایک

مگر وہ عورت [illegible] رہی تھی - داد دینے والے بھی بہی آوازوں سے [illegible] [illegible] - [illegible] میں [illegible] گرد دیکھا [illegible] ساتھی [illegible] - میں نے تم دونوں کو ایک گالی دی اور باہر نکل آیا -"

[illegible] کچھ [illegible] امیدوں کا [illegible] رنگ [illegible] ایک شام وہاں جا نکلا تھا - یہ نقشہ دیکھ کر واپس ہو لیا -

"یار ! [illegible] کہاں [illegible] گئے ؟" [illegible] کہتے کہتے افضال [illegible] [illegible] بڑبڑایا "[illegible] لوگ ہیں ؟ پبلک کہاں گئی ؟"

"زوار تو سی - ایس - پی بن کر شہر سے چلا گیا -"

"اسے دفع کرو - دوسروں کی سناؤ -"

"[illegible] شاید امریکہ چلا جائے ، سکالرشپ کے لیے دوڑ دھوپ کر رہا ہے - [illegible] ہو [illegible] آئی - ایس میں پایا جاتا ہے - [illegible] جمہوریتوں میں کھپ گیا -"

"اور عرفان ؟"

"اُسے اخبار میں نوکری مل گئی -"

"چوہے !" افضال بڑبڑایا "تو کیا کر رہا ہے ؟"

"عشق -"

"[illegible]" افضال نے [illegible] مجھے [illegible] دیکھا "بس تو ایک اچھا آدمی ہے -"

"[illegible] وراثت اور سیاست [illegible] کچھ نہیں ہے -"

"[illegible] ٹھیک [illegible] مگر [illegible] عشق کرنے کے لیے آدمی [illegible] ہونا چاہیے -"

"یار ! تم تو طبیب ہو -"

"ہاں میں طبیب تو ہوں مگر یار میں مصروف بہت ہوں -"

"مصروف ؟"

"[illegible]"

وقت گزرا [illegible] کے لیے [illegible] ہے۔ تو کر، میں تیرے لیے دعا کروں گا۔"

"[illegible] چلی گئی۔ میں نے لمبا سا ٹھنڈا سانس لیا۔

[illegible] کے لہجے میں بولا : "کاکے ! دروازہ کھلا رکھ اور جاگتا رہ۔"

[illegible] کھوں گئی تھی۔ [illegible] دروازہ کھلا [illegible] انتظار کرتا [illegible] موسیقی [illegible] تم ! کب آئیں تم لندن سے ؟"

[illegible] آ [illegible] اس وقت تو [illegible] اس [illegible] اندر دروازہ ہی [illegible] جسم [illegible] ابھر آئے [illegible] کا [illegible] "ایسے لندن نے تو تمھاری کایا کلپ کر ڈالی ہے۔"

اس نے [illegible] کو داد کے [illegible] پر قبول [illegible] ہنسی، پھر بولی :
"بہت رات ہوگئی۔ یہ محفل کب ختم ہوگی ؟"

"ختم کا انتظار ضروری ہے ؟"

"کوئی ضروری نہیں ہے۔"

ہم [illegible] نکل آئے۔ میں نے گاڑی کا دروازہ کھولا [illegible] نے [illegible] دیکھا "ارے ! تم موٹر والے ہوگئے ہو۔ [illegible] میں ہی نہیں بدلی، تم بھی بدل گئے ہو۔"

"سیکنڈ ہینڈ ہے۔"

"سیکنڈ ہینڈ زیادہ رواں چلتی ہے۔" وہ کھکھلا کر ہنس پڑی۔

"کہیں چل کر چائے نہ پئیں۔"

"ضرور۔ [illegible] وہاں سے [illegible] امپیریل کیسا رہے گا۔ [illegible] دنوں میں ایک ہی جگہ پہل کی یاد آتی ہے۔ امپیریل۔"

"امپیریل بھی [illegible] مگر وہ دوسرے رنگ سے بدلا ہے۔ [illegible] تم اسے دیکھوگی تو تمہیں افسوس ہوگا۔"

"پھر تو مجھے ضرور چل کے دیکھنا چاہیے۔"

میں نے گاڑی امپیریل کی طرف موڑ دی۔

[illegible] امپیریل کا رنگ [illegible] [illegible] ایک آدمی [illegible] آنکھیں موندے پڑی تھی۔ [illegible] [illegible] کرسی سے [illegible] [illegible] گراں لے کر [illegible] [illegible] [illegible] بیٹھ کر آنکھیں موند لیں۔

[illegible] [illegible] عروج [illegible] اس وقت [illegible] کا یہ عالم ہو جائے گا؟"

[illegible] کہ اس عروج کو زوال بھی ہو سکتا ہے! اور جب زوال [illegible] تو اسے بیچ میں روکا نہیں جا سکتا۔ زوال اپنی انتہا تک [illegible]

[illegible] بات کر رہی تھی۔"

[illegible]

ہوتا ہے ۔"

ایلسہ نے مجھے معنی خیز انداز میں دیکھا "تم اس عرصے میں لگتا ہے [illegible] پورے دانشور بن چکے ہو ۔ چلو یہاں سے چلتے ہیں ۔"

گاڑی میں بیٹھ کر میں نے تجویز پیش کی ، "اس وقت لورین کھلا ہوگا ۔ وہاں چائے اچھی ملے گی ۔"

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے ۔"

[illegible] میں [illegible] کر وہ شرارت سے بولی : "تو میں اتنی جلدی بدل گئی ہوں ؟"

میں نے اس کے سر سے پیر تک اسے دیکھا اور مسرور ہوا "بالکل بدل گئی ہو ۔"

"مگر میں دیکھ رہی ہوں کہ تم بھی اچھے خاصے بدل گئے ہو ۔"

"کیسے ؟"

"ایسے کہ اب تم لڑکی سے باتیں کر سکتے ہو اور رات گئے ہوٹل میں اس کے ساتھ چائے پی سکتے ہو ۔" رکی ، بولی : "تم نے میرے بعد کوئی محبت کا تجربہ تو نہیں کر ڈالا ؟"

"کیا تو نہیں ، کرنا چاہتا ہوں ۔"

"جھوٹ مت بولو ۔ تمہارا behaviour بتا رہا ہے کہ تم نے یہ تجربہ کر ڈالا ہے ۔ ناکام رہے ہو یہ بھی لگ رہا ہے ۔ خیر وہ کوئی ایسی بات نہیں ۔ پہلے تجربے میں ایسا ہی ہوتا ہے ۔ دوسرا تجربہ کرو ، کامیابی تمہارے قدم چومے گی ۔"

"میں over age نہیں ہو گیا ہوں ؟"

"Nonsense ۔ آدمی جو حساس ہو تو عشق کا اصل پیریڈ چالیس کے بعد ہی [illegible] ہوتا ہے [illegible] کے کسٹی کے [illegible] ہوں ، اس پر تو [illegible] ۔"

[illegible]

"یہ فیشن یہاں کب پہنچے گا ؟"

[illegible]

"تمہارے ہی ساتھ شروع ہو جائے تو کیا مضائقہ ہے۔"

[illegible] اس نے مجھے [illegible] دیکھا [illegible] روانی سے [illegible] "تم میں [illegible]"

"بہرحال اس میں ہرج کیا ہے۔"

"[illegible] کون [illegible] لڑکی ہوں۔ [illegible] تمہارا معاملہ رضیہ سے کرا دیا جائے تو کیسا رہے؟"

"مجھے وہ لڑکی پسند نہیں۔"

"پھر کون پسند ہے؟"

"تم۔"

"[illegible]!" مسکرائی "تم میں [illegible] جرأت آ گئی ہے۔ [illegible] بات ہے۔"

[illegible]

"کیوں؟"

"[illegible]"

"[illegible] میرا جی چاہتا ہے۔" [illegible]

[illegible]

تم سے کیا کہا تھا؟"

[illegible]
اس کے شاداب ہونٹوں کی طرف بڑھنے لگے۔

قطعی لہجے میں کہا: "نہیں۔"

"کیوں؟"

"میں مشکل لڑکی ہوں۔ تم سیدھے آدمی ہو۔"

"میں اب سیدھا نہیں رہا ہوں۔"

"اچھا!" اس نے مجھے تیکھی نظروں سے دیکھا۔

"ہاں۔"

[illegible]

[illegible]
میں رکھتی ہوں۔"

[illegible]
نہیں چاہتا۔

مسکرا کر بولی: "اچھا، بائی بائی!"

"بائی بائی!" میں نے کہا اور گاڑی سٹارٹ کی۔

[illegible]
کی طرف چلا۔

[illegible]

جمیلہ نے بتا دیا کہ یہ اس کا کمرہ ہے ، اور باقی کمروں سے الگ تھلگ ہے ۔ اور یہ بھی تو بتایا تھا کہ میں رات گئے تک [illegible] ہوں اور [illegible] رہتی ہوں ۔ مگر اس وقت تو کمرہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا ۔ روشنی کی کوئی شعاع کسی دریچے ، کسی شیشے سے چھن کر نہیں آ رہی تھی ۔ میں نے بہت بے دلی سے گاڑی موڑی اور واپس چلا آیا ۔

"ارے !" میں چلتے چلتے ٹھٹکا ۔ امپیریل کی عمارت گرتی پڑتی سی ۔ ہموار سواری بالکل ڈھے گئی تھی ۔ [illegible] ڈال دی تھی ۔

کھڑا دیکھتا رہا ۔ جانا آگے تھا مگر پھر قدم آگے کی طرف اٹھنے کی بجائے وہیں سے پلٹ لیا ۔ پلٹتے پلٹتے نظر ایک [illegible] بڑی وہ [illegible] کے دور کے آس پاس اس جھٹپٹے میں [illegible] تھی ۔ اب وہ کتنی [illegible] اور دبلی ہو گئی تھی ۔

"چوہو ! تم پھر آ گئے ؟" افضال نے [illegible] حیران ہو ۔

"ہم گئے کہاں تھے ؟" سلامت اور اجمل اکٹھے بولے ۔

"سلامت !" افضال سلامت سے مخاطب ہوا : "[illegible] جو [illegible] سال رہا تھا ، اس کا کیا ہوا ؟ میں سمجھا [illegible] امریکہ پہنچ چکا ہوگا ؟"

"امریکہ ؟" سلامت نے حقارت بھرے لہجے میں کہا ۔ "[illegible] کہ [illegible] امریکن ہوں ۔ [illegible] کی offer ہوئی تھی مگر میں نے reject کردی ۔"

عرفان سلامت کو دیکھ کر خاموشی سے مسکرایا ۔

"چوہے ! تو کیوں ہنس رہا ہے ؟"

[illegible]

"میں ؟" اجمل نے نہایت سنجیدگی سے اعلان کیا : "ایوب [illegible] کے ساتھ reconcile نہیں کر سکتا تھا ۔ میں نکل آیا ۔"

"یا نکال دیا گیا ؟" افضال نے [illegible] معنی خیز نظروں سے عرفان

کو دیکھا ۔

"میں خاموش ہوں ۔" عرفان ایک خفیف سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا ۔

عرفان بھی تو پھر شیراز میں نظر آنے لگا تھا ۔ دن دن بھر اور رات رات بھر اخبار میں سر کھپانے کے بعد اسے کام کو نبٹانے اور دفتر سے نکل بھاگنے کے طریقے آ گئے تھے ۔

سب بار ایک ایک کر کے واپس آئے مگر گئے ہوئے دن واپس نہیں آئے ۔

(۵)

شہر اب ایک نئے نعرے کے سحر میں تھا۔ پرانے نعروں کی گرفت ڈھیلی پڑ چکی تھی۔ گرچہ انہیں ہوا دینے والے اشتہار اسی صورت لگے ہوئے تھے، اسی صورت میں سب گلیاں سب ابرام ترشاں دیوار دیوار رقم تھیں۔ کتنی دھوپ، کتنی بارش نے ان کا کچھ نہیں بگاڑا تھا۔ پھر بھی سب کا رنگ، سب کے لفظ ماند پڑ چکے تھے۔ اس نے دیواروں کو دیکھا اور تعجب کیا کہ نعرے کتنی جلدی باسی ہو جاتے ہیں۔ نیا نعرہ آندھی دھاندی آیا دیواروں، کاروں، بینک بورڈوں پر چھاتا چلا گیا۔ کرش انڈیا، کرش انڈیا۔ گھر گھر ایک ہی چرچا، محفل محفل ایک ہی گفتگو، جنگ، جنگ، جنگ۔ ایک ہی سوال کہ گھر باہر ہر جگہ اس کا تعاقب کر رہا تھا: جنگ ہوگی یا نہیں ہوگی۔

"مولانا صاحب! تمہارے کرامت کا خط آیا ہے۔ آج کل وہ ڈھاکہ میں لگا ہوا ہے۔"

"کیا لکھتا ہے، خیریت سے تو ہے نا؟"

"ویسے تو خیریت ہی سے ہے، مگر خط سے لگتا ہے کہ کچھ پریشان ہے۔"

"پریشان اس زمانے میں کون نہیں ہے۔"

"بات یہ تو ہے، حالات روز بروز خراب ہی ہوتے چلے جا رہے [illegible] صاحب [illegible] کہتے کہتے اس کی طرف مخاطب ہوئے "تمہارے ذاکر بھی؟"

"جی ہاں حالات کچھ اچھے نہیں ہیں۔"

"خبریں کیا ہیں؟"

"خبریں؟ کوئی خاص خبر تو ہے نہیں۔"

"مولانا صاحب! [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] نے پتر میرے گھر سے۔"

"[illegible] منہ میں دبا لی۔

"[illegible] [illegible] [illegible] جنگ ہوگی یا نہیں ہوگی۔"

"[illegible]

[illegible] دیا "مولانا صاحب! بیٹے کے سوال کا جواب دو۔"

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سکتی ہے۔"

[illegible] [illegible]

ذہن میں گونج گیا۔

[illegible] ٹھیک ہے۔" مولانا صاحب کا سر جھک گیا [illegible]

[illegible] اس [illegible]
وہاں سے سرک لیا۔

[illegible]
[illegible]

"تمھارا اپنا کیا خیال ہے؟"

"پتہ نہیں جی، پر لوگ کہہ رہے ہیں۔"

[illegible] نے جو کہ دکان کے متصل [illegible]
[illegible] اعلان کہ "[illegible]"

"کریم بخش! تو نے یہ کیسے جانا۔"

"میں فجر کی نماز پڑھتا ہوں، تو پڑھتا ہے؟"

"نہیں۔"

[illegible]
[illegible] اس وقت [illegible]
[illegible] آج کل تو [illegible] ستارہ نکلا ہوا ہے۔"

"یار سنا ہے پر مجھے یقین نہیں آیا۔"

"[illegible] آسمان کو دیکھیو [illegible]
جھاڑو کی طرح ہے۔"

"یار کہیں جھاڑو ہی نہ پھر جاوے۔"

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کا لحاظ رکھتے ہوئے وہ [illegible]
سے بات کرتا تھا۔

"[illegible] کو [illegible] دیکھا،
"کیا خیال ہے تمھارا! جنگ ہوگی یا نہیں ہوگی؟"

"[illegible] خیال کے تابع ہوتی۔" عروں کا [illegible]

سلامت کا چہرہ فوراً ہی [illegible] گیا "عروں! تمہارے [illegible] اور [illegible] ذاتی [illegible] ہو سکے ہیں۔ [illegible]

آج اس کوسٹ منٹ سے تم نہیں بچ سکتے۔"

"[illegible] سلامت تم نے [illegible] سکتا ہے [illegible]

شروع کرا سکتا ہے۔"

"[illegible] زنگ آلود [illegible]

[illegible] سلامت نے عروں کو [illegible] دیکھا اور [illegible]

ہو گیا "اور تم ڈاکر؟ تم کیا کہتے ہو۔"

"میں! میں کیا کہوں گا؟"

"تم جنگ کے حق میں ہو یا جنگ کے خلاف ہو۔"

[illegible] جنگ کے حق میں ہوں اور [illegible] کے خلاف ہوں۔"

[illegible] Confuse [illegible]

ہے۔"

[illegible] Concrete [illegible]

[illegible]

سلامت [illegible]

[illegible]

[illegible] ریشن نہیں ہوگا۔ جنگ ہوگی۔" یہ سلامت

[illegible]

[illegible]

[illegible] کے خلاف کوئی بڑی سازش کرتے ہوئے پکڑے گئے ہیں۔ سلامت [illegible] اطمینان بھری نظر ڈالی اور پھر شروع ہو گیا "جنگ ہو گی اور [illegible] کے سہارے کھڑے ہو اس کے [illegible] بڑی سی اخلاقی قدروں سے [illegible] رہے ہیں اور معاشرے میں [illegible] میں باقی بچوں گا، میں، انقلاب۔"

[illegible] اس وقت آکر خصوصی [illegible] لگا اور سلامت کو [illegible] جب تقریر ختم ہوئی [illegible] شیراز آنے کے لیے مجھے گیس ماسک پہننا پڑے گا۔"

[illegible] نظروں سے افضل کو دیکھا۔ ایک دفعہ [illegible] اور کہا "رجعت پسندو! سامراج کے پٹھوؤ! سرمایہ داروں کے بوٹ چاٹنے والو! تمہارے حساب کا وقت آ گیا ہے۔"

[illegible] نکالتا ہے۔"

[illegible] افضل کے انداز تخاطب نے [illegible] کہ یہ انداز تخاطب [illegible] ایک بڑی ضرب تھی۔ [illegible] عوام کے خلاف تمہاری سازش نہیں چلے گی۔"

[illegible] چلے گی" [illegible] اور نعرے لگاتے لگاتے شیراز سے نکل گئے۔

[illegible] اور یہ چوہا کتنا بولتا ہے۔"

"یہ انہی لوگوں کے بولنے کا زمانہ ہے۔" عرفان بولا۔

[illegible] اور [illegible] چپ ہو جائیں [illegible] اس کے

ساتھ بھی سو رہا تھا۔ ایسے ہی کوئی بھولا بسرا مکالمہ، کوئی ابا جی کا کہا ہوا فقرہ، کوئی بی اماں کی کہی ہوئی بات اچانک سے یاد آ جاتی اور پھر ہی بسر جاتی، جیسے سانپ گھاس میں سے سر نکالے اور فوراً ہی گھاس میں گم جائے۔

"کاکے! ایسے زمانوں میں ایسا ہی ہوتا ہے۔" افضال بولا "حلق طاقتور ہو جاتے ہیں اور ذہن کمزور پڑ جاتے ہیں۔ جب میں اس مکروہ آدمی کی آواز سنتا ہوں تو لگتا ہے کہ سکوٹر میں ٹرک کا ہارن لگ گیا ہے۔ جب اس کے سر پر نظر ڈالتا ہوں تو مجھے وہ شاہ دولہ کا چوہا نظر آتا ہے۔ میں نے کئی مرتبہ سوچا کہ اس کے سر کو چھو کے دیکھوں، مگر میری طبیعت گھبرا جاتی ہے جیسے کوئی گلگلی چیز چھو لی ہو۔ میں ہاتھ کھینچ لیتا ہوں۔" رکا، بڑبڑایا "چوہے! چپ ہو گیا۔" پھر سوچتے ہوئے ذری سی آواز میں بولا "یار! کبھی کبھی چلتے ہوئے مجھے ایسا لگتا ہے کہ میں اکیلا آدمی ہوں کہ چل رہا ہوں، باقی پہیوں پر دوڑ رہے ہیں۔ اور آواز سی آتی ہے جیسے کوئی کھڑا کتر رہا ہو۔" چپ ہو گیا۔ چپ بیٹھا رہا، گھڑی سوچ میں ڈوبا ہوا۔ پھر بولا "یارو اس کا کچھ کرو۔"

"افضال! آج تم نے زیادہ پی لی ہے۔"

"کاکے! جو کہتا ہوں اسے غور سے سن۔" افضال نے عروب کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔ پھر قریب سرک آیا اور دھیمی رازدارانہ آواز میں بولا "پاکستان ایک امانت ہے۔ تم دونوں میرے بازو بن جاؤ۔ میں اس امانت کو سنبھالتا ہوں۔ نہیں تو یہ دو ہے اس پاکستان کو کتر کتر کے اس کا برادہ بنا دیں گے۔"

سفید سر والا آدمی اپنی میز سے اٹھا، قریب آیا، بولا "افضال صاحب آپ سچ کہتے ہیں۔ پاکستان ایک امانت ہے۔"

افضال نے سفید سر والے کو گھور کے دیکھا "سفید سر والے آدمی! تو اس وقت واپس چلا جا۔ میں اس وقت ان دو طیب آدمیوں کو ہدایت پہنچا رہا ہوں۔"

"ٹھیک ہے، ٹھیک ہے" سفید سر والا آدمی واپس اپنی میز پر گیا اور اخبار پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔

[illegible]

[illegible] "چوہے! لگ رہا تھا کہ سب ابھی شراب کے مٹکے میں [illegible] باہر نکل گیا۔

[illegible]

"اچھے کب تھے؟"

[illegible] جا بیٹھا۔ پھر عبدل کو آواز دی، بل ادا کیا اور چلا گیا۔

"کہتا ہے میرے سر کے بال ہجرت میں سفید ہوئے ہیں۔" عرفان ہنسا۔

میں نے سنجیدگی سے عرفان کو دیکھا "ایک بات تو ہے۔ میں نے جب سے اسے دیکھا ہے تب سے یہ شخص ایسا ہی ہے۔"

[illegible] شخص کے بارے میں سنجیدہ ہونے کے لیے تیار نہیں تھا۔

[illegible] گیا جیسے اب نہیں مرے گا۔ ملا ہنوڑیا، مختصر سا آدمی کہ مجھی [illegible]

[illegible] ، چھوٹی ڈاڑھی ، ٹھگنا قد ۔ "بس جی مجھے تو گوالیاری [illegible] نے بچا لیا ۔"

"ملا ، وہ کیسے ؟"

"جیسے [illegible] سب [illegible] چھوڑ آئے ۔ بس ایک گوالیاری [illegible] اپنی [illegible] لیا ۔ سکھوں نے [illegible] میں نے کہا کہ اے ملاں آج تیرے [illegible] کی [illegible] بات ہے ۔ گوالیاری [illegible] میں [illegible] ایک دفعہ جو گھمایا تو سکھوں کی کلائیاں اتار دیں ۔ بس جی چھکے چھڑا دیے ۔"

[illegible] ، [illegible] میں [illegible] کا [illegible] ، سخت [illegible] [illegible] ، میں [illegible] آیا ہوں جہاں [illegible] صاف [illegible] ہے ۔ بس [illegible] کی [illegible] رہ گئی ۔ [illegible] میں بھی [illegible] ہے ۔ [illegible] اعظم ، [illegible] کی [illegible] رہ [illegible] بنوائے گا یا پان بیچے گا ۔"

[illegible] کا [illegible] صاحب [illegible] [illegible] کے ہیں ، [illegible] کے [illegible] کے ساتھ [illegible] ہے ۔ [illegible] اکیلا میں [illegible] سے آنکھیں [illegible] ملائے ۔ بس جی [illegible] میں [illegible] ہے ۔ وہ [illegible] کو [illegible] کا نواب بتاتا ہے ۔"

[illegible] کی [illegible] پر آنسو [illegible] ۔ [illegible] ہیں [illegible] ۔ [illegible] اور بکھر جاتے ہیں ۔ [illegible] سے [illegible] ہے ۔ [illegible] مگر [illegible] ملائی ؟ وہ کہاں کا [illegible] کسی سے [illegible] ، اپنے آپ میں گم اور ان [illegible] میں [illegible] سامنے [illegible] پر پڑی رہتیں ۔ [illegible] ملائی [illegible] ہیں ۔ [illegible] ہیں ۔ مولوی [illegible] میں [illegible] ہیں ۔ [illegible]

[illegible] کہاں [illegible] سے لوگ آئے تھے ۔ جیسے پتنگیں کٹ کر آتی

[illegible] کسی جوت پر گر لڑتی ہیں۔" جب سو اور عرفان [illegible] نکلے تو
"یار عرفان!"

"ہوں۔"

"بہت دن ہوگئے یہیں آئے۔"

عرفان نے اسے گھور کے دیکھا "پھر؟"

"پھر کچھ نہیں۔" رکا۔ بولا "تم نے اس سفید [illegible] آدمی کی بات تو ہنسی میں اڑا دیا۔ بہت دور تک لے گیا۔ مجھے [illegible] یاد آ گیا۔ پھر" رک کر بولا "اب تو ہمارے بھی بال [illegible] سفید ہو چکے ہیں۔" اور اس کی نظریں عرفان کی سفید کنپٹی پر جم گئیں۔

"مگر ہمارے بال ہجرت میں نہیں، پاکستان کی دھوپ میں سفید ہوئے ہیں۔"

"پاکستان کی دھوپ" وہ پھر جیسے خیالوں میں ڈوب گیا [illegible] اس شہر کی دھوپ میں کتنا چلے ہیں۔ گرمی کی دوپہروں میں [illegible] ہوا کرتی تھی اور ہمارے قدم چلتے تھے۔ [illegible] پیپل کا پیڑ ہوا کرتا تھا، کتنا گھنا تھا، وہ [illegible] میں اس کی چھاؤں۔ اب تو وہ پیڑ بھی نہیں ہے۔ [illegible]

عرفان نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ مگر [illegible] معروف ہو گیا جیسے وہ بھی پچھلے دنوں میں سفر کرنے [illegible]
"یار عرفان! میں سوچتا ہوں کہ وہ [illegible] اچھے تھے۔"

"ہاں وہ دن اچھے ہی تھے۔"

"وہ دن بھی اور وہ لوگ بھی۔"

"اور اب؟" عرفان نے اسے گھور کے دیکھا۔

"ہاں اور اب۔" آواز اتنی مری ہوئی کہ جیسے ڈھے گیا ہو۔

دیر تک چپ بیٹھے رہے [illegible] اپنے خیالوں میں گم [illegible] کی طرف [illegible] دیکھتا رہا جیسے [illegible] رہا ہو۔

"یار عرفان!"

عرفان نے اس کی طرف دیکھا ، مگر وہ چپ [illegible]

"کیا بات ہے۔"

[illegible]

عرفان نے اسے تیز نظروں سے دیکھا "تم پر بھی سلامت [illegible]

[illegible]

"سلامت کا نہیں ، یہ تمہارا اثر ہے۔"

"کیسے؟"

[illegible]

[illegible]

چپ سادھ لی ، وہ بھی چپ بیٹھا رہا۔

[illegible]

[illegible]

کھڑا ہوا۔

"جا رہے ہو؟"

"ڈیوٹی پر نہیں جانا ہے؟" اور فوراً ہی نکل گیا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نظر نہیں آ رہا تھا ، سلامت کی بلا آ کر گزر چکی تھی۔

[illegible]

اس کے پاس آ گیا۔

[illegible]

جیسے یہ راز کی بات صرف اسے معلوم ہے۔

[illegible] ہونے والا ہے۔"

[illegible]

[illegible]

والا ہے۔ مگر فوجوں کی موومنٹ اس وقت بہت ہے۔"

[illegible]
کر قدرے اطمینان کا سانس لیا۔

[illegible]

آج لوگ اتنے کم! وہ حیران ہوا۔ شام تو مال پہ بہت پُرہجوم ہوتی ہے۔ آج کیا ہوا؟ اور جب وہ یہ سوچ رہا تھا تو ا[illegible]ک دو چمکتی ہوئی [illegible]

آج کیسے چل رہے ہیں؟ وہ سامنے سے آتے ہوئے ایک شخص کے اٹھتے پڑتے قدم دیکھ کر حیران ہوا۔ اب اس کی نظریں لوگوں کے چہروں پر نہیں، قدموں پر تھیں۔ آس پاس چلتے ہوئے مختلف لوگوں کی ٹانگوں کو، ان کے اٹھتے ہوئے قدموں کو غور سے دیکھنے کی کوشش کرنے لگا۔ ہم سوچتے نہیں ورنہ آدمی اپنی دو ٹانگوں پر چلتا ہوا کتنا عجیب لگتا ہے یا شاید آج الگ رہا ہے۔ آدمی اپنی چال سے پہچانا جاتا ہے۔ ہر آدمی، ہر مخلوق۔ مگر یہ تو ایسے چل رہے ہیں جیسے اپنی پہچان کھو چکے ہوں۔ اور میں؟ کہیں میں بھی تو ایسے ہی نہیں چل رہا ہوں۔ نہیں، اس نے قطعی انداز میں دل ہی دل میں کہا اور پھر فوراً اپنی چال کا جائزہ لینے لگا۔ میں ایسے تو نہیں چلا کرتا تھا۔ وہ بڑبڑایا، پھر اس نے اپنی چال درست کرنے کی کوشش کی۔ قدموں کو احتیاط سے اٹھایا، احتیاط سے رکھا مگر جیسے اس کی چال بگڑتی چلی جا رہی ہو۔ آج میری چال کو کیا ہو گیا ہے؟ تامل کیا، پھر سوچا کہ آج سے پہلے کبھی اس نے اپنی چال پر غور بھی تو نہیں کیا تھا۔ ہم چلتے رہتے ہیں اور کبھی غور نہیں کرتے کہ کیسے چل رہے ہیں۔ نہ میں چل رہا ہوں۔ وہ ایک دم سے ٹھٹک گیا۔ پھر اپنی انسانی سی چال کو دیکھ کر اسے عجیب سا خیال آیا کہ وہ نہیں، اس کی جگہ کوئی اور چل رہا ہے۔ مگر کون؟ وہ مخمصے میں پڑ گیا۔ رفتہ رفتہ اس نے اپنے شک پہ قابو پا لیا۔ ناپ تول کر قدم اٹھائے، قدموں کی چاپ کو سنا۔ نہیں، میں ہی ہوں۔ میں یہاں اپنے شہر کے اس خستہ فٹ پاتھ پر، اور یہ میرے قدموں کی چاپ ہے۔ مگر جب وہ اس طرح اپنے آپ کو اطمینان دلا رہا تھا تو اسے لگا پھر کہ اس کے قدموں کی چاپ اس کے قدموں سے دور ہوتی جا رہی ہے۔ عجیب بات ہے۔ میں یہاں چل رہا ہوں اور میرے قدموں کی چاپ وہاں سے آ رہی ہے۔ کہاں سے ___؟ یا شاید میں یہاں ہوں اور چل کہیں اور رہا ہوں ___؟ کہاں ___؟ میں کہاں چل رہا ہوں؟ کس زمین پر قدم پڑ رہے ہیں؟ اس نے حیران ہو کر ارد گرد نظر ڈالی۔ سب سنسان، ویران۔ جیسے بستی خالی ہو گئی ہو، جیسے [illegible] کی ذرا خالی ہو جاتی ہے۔ سنسان و [illegible]۔ کوئی آہٹ، کوئی آواز، کسی قدم کی چاپ تک نہیں۔ بس چاروں طرف سے آتی ہوئی سناٹے کی آواز، جیسے بہت سے چوہے کچھ کتر رہے ہوں۔ دہشت زدہ، حیران، ایک کونے سے دوسرے کونے میں، دوسرے کونے

سے بھرے کوچے میں۔ ایک کوچے میں چلتے چلتے اس نے آگے رستہ بند پایا۔ اب کیا کیا جائے؟ حویلی کا پھاٹک بند تھا۔ اس نے بند پھاٹک پر دستک دی۔ "کوئی ہے؟" پکار پوری بستی میں گونج گئی۔ کوئی ہے، کوئی ہے۔ جیسے وہ ازل سے اس بند پھاٹک پر کھڑا ہو اور پکار رہا ہو۔ "کوئی ہے؟" اپنے دو پیروں پہ کھڑی ایک بلی نے دروازہ کھولا، اسے گھور کے دیکھا اور دروازہ بند کر لیا۔ تب صبر سے صبح ہو گئی۔ وہ زیبرا کراسنگ کو عبور کرنے لگا تھا کہ رک گیا۔ رکی ہوئی موٹریں، رکشائیں اور سکوٹر یوں اچانک سامنے سے گزرے جیسے دریا کا بند ٹوٹ گیا ہو۔

(۲۱)

یار ذاکر!

[illegible] سلام لو اور [illegible] میں خیریت سے ہوں [illegible]
[illegible]ری خیر و عافیت نیک مطلوب ہے۔

[illegible] کو [illegible] [illegible] گے [illegible] کی کس [illegible] [illegible] [illegible] یاد آ گئے ہو [illegible] ڈاک کے [illegible] سلسلے [illegible] [illegible] [illegible] ایک [illegible] [illegible] مل گئی ہے [illegible]
کام ہے مگر بورو کام نہیں۔

[illegible] کو [illegible] [illegible]

سن کر مجھے ٹوک لیں۔ میرے ان فقروں پر ٹھٹکنے کی ضرورت نہیں ہے۔ پہلے پوری بات سن لو۔

مجھے وقتاً فوقتاً نیوز روم میں بھی جانا پڑتا ہے۔ میری اس کی ملاقات وہیں ہوئی۔ اس سے پہلے میں نے آتے جاتے اسے دیکھا تھا۔ میرے علم میں یہ بات تھی کہ وہ یہاں اناؤنسر ہے۔ اس کا نام بھی کان میں پڑ چکا تھا۔ مگر پھر بھی اس کے بارے میں میں ایسا متجسس نہیں ہوا۔ سادگی شروع میں اسی سے سمجھ نہیں کہتی اور اداسی دھیرے دھیرے سحر لگتی ہے۔ وہ چپ چاپ آتی، ڈھاکہ کے متعلق خبریں معلوم کرتی اور چلی جاتی۔ خبریں تشویشناک ہوتیں مگر کیا مجال کہ اس کے چہرے سے کسی پریشانی کا اظہار ہو جائے۔ یہ میں نے اپنے قیافے سے جانا کہ یہ لڑکی ان خبروں پر اندر سے بہت پریشان ہے۔ میں نے اس سے ایک روز پوچھ لیا کہ "بی بی، ڈھاکہ میں آپ کے کوئی عزیز ہیں؟"

"جی ہاں، وہاں میری والدہ اور ہمشیرہ ہیں۔"

"خط وط آ رہے ہیں؟"

"آخری خط دو ہفتے پہلے آیا تھا۔ اس کے بعد سے میں دو خط بھیج چکی ہوں۔ تار بھی دیا، کوئی جواب نہیں آیا۔"

"مگر ریڈیو پر آنے والی خبروں سے آپ کو تو پتہ چلتا ہوگا۔"

"کم از کم شہر کی حالت کا اندازہ تو ہو سکتا ہے۔"

"تو پھر آپ میرے کمرے میں آئیں۔ میری میز پر ڈھاکہ کے سارے اخبار ہوتے ہیں۔"

اس کے بعد سے اس نے میرے کمرے میں آنا شروع کر دیا۔ پابندی سے روز آتی، ڈھاکہ کے سارے اخباروں کا مطالعہ کرتی اور چلی جاتی۔

"آپ کے بہن بھائی کہاں ہیں؟" ایک روز میں نے پوچھا۔

"کوئی کراچی میں ہے، کوئی لاہور میں، کوئی اسلام آباد میں۔"

"اور یہاں؟"

"یہاں تو اب کوئی نہیں ہے۔"

"یہاں صرف آپ ہیں؟"

"جی، میں ہندوستان میں اکیلی ہوں۔"

بھرے ہندوستان میں اکیلی رہ جانے والی ایک مسلمان لڑکی، مجھے یہ بات عجیب سی لگی۔ مجھے یہ پتہ ہے کہ یہاں سے پورے پورے خاندانوں نے ہجرت کی ہے اور پیچھے کوئی ایک فرد رہ گیا ہے۔ مگر وہ فرد بالعموم بوڑھا آدمی پایا گیا ہے۔ اکیلے رہ جانے والے ان بوڑھوں کو جائداد کے خیال نے نہیں روکا ہے، قبر کے خیال نے روکا ہے۔ جائداد کا کیا ہے، اس کا تو پاکستان میں جا کر کلیم داخل کیا جا سکتا ہے اور جعلی کلیم داخل کر کے ہر چھوٹی جائداد کے بدلے میں بڑی جائداد حاصل کی جا سکتی ہے۔ مگر قبر کا کوئی کلیم داخل نہیں کیا جا سکتا۔ ویاس پور میں وہ جو کوٹلہ والے حکیم جی تھے نا، ان کا پورا خاندان پاکستان چلا گیا۔ وہ اپنے ٹھئے پر بیٹھے رہے اور بیماروں کی نبضیں دیکھتے رہے۔ میں نے پوچھا:
"حکیم جی! آپ پاکستان نہیں گئے؟"

"نہیں لالہ۔"

"کارن؟"

"لالہ! کارن معلوم کرتے ہو؟ تم نے ہمارا قبرستان دیکھا ہے؟"

"نہیں۔"

"ذرا کبھی جا کے دیکھو۔ ایک سے ایک گھنا پیڑ ہے۔ پاکستان میں میری قبر کو ایسی چھاؤں کہاں ملے گی؟"

میں دل میں ہنسا۔ یار تم مسلمان لوگ خوب ہو۔ دین میں عرب کے صحراؤں کی طرف دیکھتے ہو مگر قبروں کے لیے تمہیں ہندوستان کی چھاؤں چاہیے۔ یوں پیچھے رہ جانے والے بوڑھوں کو دیکھ کر میں نے یہ جانا کہ مسلمانوں کی تہذیب میں قبر کتنی بڑی طاقت ہے۔ مگر کیا اس لڑکی کو بھی قبر کے جذبے نے باندھ رکھا ہے؟ اس خیال نے مجھے چکرا دیا۔ ایک روز میں نے اس سے پوچھ لیا: "آپ کا پورا پریوار پاکستان میں جا چکا ہے۔ آپ نہیں گئیں؟"

"جی میں نہیں گئی۔"

"کارن؟"

"کوئی ضروری تو نہیں کہ ہر بات کا کوئی کارن بھی ہو۔"

"کوئی ضروری تو نہیں، پر پھر بھی؟"

"[illegible] کہ میں پاکستان چلی بھی جاتی تو کیا فرق پڑتا۔ میں پاکستان میں بھی اکیلی ہوتی۔"

میں اس کی صورت تکنے لگا۔

"آپ رہنے والی کس نگر کی ہیں؟"

"روپ نگر کی۔"

[illegible] "میں چونک پڑا۔ "ارے آپ وہ [illegible] ہیں۔" [illegible] [illegible] گئی۔ مگر میں نے [illegible] [illegible] : "آپ [illegible] کی [illegible] ہیں؟"

[illegible] دیکھا۔ پھر [illegible] سے بولی: "اچھا تو آپ وہ سریندر صاحب ہیں۔"

[illegible] دوست کی [illegible] [illegible] ناراض ہو؟"

"کس بات پر؟"

[illegible] آدمی کو دوسرے [illegible] علاقے میں دیکھ بھال کر قدم رکھنا چاہیے۔"

[illegible]

[illegible] ایک روز میں نے پوچھا: [illegible]

شادی وادی کا کوئی پروگرام ہے؟"

"کوئی نہیں۔"

"کارن؟"

[illegible] غلط علاقے میں قدم رکھ دیا ہے۔"

"Sorry" میں نے معذرت کی۔

[illegible]" اسی پھیکی مسکراہٹ کے ساتھ اس نے کہا اور چپ ہو گئی۔

[illegible]

"جی نہیں۔" مختصر جواب آیا۔

"تو پھر یہیں عید مناؤ اور ہماری خاطر کرو۔"

"ضرور، چلیے ہمارے کمرے میں۔"

[illegible]

سمجھتے اپنی بستی ہیں ۔ اور لڑکیاں ؟ لڑکیاں تو مردوں سے بڑھ کر عید منانی ہیں ۔ میں نے چائے پیتے پیتے پوچھ لیا : "صادرہ ! تم روپ نگر نہیں گئیں ؟"

"روپ نگر ؟" اس نے تعجب سے مجھے دیکھا "وہ کس لیے ؟"

"آپ لوگوں کے یہاں رواج یہ ہے کہ لوگ عید پر پردیس میں نہیں ٹکتے ، گھر جا کر عید مناتے ہیں ۔"

"میں تفصیل آپ کو اپنی خاندانی صورتِ حال بتا چکی ہوں ۔ روپ نگر میں اب ہمارا کوئی نہیں ہے ۔"

میں چپ ہو گیا ۔ پھر یونہی چائے پیتے پیتے پوچھ لیا : "کیا دور کے عزیزوں میں بھی وہاں کوئی نہیں ہے ؟"

"دور کے عزیز بھی سب جا چکے ہیں ۔ روپ نگر خالی ہو چکا ہے ۔"

"کتنی عجیب بات ہے ۔" میں بڑبڑایا ۔

"آپ چائے اور پیجیے گا ؟" اس نے میری بات کاٹی اور میرے جواب کا انتظار کیے بغیر میری پیالی میں چائے بنانی شروع کر دی ۔ مگر میں نے چائے پیتے پیتے پھر ایک سوال جڑ دیا : "تم دلی آ کر کیا پھر کبھی روپ نگر نہیں گئیں ؟"

"نہیں ۔"

"عجیب بات ہے ۔ کتنے دن ہوگئے اس بات کو ؟"

"اب تو اس بات کو زمانہ بیت چکا ۔ fifties کے شروع میں دولہا بھائی کا ڈھاکہ سے خط آیا تھا کہ مجھے ملازمت مل گئی ہے ، آپ لوگ آ جائیں ۔ انھی دنوں مجھے آل انڈیا ریڈیو سے تقرری کا پروانہ ملا تھا ۔ میں نے دلی کا رخ کیا ۔ باجی اور امی نے ڈھاکہ کی راہ لی ۔ روپ نگر کی طرف سے کاغذوں کو سمیٹنے جانے والی یہ آخری قسط تھی ۔"

"اور تم نے ہندوستان میں ٹکنے کا فیصلہ کیا ؟"

"یہ بتانے کی ضرورت باقی رہ گئی تھی ؟"

اس عتاب پر مجھے چپ ہو جانا چاہیے تھا مگر میں نے اس کے شائستہ طنزیہ لہجے کو نظر انداز کیا اور کہا : "میرا مطلب یہ ہے کہ اگر تم پاکستان چلی گئی ہوتیں تو ـــــ"

میں دوڑ رہا اور میں نے سوچا لمحے میں پورا میری بات کہی "تم
ہو نہ ہوتا؟" اور اس نے مجھے بس دیکھا کہ مجھے اپنی بات پوری کرنے
کا موقع ہی نہیں ملا۔ تم سمجھ سکتے ہو کہ میں کیا کہنا چاہتا تھا۔"

یہ کتنی عجیب بات ہے کہ وہی ایک بستی اپنے لوگ بستی کے
کہ ہجرت کر گیا ہے، مجھے پتہ نہیں کہ بامعنی ہو گئی کہ وہ اسے خواب
میں دیکھتا ہے۔ اور دوسرے کے لئے اس کے سارے معنی جاتے رہے کہ
وہ اسی دیس میں ہے مگر کبھی اس کے یہاں اس بستی کو دوبارہ پہنچنے
کی آرزو پیدا نہیں ہوتی۔ ہجرت نے روپ نگر کو کتنا بامعنی بنا دیا ہے۔
اور بسانے کو ہندوستان میں ٹکے رہنے کی کتنی سزا ملی ہے کہ روپ نگر
اس کے لئے بے معنی ہو گیا ہے۔ میں سوچتا ہوں کہ میری بستی میں
وہی بات صادق کی ہے۔ اور کبھی کبھی مجھے خیال آتا ہے کہ مسافر
ساجن میں میں نے کسی رشی منی کا اپمان کیا تھا اور اس نے مجھے
سراپ دیا تھا کہ پتر تیری جنم بھومی تجھے درشن دینا بند کر دے گی۔
میری جنم بھومی کی نگری اب مجھے درشن نہیں دیتی۔ میں جب بھی وہاں
جانے ہوئے لگتا ہے کہ نگری پوچھ رہی ہے کہ دوسرا کہاں ہے؟ جب
مجھے اس سوال کا جواب نہیں پڑتا تو وہ مجھ پر اپنے دوار بند کر لیتی ہے۔
وہ بھی ایک چاہت ہوا کرتی تھی کہ کوئی چوہٹی اے اور دوڑ کر وہیں پہ
پہنچ جائیں یہ چاہت اب بالکل مٹ چکی ہے۔ بہت دنوں کے بعد میں پچھلے
اساڑھ میں وہاں گیا تھا۔ یہ اساڑھ کے شروع کے دن تھے۔ برسات ابھی
دور تھی اور دوپہریں اپنے عروج پر تھیں۔ ایک کھڑی دوپہر میں میری
اور کی کی سوئی ہوئی رگ پھڑکی اور میں نکل کھڑا ہوا۔ ایک گلی سے دوسری
گلی میں، دوسری گلی سے تیسری گلی میں۔ بار بار گلی نے مجھ سے یہ
پوچھا کہ دوسرا کہاں ہے؟ میں محسوس کر رہا تھا کہ ان گلیوں سے
میں کوئی ناتا نہیں رہا، جیسے سب ناتے مجھ سے خفا ہیں۔ ہم ہمیشہ اور
کس سے شکی کرتے۔ وہ ڈیوڑھی تو بہت ہی ویران نظر آئی۔ ہم ہمیشہ کی طرح
اپنے گھر کے کھیلے بستے اور ڈھکے اس کے ساتھ ڈیوڑھی میں اکیلی سکھی
چھوڑ جاتے رہی تھی۔ میں ان گلیوں سے نکلا اور اپنے سکول کی راہ پر پڑا۔
چھٹیوں کے دن تھے، سکول بند پڑا تھا۔ خالی برآمدوں سے گزر کر فصیل
کی طرف چلا۔ یکایک میری نظر برہما کے استھان والے آم کے پیڑ

[illegible]

تو میں اداس ہو گیا۔

[illegible]

جائیں۔ فقط

سربلند

" [illegible] " [illegible]

پڑھا اور سوچ میں ڈوب گیا۔

مجھے خط لکھنا چاہیے، دیر تک سوچ میں ڈوبے رہنے کے بعد وہ مڑ گیا۔ خط [illegible] اب اتنے زمانے کے بعد [illegible] اتنے زمانے کے بعد اسے خط لکھنے کی کوئی تک نظر نہیں آ رہی تھی۔ کہاں سے [illegible] میں نے [illegible] آ کر اسے خط ہی نہیں لکھا۔ پھر وہ رفتہ رفتہ [illegible] سے اتر گئی۔ اور اسے دیکھو کہ اس نے بھی کروٹ نہیں لی۔ [illegible] جیسے وہ ہے ہی نہیں یا جیسے میں نہیں ہوں۔ اور اب [illegible] کھلا کہ وہ [illegible] ہے اور میں بھی ہوں۔ پہلے وہ میری یاد میں زندہ ہوئی۔ اور اب [illegible] گم شدہ دوست ظاہر ہوا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ وہ میری یاد سے الگ [illegible] طور موجود ہے [illegible] یاد کے ساتھ جس میں [illegible] زندہ ہوں۔ وہ [illegible] میں اس کی یاد میں زندہ ہوں؟ [illegible] واقعی [illegible]؟ اگر نہیں تو وہ اداس کیوں ہے اور کڑھ کیوں رہی ہے۔ میں اس کی [illegible] اور [illegible] میں [illegible] ہوں۔ اس نے یہ سب کچھ سوچا ہے جیسے یہ کوئی حیرت بھری [illegible] ہو۔ اور اچانک اس کے اندر [illegible] اٹھی، مجھے [illegible] چاہیے اور اس سے ملنا چاہیے اور دفعتاً اس کے [illegible] کی کسی گہری تہ میں سے [illegible] تصویر ابھری۔ [illegible] کے [illegible] آدمی جس کے [illegible] میں [illegible] بھی [illegible] خوش حال [illegible] اگر [illegible] مر گیا [illegible] "نہیں وہ زندہ ہے۔" [illegible] "نہیں، [illegible] مر گیا۔" [illegible] رو رہی تھی [illegible] "[illegible] میں نے [illegible] رکھا ہے۔" [illegible] "نہیں [illegible] مر گیا ہے۔" وہ رو [illegible] ہی [illegible] چاہیے، اور [illegible] کرنا ہے کہ میں [illegible]

"بیٹے کہاں سے خط آیا ہے؟" امی نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے پوچھا۔

"ہندوستان سے۔"

"ہندوستان [illegible] سے خط آ رہے ہیں۔ بس ایک [illegible] ہی [illegible] [illegible] میں [illegible] [illegible] ہندوستان سے [illegible] آیا ہے۔"

"[illegible]"

"[illegible]"

"امی آپ کو سریندر یاد نہیں ہے، وہ جو میرا دوست تھا۔"

"اچھا [illegible]۔ آپ نے اس [illegible] سارے [illegible] کن دنوں میں [illegible] ہے۔"

"امی" میں نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا "روپ نگر میں اب آپ کا کوئی نہیں ہے؟"

امی نے [illegible] دیکھا "بیٹے [illegible] بعد تمہیں یہ پوچھنے کی [illegible] آئی [illegible] وہاں اب کون بیٹھا ہے۔ ہم تو [illegible] آگئے تھے۔ بتول رہ گئی تھی، [illegible] وہ بھی بیٹی کے ساتھ ڈھاکہ چلی گئی۔"

"مگر صابرہ ——؟"

"[illegible] میرے سامنے مت لے" امی نے غصے سے کہا۔

"کیوں؟" وہ امی کا منہ تکنے لگا۔

"وہ [illegible] بہت ہی [illegible] لڑکی نکلی" امی نے [illegible] کہا "[illegible] میں [illegible] ہوں کہ [illegible] خاندان [illegible] وہ وہیں [illegible] کا [illegible] بھی [illegible] وہاں [illegible] ہے اور کوئی کیا [illegible] وہاں رہی ہوتی تو حویلی کا کچھ خیال رکھتی۔ [illegible] میں نے [illegible] خط لکھا کہ بیٹی محرم کے [illegible] کے لیے [illegible] چراغ جلا [illegible] کریں، مگر [illegible] خدا کی [illegible] آکر کو شرم تھی وہاں آکے بیٹھ [illegible] ورنہ وہ [illegible] دلی [illegible] کی [illegible] ہوتی یہاں سے کون حصہ بٹانے جا رہا تھا۔"

"امی ہم وہاں جائیں تو ٹھہریں گے کہاں؟"

"[illegible] وہاں اب ہم کیوں جانے لگے۔ وہاں ہمارا کون بیٹھا ہے۔"

"[illegible] لگ رہا ہے۔" [illegible] امی جیسے لاجواب ہوگئی ہوں، بالکل چپ ہوگئیں۔

[illegible] خیال آ گیا [illegible] لگیں "[illegible] ہم [illegible]

[illegible] میں دل سے کہہ رہی ہوں کہ [illegible] کچھ نہ کچھ بالکل [illegible] ہو گئی ہے۔ بھلا بیٹھے بٹھائے گھبرا اور کسی ایک کمرے میں [illegible] نہیں ہے۔ اس چپ ہو گئیں، پھر بڑبڑائیں "[illegible] اس کی کیا [illegible] ہے۔ تیرے باپ سے پوچھوں گی کہ کیسا خواب ہے۔"

اسی چپ ہو گئیں اور [illegible] میں ڈوب گئیں۔ ان کے ساتھ ساتھ وہ بھی کسی دور کے [illegible] میں کھو گیا۔ [illegible] زمانے بعد [illegible] چھوٹی ڈھیلی کی [illegible] میں [illegible] رہے تھے۔ پھر انھیں [illegible] سے [illegible] گئی تھی۔ [illegible] وہ یہاں کہاں سے۔ روپ نگر کے بیچ کی حویلی میں بھٹک رہے تھے۔

[illegible] اس [illegible] کہاں سے آن درآمد ہوئے۔ ماں بیٹے کو [illegible] دیکھ کر کسی قدر حیران ہوئے۔

"ذاکر! کیوں کیا ہوا؟"

"کچھ نہیں ابا جان۔" آہستہ سے کہا اور چپ ہو گیا۔

پھر انھوں نے بیوی کی طرف دیکھا "بات کیا ہے؟"

[illegible] چھوٹی باتوں [illegible] کے ساتھ وہ روپ نگر کے [illegible] سے [illegible] گھر کے [illegible] اور [illegible] وہ پھر گم ہو گئے [illegible] بولیں "اجی، میں نے کہا کہ کوٹھری کے بارے کی [illegible]"

"کوٹھری؟ کون سی کوٹھری؟"

"[illegible] بھول گئے۔ [illegible] میں کوٹھری [illegible]"

"اچھا حویلی کی کوٹھری" ابا جان چپ ہوئے، پھر بولے "ذاکر کی ماں، پچیس برس گزر چکے ہیں۔"

"اجی میں نے کوٹھری کی بابت پوچھا ہے [illegible] کا حساب نہیں پوچھا۔"

"ہم نے کوٹھری کی [illegible] تمھیں یہ بتا دوں کہ کتنا زمانہ گزر چکا ہے۔"

"اجی زمانے کا کیا ہے وہ تو گزرتا ہی رہتا ہے مگر [illegible]"

کیوں کہ تو غضب ہو جاوے گا۔ پوری کی پوری جلدی پشتی [illegible] اسی میں بند ہیں۔ میرا سارا جہیز کا سامان اسی میں ہے۔ اور اللہ رکھے جب دادا [illegible] ہو [illegible] دادا نے بوڑھا ہونے کی خوشی میں جلدی کی رکابیوں میں [illegible] اس وقت کی [illegible] رکابیں بھی [illegible] کربلائے معلی سے [illegible] وہ بھی وہیں [illegible] ٹرنک میں رکھا ہے جس میں [illegible] والی جا نماز اور [illegible] رکھی ہے اور بڑی اماں کی پٹاری اور رحل رکھی ہے۔

"کفن؟" اس نے تعجب سے امی کو دیکھا۔

"ہاں بیٹے کفن۔ جب تیرے دادا کربلا کی زیارت سے آئے تھے تو [illegible] کے [illegible] ہوئے اور امام کے روضے سے مس کیے ہوئے [illegible] لائے ہیں۔ [illegible] میں [illegible] ہوئے۔ ارے جب ہی [illegible] کی [illegible] مشک کی سی خوشبو آ رہی تھی۔"

"[illegible] اس [illegible] کی بات کر رہی ہو، میں تو یہ جانتا ہوں کہ جب ہی میں نے [illegible] کے [illegible] محسوس ہوا کہ قسم سے خوشبو نکل رہی ہے۔ عجیب ہی طرح کی خوشبو [illegible] تھی۔" [illegible] "[illegible] بہتر [illegible] کہ وہ سب قبریں کس حال میں ہیں۔"

"میں [illegible] وہ تو میں نے [illegible] دیا، [illegible] کے [illegible] اسی وقت [illegible] جلدی [illegible] میں [illegible] اور میں نے [illegible] ایک نمبر [illegible] آؤں اور [illegible] ایک [illegible]۔ ارے میں ایک [illegible] کھول کے [illegible] کو کم سے کم [illegible] لگا آئی۔ [illegible] ہو گیا کہ [illegible] دیمک نہ لگ گئی ہو، اس گھر میں دیمک بہت تھی۔"

[illegible] چاہیے پیشتر اس سے کہ دیمک سب کچھ چاٹ جائے۔ اس نے دل ہی دل میں سوچا۔ پھر اس کے ذہن میں سوال اٹھا کہ آخر وہ

کے ساتھ سوچتا ہوں کہ دیمک کہیں لگ جاتی ہے۔ وقت اور دیمک کا آپس میں کیا تعلق ہے؟ وقت دیمک ہے یا دیمک وقت ہے؟

"[illegible] کی ماں! تمہیں یاد ہے کہ اس وقت [illegible] [illegible] رہ [illegible] میں [illegible] خود [illegible] کہ چلنے سے پہلے [illegible] مگر [illegible] ایک [illegible] لگا [illegible] [illegible] کی قبروں پر [illegible] [illegible] [illegible] جان [illegible] پھر [illegible] "اور [illegible] [illegible] [illegible] آپ" [illegible] [illegible] [illegible] بہت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] آپ [illegible] [illegible] کی [illegible] طے [illegible] ہیں۔ [illegible] [illegible] رحمت [illegible] [illegible] کی [illegible] تمہیں [illegible] کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] قبر میں [illegible] نہیں۔ مگر [illegible] کوئی [illegible] نہیں ہے [illegible] انتظام تمہیں کرنا ہے۔"

[illegible] کی تہذیب میں قبر کتنی بڑی طاقت ہے۔ اسے [illegible] کے خط کا فقرہ یاد آ گیا۔

"ارے مجھے تو یہی فکر کھائے جا رہی ہے کہ ہمارا مرنا کیسے ہوگا" [illegible] سی فکر [illegible] لہجے میں بولی "زندگی تو جیسے تیسے گزر گئی، مگر مرنے پر تو سو انتظام کرنے ہوتے ہیں۔"

تو گویا موت زندگی سے زیادہ اہتمام چاہتی ہے۔ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

دروازے پر دفعتاً دستک ہوئی۔

"کون؟"

"میں عرفان۔"

"آیا۔" وہ اُٹھ کر دروازے کی طرف چلا۔

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] نکل گئیں، [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] آنے کا انتظار کیا۔ اس کے داخل ہوتے ہی سوال جڑ دیا۔ "میاں! کوئی [illegible]"

"جی کوئی خاص خبر تو ہے نہیں"

"[illegible] کیسے اخبار [illegible]" [illegible] کر [illegible] "مگر [illegible] [illegible] [illegible]، آج کل [illegible] کا حال ہی ایسا ہے۔ آئے [illegible] کی [illegible] [illegible] نہیں، [illegible] [illegible] ہیں، [illegible] الله [illegible] [illegible] [illegible]

مجھے اچھے نظر نہیں آ رہے۔" یہ کہتے کہتے اُٹھے اور اندر چلے گئے۔

"بھرا میں تیرا انتظار کرتا رہا، بہت دیر تک رہی، شیراز تو آج بالکل خالی پڑا تھا۔"

"اچھا؟ کوئی نہیں آیا؟"

"بس وہی [illegible] والا آدمی۔ آج اس نے مجھے اکیلا پا کے دبوچ لیا۔ بہت بور کیا۔" رکا، پھر بولا "یار مجھے یہ آدمی بہت مشکوک نظر آتا ہے۔"

"یہ بات تم پہلے بھی کہہ چکے ہو۔"

"مگر آج مجھے یقین ہو گیا ہے۔"

"کیسے؟"

"یار جو شخص قومی نوعیت کا مشورہ کرے اس کے بارے میں مجھے خواہ مخواہ شک ہونے لگتا ہے۔"

"چھوڑ یار اس قصے کو۔ تجھے ایک خبر سناؤں۔"

"اچھا؟ سنا۔"

"[illegible]"

"کہاں سے؟"

"ہندوستان سے۔"

"ہندوستان [illegible] گھبراہٹ سے [illegible] پر ایک شک بھری نظروں [illegible]"

"نہیں، اپنے پرانے دوست سریندر کی۔"

"[illegible]" عرفان نے طنز بھرے لہجے میں کہا [illegible] بھی شک ہونے لگتا ہے۔"

"[illegible] میں اکثر شک کیا ہے۔ مگر خیر [illegible] [illegible]۔" میں نے خط عرفان کے حوالے کیا۔

[illegible]

[illegible] ناسٹولجیا زدہ تخیل کا فتور ہے۔ مگر وہ جو سچ ہے [illegible] "[illegible]
ہے۔ [illegible] کس موسم میں آ کر بکا ہے۔

اس نے [illegible] کے سوال کو [illegible]
جانا چاہتا ہوں۔"

"کیا کہا؟ جانا چاہتے ہو۔"

"ہاں [illegible] کہ ایک [illegible] اس سے
پہلے کہ ــــ" وہ کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

"[illegible]"

"ہاں وقت بہت گزر چکا ہے [illegible]"
سوچ میں پڑ گیا۔

امی نے [illegible] میں [illegible]
رہا ہے۔"

"شور؟ کیسا شور؟"

"کہہ رہے ہیں کہ جنگ شروع ہو گئی۔"

"کیا؟ جنگ شروع ہو گئی؟" دونوں [illegible]
اور تیزی سے باہر نکلے۔

[illegible]
[illegible] سے گلی میں داخل ہوئی۔ ذاکر آگے بڑھا "کیا بات ہے بھئی"

"جنگ شروع ہو گئی۔"

"کون کہتا ہے۔"

[illegible]

دوسری گلی میں مڑ گئی ۔

وہ دونوں تھوڑی دیر تک چپ کھڑے رہے ۔ پھر وہ اپنے گھر کی ڈیوڑھی پر بیٹھتے ہوئے بولا "یار جنگ تو واقعی شروع ہو گئی ۔"

"ہوں" عرفان سوچتے ہوئے بولا اور اس کے برابر بیٹھ گیا ۔

دونوں دیر تک اس گرد آلود ڈیوڑھی پر بیٹھے رہے ۔ اندھیری گلی میں دو ساکت سائے ۔

اچانک سائرن بجنا شروع ہوگیا اور اس کے ساتھ قریب و دور سے سیٹیوں کی تیز آوازیں آنی شروع ہوگئیں ۔ سیٹیوں کی آوازیں اور بھاگتے دوڑتے قدموں کی چاپ ۔

"اندر نہ چلے چلیں ؟" اس نے آہستہ سے کہا ۔

"اندر بہت محفوظ ہے ؟" عرفان نے ناخوشگوار سے لہجے میں پوچھا ۔

"نہیں ۔"

"تو پھر ؟"

سائرن کی آواز رفتہ رفتہ معدوم ہوگئی ۔ بھاگتے دوڑتے قدموں کی چاپ ، سیٹیوں کی آواز ، لوگوں کی چیخ و پکار ، 'لائٹ آف کرو' کی غصیلی ہدایات رفتہ رفتہ سب آوازیں خاموش ہو گئیں ، فضا میں سناٹا چھا گیا ۔ کان سناٹے میں کسی بڑی آواز ، کسی دھماکے کے منتظر تھے ۔ دیر تک منتظر رہے ، کوئی بڑی آواز ، کوئی دھماکہ سنائی نہیں دیا ۔

"یار"

"ہوں"

"پھر میں سوچ رہا ہوں کہ صابرہ ـــــ"

"تو تم صابرہ کے متعلق سوچ رہے ہو ؟"

"ہاں"

"اس وقت ؟"

"ہاں اس وقت ۔"

دور سے آتی ہوئی ایک کھوں کھوں کی مدھم آواز نے انہیں خاموش کر دیا ۔ وہ پھر گوش برآواز ہوگئے ۔

"یہ ہندوستان کے جہاز ہیں؟"

"ہاں ہندوستان کے، جہاں سے آج تمہیں محبت نامہ موصول ہوا ہے۔"

"مگر یار میں کچھ اور سوچ رہا تھا۔"

"کیا؟"

"یہ کہ اب صابرہ ڈھاکہ کو بھول کر اس شہر کی حسرت معلوم کرتی پھرے گی۔"

"سو" عرفان نے تشویش بھرے لہجے سے سرگوشی میں کہا اور دونوں پھر گوش برآواز ہو گئے۔ دھماکے کی مدھم آواز، جیسے دور پرے کسی مخفی بستی میں گولہ گرا ہو۔ اور پھر اتھاہ خاموشی، ایک خوف بھرا سناٹا۔ پورا شہر جیسے سانس روک کے ساکت ہو گیا تھا۔

(۷)

موٹریں، ٹیکسیاں، رکشائیں، تانگے سب سواریاں عجلت میں تھیں کہ ایک دوسرے پر چڑھی جا رہی تھیں۔ اسے سڑک عبور کرنا دشوار نظر آ رہا تھا۔ سواریوں کو دیکھا۔ دفعتاً ایک کار جس کی اس کی پشت پر Crush India لکھا ہوا ہے، سواریوں سے بھری، سامان سے لدی فراٹے کے ساتھ اس کے برابر سے گزری چلی گئی۔ کار کی پشت پر لکھا ہوا نعرہ دو سیکنڈ تک اس کی نظروں کے سامنے آیا اور پھر اڑتی گرد میں معدوم ہو گیا۔ کار بہت تیزی میں تھی کہ سڑک سے اتر کر کچے میں آئی اور گرد اڑاتی ہوئی چلی گئی۔

اس نے گزرتے ٹریفک کا اب تفصیل سے جائزہ لیا۔ کاریں اور ٹیکسیاں ایک ہی سمت دوڑی چلی جا رہی تھیں۔ ان کے ڈگیوں پر [illegible] لدی ہوئی تھی۔ ہر کار، ہر ٹیکسی سواریوں سے بھری ہوئی، سامان سے لدی ہوئی۔ تانگوں میں سامان اور سواریاں ایک دوسرے میں گڈمڈ تھے۔ یا اللہ! یہ لوگ کہاں جا رہے ہیں۔ اپنی اس حیرانی کا ذکر اس نے [illegible] کسی راہ گیر سے کیا۔ "یار آج ساری سڑک پر بہت ٹریفک ہے۔ سڑک عبور کرنا مشکل ہو گیا۔ لوگ آخر کہاں جا رہے ہیں؟"

[illegible] دیکھ کے آ رہا ہوں۔"

• "وہ نقشہ بھی بتا دو۔"

[illegible] ہے اور گاڑی کوئی نہیں آ رہی۔ بس قیامت کا سماں ہے۔

"ورنہ یہاں شیراز خالی پڑا ہے۔" اس نے اردگرد نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ آج شیراز بالکل ہی خالی تھا۔ وہ اور عرفان بس دو دم ایک میز کے گرد اکیلے بیٹھے۔ "یار آج وہ اپنا دوست سفید بالوں والا بھی نہیں آیا۔"

اچانک دروازہ کھلا اور افضال داخل ہوا۔ اردگرد نظر ڈالی "خالی؟"

"خالی۔" اس نے افسردگی سے جواب دیا۔

"چوپے کہاں چلے گئے؟"

"تمھاری دانشوری کا انتظار کر کر کے اسے Frustrate ہوئے کہ خود ہی سمندر کی طرف چلے گئے۔" عرفان نے حسرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

افضال نے گھور کے عرفان کو دیکھا۔ کرسی گھسیٹ کر بیٹھتے ہوئے بولا: "شکوہ آدمی! چائے منگا۔"

"عبدل!" عرفان نے آواز دی۔

عبدل جیسے آرڈر کا منتظر ہی تھا، فوراً لپک کر آیا "ہاں جی"

"چائے۔"

افضال بیٹھتے ہوئے بولا: "یار پرندے بہت پریشان ہیں۔ میں ابھی ابھی راوی کی طرف سے آ رہا ہوں۔ جب جھنڈار آتے ہیں تو آس پاس کے باغوں سے پرندے حواس باختہ اڑتے ہیں، بے معنی شور مچاتے آسمان پہ چکر کاٹتے ہیں اور پھر درختوں میں چھپ جاتے ہیں۔" رکا، بڑبڑایا "اس نگر کے پرندے پریشان ہیں۔"

"اور تم؟" عرفان نے اسے گھور کے دیکھا۔

"میں بھی پریشان ہوں۔"

"تمھیں کہ نہیں کہ جو پریشان ہیں وہ شہر چھوڑ کر جا رہے ہیں۔"

افضال سوچ میں پڑ گیا۔ پھر کہنے لگا: "ایک مسافر نے کسی جنگل سے گزرتے گزرتے دیکھا کہ ایک چندن کے پیڑ میں آگ لگی ہوئی ہے۔ شاخوں پہ بیٹھے ہوئے پرندے اڑ چکے ہیں، مگر ایک راج ہنس شاخ پہ جم کے بیٹھا ہے۔ مسافر نے پوچھا کہ اے راج ہنس! کیا تو دیکھتا نہیں کہ چندن میں آگ لگی ہوئی ہے۔ پھر تو یہاں سے اڑتا کیوں نہیں۔ کیا تجھے اپنی جان پیاری نہیں۔ ہنس بولا کہ اے مسافر! میں نے اس چندن کی چھاؤں میں بہت سکھ پایا ہے۔ کیا یہ اچھا لگتا ہے کہ اب جبکہ وہ

دکھ میں ہے، میں اسے چھوڑ کے چلا جاؤں؟" افضال چپ ہو گیا، پھر بولا:
"جیسے ہی وہ دن تھا؟ ... کہ ہی نے جانک سنائی، ڈیکسوؤں کو دیکھ۔ ... کہ بے ایکسوؤ! جیسے ہی وہ رج میں کون ہے؟ وہ راج ہنس میں تھا۔"

"اچھا!" عرفان طنزیہ لہجے میں بولا: "میں بھی تم سے اسی انداز کی توقع کر رہا تھا۔"

افضال عرفان کا منہ تکنے لگا۔ پھر بولا: "تو ٹھیک کہتا ہے۔ ... نسک۔ وہ راج ہنس میں تھا۔" وہ اٹھ کھڑا ہوا، دروازے تک گیا، مگر کچھ سوچ کر پھر پلٹا۔ عرفان کے قریب آیا، بولا: "... میں بھی ... ہوں۔ اصل میں پچھلے جنم میں ہم دونوں ایک تھے۔"

افضال پلٹ کر جانے لگا تھا کہ عبدل چائے لے کر آ گیا۔ عرفان بولا: "چائے آ گئی ہے۔"

افضال نے عرفان کو مشفقانہ نظر سے دیکھا۔ "عرفان! تو اچھا آدمی ہے۔"

افضال بیٹھ گیا۔ عرفان نے چائے بنائی۔ افضال چائے پیتے پیتے بولا:
"یار جو کچھ ہوا اچھا ہوا۔"

"کیا اچھا ہوا؟"

"یہی کہ مکروہ لوگ شہر چھوڑ رہے ہیں۔ شہر آج کتنا پاکیزہ نظر آ رہا ہے۔" رکا اور بولا: "یار میں نے بہت سوچا۔ آخر اس نتیجے پہ پہنچا کہ وہ لوگ جو طیب ہیں، اس ملک کو بچا سکتے ہیں۔"

"وہ کہاں ہیں؟" عرفان نے اسے مخصوص طنزیہ لہجے میں پوچھا۔

"کہاں ہیں؟ کہ ... وہ شہر ہی ... میں اور تم دونوں۔ ... بہت ہو گئے ہیں۔" پھر جیب سے نوٹ بک نکالی، ... کھولا، نوٹ بک ... کچھ لکھتے ہوئے بولا: "عرفان! میں نے تجھے معاف کر دیا۔ طیب لوگوں کی فہرست میں تیرا نام شامل کر لیا ہے۔" پھر ... : "میری نوٹ بک میں طیب لوگوں کی فہرست روز بروز مختصر ہوتی چلی جا رہی ہے۔"

اچانک ... اس کے ساتھ ہی ...

افضال اٹھ کھڑا ہوا، "مجھے چلنا چاہیے۔"

[illegible] ہے۔ [illegible] "

[illegible]

[illegible] اور دن کی تھر کے [illegible]

[illegible] اس بے حرکتی [illegible] کو توڑنے کی کوشش کرتی مگر وہ دم کے دم [illegible]

[illegible] ایک [illegible] کے ساتھ [illegible]

[illegible] اور [illegible] دور [illegible] ایک [illegible] بعد پھر [illegible] خاموشی۔ اور پھر [illegible] اس کے [illegible]

[illegible]

[illegible] کتنی بار یہ عمل دہرایا جاتا ۔ مگر شام پڑے سڑک [illegible] کہ اس کے ساتھ سواریوں کی رفتار میں اور سایوں کی [illegible] ایک دھیمی پیدا ہو جاتی ۔ رکشے کی بجائے پر سواری [illegible]

[illegible]

[illegible]

جاتی ۔ اس خاموشی سے [illegible] راہ میں بھونکنا شروع کر دیتے ۔ اس پھر لگتا کہ رات بہت گزر چکی ہے ۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کر دیتے ۔ پھر امی کروٹ لیتیں اور اُٹھ کر بیٹھ جاتیں ۔

"ڈاکر بیٹے ! جاگ رہے ہو ؟"

"جی امی ۔" اور وہ اُٹھ کر بیٹھ جاتا ۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ابا جان آیتوں کا ورد کر رہے ہیں ۔ امی دعا مانگ رہی ہیں اور میں [illegible] رکھنے کے لیے کوئی صورت نہیں سوچ سکا ہوں ۔

[illegible]

[illegible]

معلوم ہوتی ہے مگر اس وقت یہ آواز کتنی تیز اور کتنی سست ہوتی ہے
اچانک کہیں دور سے دھماکے کی آواز۔

"ذاکر!"

"جی۔"

"ذاکر! یہ بم کی سی آواز ہے۔"

"جی۔"

"کہاں گرا ہے؟"

یہ کہاں گرا ہے۔ شہر کے مختلف کوچے میرے تصور میں ابھرتے ہیں۔ میں اندازہ لگانے کی کوشش کرتا ہوں کہ دھماکے کی آواز کس سمت سے آئی تھی اور اس سمت میں کون کون سے محلے واقع ہیں۔ [illegible] اسی [illegible] کے ساتھ آیات کا ورد کرنے میں مستغرق ہیں اور میرا ذہن شہر کے مختلف کوچوں میں بھٹک رہا ہے۔ [illegible] میں [illegible] ہوں۔ اور سب سے آخر میں وہ مکان جس میں میں نے پاکستان آ کر پناہ لی ہے، میرے تصور میں ابھر آتا ہے۔ کیا یہ بم وہاں گرا ہے؟ نہیں اسے وہاں نہیں گرنا چاہیے۔ میری اس مکان سے کوئی جذباتی وابستگی نہیں ہے۔ بس وہاں سے مسلسل [illegible] ہی وہ [illegible]، دماغ پر کوئی شئی ہتھوڑے جیسی [illegible] مگر اس وقت جانے کیوں وہ مکان میرے تصور میں ابھر آتا ہے۔ وہ کمرہ میری آنکھوں میں پھر رہا ہے جس میں میں نے پاکستان آ کر [illegible] کی تھی۔ نہیں [illegible] علاقے میں نہیں گرنا چاہیے۔ [illegible] وہ پاکستان میں میری پہلی رات کے آنسوؤں کا امین ہے۔

۵ - دسمبر:

جنگ کی راتوں میں اپنے ذہن کو ایک رستے پر لگا کے رکھنے کی ترکیب میں نے سوچ لی ہے اور اس پر عمل شروع کر دیا ہے۔ [illegible] کہیں دور کتے بھونک رہے ہیں میں [illegible] میں بیٹھا لالٹین سامنے رکھے ڈائری لکھ رہا ہوں۔

[illegible] کی راتیں لمبی ہوتی ہیں۔ [illegible] کی راتیں [illegible] ہیں۔ اب جاڑے [illegible] سے موسم [illegible] آئے ہیں۔ [illegible]

دن بھر نوجوانوں کے مرنے اور شکستوں کی افواہیں سننے اور قیاس کے گھوڑے دوڑانے میں گزر جاتا ہے۔ رات کیسے گزاری جائے؟ کرفیو کے وقت سے پہلے پہلے گھر آ جاتا ہوں۔ امی جان کی کوشش ہوتی ہے کہ بلیک آوٹ سے پہلے پہلے کھانے پینے سے فراغت حاصل کرلی جائے۔ یہی ہوتا بھی ہے۔ ہم بلیک آوٹ سے پہلے کھانا کھا چکے ہیں۔ پھر امی باورچی خانہ بند کرکے اطمینان سے کمرے میں آ بیٹھتی ہیں۔ بس اس کے ساتھ ساتھ باہر گلی سے قدموں کی آہٹ آنی بند ہو جاتی ہے۔ نہ قدموں کی آہٹ، نہ بچوں کا شور و غل، نہ بچوں کو پکارتی ہوئی ماؤں کی چیخ و پکار۔ بس ایک دم سے سناٹا ہو جاتا ہے۔ رضاکاروں کی سیٹیوں کی آوازیں بھی آنی بند ہو جاتی ہیں۔ اچانک محلے کے کتے دفعتاً بھونکنا شروع کر دیتے ہیں۔ انہیں دور کے محلوں کے کتوں سے اپنے اقدام کی تائید حاصل ہوتی چلی جاتی ہے۔ رات کے اول وقت میں آدھی رات کا سناٹا پیدا ہو جاتا ہے۔ سناٹا، پھر سائرن اور سیٹیاں، پھر کہیں دور آسمان پر اڑتے جہازوں کی بہت مدھم گھوں گھوں، پھر سائرن، پھر سناٹا۔ رات کھنچتی چلی جاتی ہے۔ کسی طور ختم ہونے میں نہیں آتی۔

ابا جان نے جنگ کی لمبی راتوں کو گزارنے کا اچھا طریقہ سوچا ہے۔ مصلّٰی بچھا کر بیٹھ جاتے ہیں اور رات گئے تک بیٹھے رہتے ہیں۔ ان کی دیکھا دیکھی امی جان نے بھی اپنی عشا کی نماز کو طول دینا شروع کر دیا ہے۔

میری سمجھ میں ان راتوں کو گزارنے کا طور نہیں آ رہا تھا۔ لالٹین کی روشنی میں کتاب زیادہ دیر تک پڑھ نہیں سکتا۔ بجلی امی جان نہیں جلانے دیتیں۔ وہ بھی سچی ہیں۔ بجلی کی ذرا روشنی کسی نہ کسی طور چھن کر باہر پہنچ جاتی ہے۔ پھر رضاکار غل مچاتے ہیں، لائٹ بند کرو، لائٹ بند کرو۔ اور لالٹین سے مجھے الجھن ہوتی ہے۔ لالٹینوں نے بسا [illegible] لو حسب ہوٹ روٹ [illegible] نیند آتی نہیں اور [illegible] ور باہر گلی میں [illegible] ایسی ہوتی تھی، میں [illegible] روشنی [illegible] روشنی میں طے کیں [illegible] لالٹین کے [illegible] سکتا ہوں۔ لالٹین کی روشنی میں کتاب نہیں پڑھ [illegible]

آج تجربہ کیا ہے، لکھ سکتا ہوں۔

اس ڈائری کو لکھنے کا اولین مقصد تو یہی ہے کہ جنگ کی ان راتوں میں میرا ذہن جو بے خوابی کا مریض بن کر آوارہ بھٹکتا پھرتا ہے اسے کسی رستے پر لگا دیا جائے اور پراگندہ خیالی سے اپنے آپ کو محفوظ رکھا جائے۔ مگر اس کے ساتھ اس میں مجھے ایک اور فائدہ بھی نظر آ رہا ہے۔ اس طرح میری جنگ کی آپ بیتی مرتب ہو جائے گی۔ جنگ گزرنے کے بعد [illegible] میں جان سکوں گا کہ جنگ کے دنوں میں کتنا جھوٹ سنا اور کتنا جھوٹ لکھا اور جنگ کی راتوں میں میں نے کتنا خوف کھایا، جسم میں کتنی مرتبہ کپکپی پیدا ہوئی۔ میرے جھوٹ اور میری بزدلی کا ریکارڈ میرے پاس محفوظ ہونا چاہیے۔

۶ - دسمبر:

اہل [illegible] خوش ہیں، [illegible] کے اخبار [illegible] ہیں۔ [illegible] ان کی شہ سرخیاں [illegible] ہو گئی ہیں۔ وہ فتح کی [illegible] ہے۔ روز [illegible] ہیں اور فتح کی خبر پڑھ کر خوش ہوتے ہیں۔ مگر:

[illegible] کی [illegible] ہے قدم جرمن کے لڑکھڑا [illegible]

مگر میں [illegible] کے [illegible] پیش قدمی کی [illegible] خبر ہے۔ [illegible] امرتسر تو بھی قبضہ ہو گیا۔ [illegible] صاحب نے [illegible] ہے اور اپنے [illegible] کے [illegible] کو اعتبار [illegible]۔ مگر [illegible] اور [illegible] دوسری طرح کی [illegible] متانت سے [illegible] ہیں۔ [illegible] صاحب کے [illegible] کے بعد میں نے غور سے انہیں دیکھا۔ اس سپاٹ چہرے پر ایک اطمینان کی جھلک تو تھی۔

[illegible] سے لے کر [illegible] تک یہ خبر [illegible] چلا گیا کہ امرتسر پر قبضہ ہو گیا ہے۔

۷ - دسمبر:

[illegible] آگرہ کے ہوائی اڈے کو تباہ و برباد کر دیا گیا۔ کیسے؟ [illegible] آفت [illegible] کر رہا

تھا۔ اس سے آگرہ کا اور آگرہ کے ہوائی اڈے کی جائے وقوع کا پتہ چل گیا اور بمباری کر کے اسے تہس نہس کر دیا گیا۔

لوگ اس خبر کو پڑھ کر اور [illegible] دماغ سے رابطہ رکھنے والے [illegible] سے اپنی تمام تفصیلات کے ساتھ سن کر کیسے [illegible] ہوئے۔ [illegible] کے ساتھ ہی تاج محل کی گری ہوئی [illegible] ہو گئی ورنہ ہم یہ [illegible] کہ تاج محل سے اور اس [illegible] سے جس نے تاج محل کو جنم دیا ہے پاکستان کا کوئی رشتہ نہیں ہے۔

[illegible] مسجد کی عمارت اس سبب سے بھی ہے۔ [illegible] جب ہم [illegible] میں بیٹھے تھے تو عورتوں نے اپنے [illegible] لہجے میں کہا [illegible] ہم نے [illegible] کہ جو [illegible] تاج محل [illegible] کیا ہے وہ کہیں اپنے ساتھ ہمیں بھی نہ لے بیٹھے۔"

"وہ کیسے؟"

"پھر دشمن [illegible] واپس آتے ہوئے میں اس [illegible] وہ عمارت [illegible] جیسے یہاں [illegible] دشمن کے [illegible] سکتے ہیں۔"

[illegible] اس عمارت [illegible] ہوتے ہوئے [illegible] عمارت [illegible] کے ساتھ تاج محل [illegible] عمارت کے باوقار [illegible] بالعموم [illegible] ہے۔ [illegible] محل کی [illegible] عمارت [illegible] شہر کی [illegible] عمارت [illegible] کے [illegible] سل جایا کرتا ہے۔

[illegible] اور [illegible] کو [illegible] ایک [illegible] کی [illegible] ہوں گی اور [illegible]

کب تک کی کی ہوئی سندو سہ بیٹوں کی آسودگی کے ساتھ بیٹھا کریں گے۔

نئے زمانوں کی جنگوں کا ایک نقصان یہ ہے کہ وہ عمارتوں کو عظمت حاصل نہیں کرنے دیتیں۔ اونچی اونچی عمارتیں پرانی نہیں ہونے پاتیں کہ کوئی جنگ چھڑ جاتی ہے اور بمبار طیارے انہیں مسمار کر ڈالتے ہیں۔ جنگ کے بعد شہروں کی نئے سرے سے منصوبہ بندی ہوتی ہے اور پہلے سے زیادہ اونچی عمارتیں بنائی جاتی ہیں۔ مگر ابھی وہ نئی ہوتی ہیں کہ پھر کوئی جنگ شروع ہو جاتی ہے اور اس سے پہلے کہ ان کے گرد عظمت اور اسرار کا ہالہ بنا جائے، گر کر ڈھیر ہو جاتی ہیں۔

۸ - دسمبر:

کل رات تو حد ہی ہو گئی۔ ڈائری لکھ چکنے کے بعد میں لیٹا، فوراً ہی آنکھ لگ گئی مگر تھوڑی ہی دیر بعد بی بی نے جھنجھوڑ کر جگا دیا۔ "بیٹے! سائرن بج رہا ہے۔"

[illegible] یہی ہوتا رہا۔ جانے کتنی دیر سائرن بجتا رہا۔ میں بہت ڈرا۔ ڈر یہ سوچ کر کہ اس شہر کو جس میں نے اتنے دکھ سہے ہیں، جس کا تصور کر کے میں نے روپ نگر کو اتنا آباد کیا ہے اور اسے تصور میں اب تک زندہ رکھا ہے، اسے اگر کچھ ہو گیا تو میں کیا کروں گا۔ میں اپنے دکھوں کو [illegible] ہوں۔ بستی زندہ ہوتی ہے تو اس کے ساتھ وہ دکھ بھی مانوس ہو جاتے ہیں جو وہاں بیتے ہوئے موسموں سے بھرے ہوتے ہیں۔ اس جنگ [illegible] ہے کہ ہمارے دکھ، ہماری یادیں نہیں بن پاتے۔ جو عمارتیں، جو مقام ان دکھوں کے امین ہوتے ہیں انہیں کوئی ایک بم کا گولہ دم کے دم نیست و نابود کر دیتا ہے۔

میں اس شہر کے لیے اور کچھ نہیں کر سکتا، دعا کر سکتا ہوں، سو [illegible] تصور میں [illegible] روپ نگر کے لیے نئی دقت ہے کہ اسے [illegible] تصور میں نہیں لا سکتا۔ روپ نگر اور [illegible] کھیل [illegible] ٹوٹتے ہیں۔

۹ - دسمبر:

سڑک پر اس شہر میں [illegible] چنداں مشکل نہیں رہا۔ جنگ کی [illegible] مشکل ہے سڑک [illegible] کی [illegible]۔ مگر [illegible]

کتنی جلدی ٹریفک کا زور ٹوٹ گیا۔ دن گزرتے گئے، ٹریفک کم ہوتا گیا۔ رکشوں کا شور اب کتنا کم ہو گیا ہے اور لوگوں کی چیخ و پکار بھی۔ کبھی کبھی لگتا ہے کہ شہر میں اب صرف بس کی سواری بچی ہے کہ یہ موٹر اسی طرح تواتر کے ساتھ سڑک سڑک رواں نظر آتی ہے اس فرق کے ساتھ کہ اب اس کے فٹ بورڈ پر سوار بدن لٹکے دکھائی نہیں دیتیں اور اندر لوگ ڈنڈے پکڑے کھڑے نظر نہیں آتے۔ تھوڑی سواریاں اور نشستیں۔ کسی بس سٹینڈ پر ہجوم بھی دکھائی نہیں دیتا۔ ہاں جب کوئی حملے کا سائرن بجتا ہے اور ٹریفک کے سپاہی سیٹیاں بجاتے بیچ سڑک پر آ جاتے ہیں تو سڑک کے دونوں کناروں میں سواریوں کی قطاریں لگتی چلی جاتی ہیں۔ اس وقت احساس ہوتا ہے کہ شہر میں رکشائیں اور ٹیکسیاں ہنوز چل رہی ہیں۔

شام پڑے کرفیو کا اعلان کرتی ہوئی سیٹیوں کے ساتھ جب میں گھر لوٹتا ہوں تو امی مجھ سے شہر کا حال پوچھتی ہیں اور محلے کا حال سناتی ہیں کہ آج فلاں گھر کے لوگ فلاں شہر چلے گئے ہیں۔ روز صبح کو خواجہ صاحب دروازے پر دستک دیتے ہیں اور ڈرائنگ روم میں اطمینان سے بیٹھ کر چائے کے گھونٹ بھرتے دربدستہ سفر کرکے آئی ہوئی کسی نئی صبح کی خبر سناتے ہیں، اور روز محلے کے ایک اور گھر میں تالا پڑا نظر آتا ہے۔ اور امی جانے والوں پر تبصرہ کرتی ہیں۔

آج امی کچھ زیادہ گھبرائی نظر آتی ہیں "اے ہے کیا محلے میں ہم اکیلے ہی رہ جائیں گے؟"

"فکر کی بات نہیں۔" ابا جان متانت کے ساتھ بولے "موت ہر جگہ ہے اس سے بھاگ کر آدمی کہاں جا سکتا ہے۔ حضور کی حدیث ہے کہ جو موت سے بھاگتے ہیں وہ موت ہی کی طرف بھاگتے ہیں۔"

میں حیران ابا جان کو تکنے لگا۔ یہ تو وہی بات ہے جو ابا جان سے دادی اماں نے کہی تھی جب رام نگر میں وبا پھیلی تھی اور لوگ گھروں کو چھوڑ چھوڑ کر نگر سے باہر جا رہے تھے۔

دو فرد ہمارے گھر سے بھی رخصت ہو گئے ہیں۔ ہمارے صحن میں ایک امرود کا پیڑ ہے لگتے ہوئے جاڑے موسم میں بلبلوں کا ایک جوڑا سوکھتے سوکھتے یہاں پہنچا اور یہیں کا ہو رہا۔ اسے اپنی ڈالیوں سے بہت

[illegible] "ارے ان کمبختوں نے، امرودوں کا ناس کر ڈالا۔ ذرا پکتا ہے تو ان میں چونچ مار دیتے ہیں۔ کسی امرود کو جو پورا پکنے دیا ہو۔"

"[illegible] امرود [illegible] کا بھی تو حصہ ہوتا ہے۔"

[illegible] کے دیکھا [illegible] کہ ہم [illegible] اور کھائیں چڑیں طوطے۔"

[illegible] کی [illegible] صبح کو وہ دونوں [illegible] امرودوں [illegible] کے ساتھ [illegible] امرودوں [illegible] گئیں۔

[illegible] روز [illegible] کو [illegible] وہ [illegible] ہیں۔

[illegible] وقت [illegible] کورٹ [illegible] حشت [illegible] جیسے کوئی نظم [illegible] سڑکیں [illegible] پڑی رہتی [illegible] ہوں [illegible] ہیں۔

[illegible] کسی نے [illegible] ، کوئی [illegible] کے [illegible] میں پھنس [illegible] کی منت کی تو بولا: "باؤ باغبانپورے چلنا ہو تو چل۔"

"باغبانپورے کس خوشی میں؟"

"[illegible] اور [illegible] والا ہے۔"

[illegible] سواری کی تلاش میں مزید وقت ضائع کرنا [illegible] ہے کہ پیدل

چل پڑو، دسمبر میں ممکن ہے ادھر جاتی ہوئی کوئی رکشا مل جائے یا کوئی بھلا مانس موٹر سوار ترس کھا کر لفٹ دے دے۔

شام کے جھٹپٹے میں مکانوں کے اندر ایک شور کے ساتھ [illegible] کر رہے ہیں۔ دندنار جھٹ پٹ اجالا لگا، پتا چلا وہ ہے۔ کوئی موٹر میں [illegible] کوئی سکوٹر پر، کوئی پیدل۔ دونوں وقت بجلی کی روشنی کے [illegible] ہوتے ہوئے مل رہے ہیں۔ اندھیرا دھیرے دھیرے سڑکوں اور گلیوں میں پھیل رہا ہے۔ [illegible] خیال آیا کہ گزرے زمانوں میں [illegible] کیسا [illegible] ہوتا۔ جنگلوں میں زندگی کا بے چراغ [illegible] شہر کے پھاٹک بند ہونے کے بعد شہر کے باہر شام پڑنے پر [illegible] اپنے اپنے گھروں میں پہنچنے کی کوشش کرتے ہوں گے۔ وہ زمانہ [illegible] بستیاں آباد ہو گئی ہوں اور چراغ جلنے لگے ہوں، جب بستی [illegible] دن کی روشنی میں سارے کام کرنے کے بعد دن ڈھلتے ہی لوگ ہڑبڑاتے ہوئے گھروں کی طرف چلتے [illegible] چراغ میں تیل پڑنے سے پہلے گھر پہنچ جائیں۔ وہ [illegible] بڑے شہر آباد ہو گئے تھے اور شہروں کے گرد [illegible] [illegible] [illegible] شہر کے [illegible] پایا اور بے اماں کالی رات فصیل کے سائے میں بسر کی۔

[illegible] رہا ہوں۔

۱۰۔ دسمبر:

[illegible]

ہے تو وہی اچھے رہے ۔

ہم سے کیا ہو سکا محبت میں

شہر زمیں دوز ہو کر رہ گئے ہیں ۔ راہیں بھی اول پٹال ۔ آج میں عرفان سے کہہ رہا تھا : 'یار ' تمہاری اخبار نویسی سے مجھے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا ۔"

"کیا فائدہ چاہتے ہو ؟"

"یار ! تمہارے پاس کرفیو پاس ہوتا ہے ، اخبار کی گاڑی ہوتی ہے ، تم مجھے سنسان اجڑا شہر نہیں دکھا سکتے ؟"

"دکھا سکتا ہوں ۔ مگر ایک شاد آباد شہر کو سنسان صورت میں دیکھنے کے لیے ہمت چاہیے ۔"

"ہم نے اس شہر میں اتنے کرفیو دیکھے ہیں ۔ کیا اب بھی وہ ہمت پیدا نہیں ہوئی ؟"

"کرفیو میں شہر کو دیکھنے کا تجربہ الگ ہے ۔ یہ تجربہ اس سے بالکل مختلف ہے ۔"

افضال بیچ میں بول پڑا : "عرفان ٹھیک کہتا ہے ۔ مت دیکھو ۔ ڈر جائے گا ۔"

"دیکھا ہے یا بے دیکھے کہہ رہے ہو ؟"

"تاکے ' دیکھ کے ہی تو کہہ رہا ہوں ۔" رکا ، اور پھر ایسے بولا جیسے ڈرا ہوا آدمی بولتا ہے "پرسوں رات جب عرفان نے اپنی دفتر کی گاڑی میں مجھے گھر پہنچوایا تھا تو میں سنسان اندھیری سڑکوں سے گزرتے ہوئے دائیں بائیں کی عمارتوں کو دہشت سے دیکھ رہا تھا ۔ ہر عمارت گم سم جیسے اندر کوئی نہ ہو ۔ مجھے لگا کہ یہ لوگوں کے مکان نہیں ، چوہوں کے بل ہیں ۔ چوہے ڈرے سمٹے بیٹھے ہیں ۔ میں ڈر گیا ۔"

افضال ٹھیک سے ڈر گیا ۔ مجھے اپنے محلے کے گھر ، جن میں رات میں کبھی گلی میں نکل کر نظر ڈالتا ہوں ، اندھیرے میں لپٹے بے آواز ، بے آہٹ ایسے نظر آتے ہیں جیسے غار ہوں ۔

۱۱ - دسمبر :

غار میں بیٹھا ہوں ۔ باہر کالی رات منہ کھولے کھڑی ہے ۔ سائرن ،

سیٹیاں، کتوں کے بھونکنے کی آوازیں، انسانی آواز ندارد۔ جیسے لوگ کہیں ہجرت کر گئے ہوں۔ جنگل کے طلسم میں بندھا سحر۔ کبھی کبھی اس بن کے سارے کتے اس زور شور سے بھونکتے ہیں کہ لگتا ہے اب کے غار میں گھس آئیں گے۔ پھر چپ ہو جاتے ہیں مگر دور سے آوازیں آتی رہتی ہیں۔ رات کو جنگل میں سفر کرتے ہوئے ہی کچھ ہوتا ہے۔ دور کی نہ دیکھی، ان جانی بستیوں سے مسلسل بھونکتے ہوئے کتوں کی آوازیں آتی ہیں، آتی رہتی ہیں۔ ایک حصار سا بن جاتا ہے جیسے آدمی بھونکتے کتوں کے حصار میں چل رہا ہے۔ جیسے پورے کرۂ ارض کے گرد کتوں نے گھیرا ڈالا ہوا ہے۔ میں خوف کے حصار میں ہوں۔ اپنے غار سے دور بیچ جنگل میں۔ زمانے اور زمینیں میرے اندر درہم و برہم ہیں۔ میں کہاں چل رہا ہوں؟ کس زمانے میں؟ کس زمین میں؟ ہر سو دربدری، ہر مقام بے اتری۔ جنگل سے نکل کر بستی میں آیا۔ مگر کیسی بستی میں؟ آدمی نہ آدم زاد۔ سنسان کوچے، ویران گلیاں، دکانیں بند، حویلیاں مقفل۔ عرصہ ا[illegible] تک میں حیران پھرتا رہا۔ آخرالامر ایک بڑے پھاٹکوں والی حویلی کو دیکھ کر مجھے کچھ آس ہوئی کہ شاید اس کے اندر لوگ ہوں۔ میں نے دستک دی اور چلایا: کوئی ہے؟ جواب ندارد۔ پھر زور سے دستک دی اور وحشی آواز سے چلایا: کوئی ہے؟ بس میری آواز کی گونج ہی سنائی دی۔ مجھ پر دہشت غالب آ گئی۔ دل میں کہا کہ اس بستی سے نکل چلو۔ [illegible] کوئی افتاد آ پڑے۔ یہ سوچتا تھا کہ دیکھتا ہوں کہ ایک جھیل ہے۔ پانی جھیل کا کچھ اجلا کچھ گدلا۔ جھیل کے بیچوں بیچ ایک ہاتھی اور ایک کچھوا کہ ایک دوسرے سے لڑ رہے تھے مگر دونوں میں سے نہ کوئی غالب آتا تھا نہ مغلوب ہوتا تھا۔

میں حیران کھڑا اس لڑائی کو دیکھتا تھا کہ ایک مردِ فقیر نمودار ہوا۔ جھیل کے قریب پہنچا۔ رک کر ہاتھی اور کچھوے پر ایک نظر افسوس بھری ڈالی اور ایک آہ سرد کھینچی۔ پھر کہا کہ کاش وہ علم سے محروم ہوتے اور زبانیں ان کی بے تاثیر ہوتیں۔

فقیر کے اس کہنے نے مجھے حیران کیا۔ میں اس کے روبرو پہنچ دست بستہ عرض پرداز ہوا کہ اے مردِ بزرگ تو نے کیا دیکھا اور کیا جانا کہ ایسا کلمہ زبان پر لایا؟ وہ بولا کہ اے عزیز، آدمی تین چیزوں کے

ہاتھوں خوار ہوتا ہے: عورت کے ہاتھوں جب وہ وفادار نہ ہو، بیٹی کے ہاتھوں جب [illegible]، غلام کے ہاتھوں جب وہ ریاست کے بغیر حاصل ہو جائے۔ اور [illegible] سے آرام ہوتی ہے: کمینہ طرف سے جب [illegible] مرتبہ مل جائے، عالم سے جب وہ [illegible] ہو جائے، حاکم سے جب وہ ظالم ہو جائے۔

میں [illegible] اور اس کے بیان کی گنتھی کو [illegible] سمجھنے کی کوشش کرنے لگا۔ [illegible] اس تعلیم کی تفسیر کرے۔

[illegible] پوچھا کہ [illegible] اس ہستی کو کیسے دیکھا؟ میں نے کہا کہ [illegible] میں نے اس ہستی کو [illegible] کہا۔

[illegible] اس ہستی کی بول [illegible] ایک [illegible] دولت [illegible] کے ساتھ [illegible] وقت آخر [illegible] اس نے [illegible] علم [illegible] میرے [illegible] اور [illegible] کے لیے عذاب بن جاؤ۔

[illegible] آخری [illegible] دونوں بیٹوں نے [illegible] کے زور پر ایک دوسرے کے [illegible] کو دیکھا اور [illegible] ہاتھی کا روپ دھار لیا [illegible] غصے میں دیوانے ہو رہے ہیں اور لڑ رہے ہیں۔

یہ قصۂ عبرت سن کر میں نے استفسار کیا کہ اے بزرگ! انجام اس بستی کا کیا ہوگا؟ بولا کہ جھیل کا پانی گدلا ہو جائے گا۔ میں نے کہا کہ وہ تو ہو چکا ہے۔ بولا کہ اور ہوگا۔ میں نے پوچھا کتنا؟ کہا ایسا کہ جھیل دلدل بن جائے گی اور بستی میں خاک اُڑے گی۔

میں خوف [illegible] کے اس ڈھنڈار بستی سے نکلا۔ چلا آباد بستی کی تلاش میں۔ جنگل جنگل پھرتا پھرا۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ دور آبادی کا نشان نظر آیا۔ اسی راہ پڑ لیا۔ قریب پہنچ تو کیا دیکھوں۔ ایک نئی [illegible] مرغوب۔ باغوں میں اشجار ثمردار انواع و اقسام کے، گل بوٹے رنگ رنگ کے، طیوران خوش الحان شاخ شاخ، غزلان صبا رفتار [illegible]۔ خوشنما کوچے، منقش گلیاں۔ بازاروں میں کھوے سے کھوا چھلتا ہے، شور شرابا ہے۔ جگہ جگہ سبیل لگی ہے، مشکیں [illegible] پر [illegible] چھڑکاؤ کرنے والے جاتے ہیں۔ بہشتی [illegible] کٹوروں سے آبِ کوثر پلاتے ہیں۔ [illegible] صراف کے مقابل صراف۔ [illegible]۔ آئینہ خانے، [illegible] میں جلوہ گر ہوتی ہے، آرسی میں اپنا روئے زیبا [illegible] کا بیوپاری [illegible] دور سے نظر آتا ہے [illegible] کہ جسم [illegible] کہ آنکھوں میں [illegible] پڑتی ہے، [illegible] ہے، بہت جمال کی ہے، [illegible] کی [illegible]، [illegible] پردہ [illegible] ہے، [illegible] سے۔ [illegible] کو شہوری مبارک۔

[illegible] تو میں [illegible] گیا۔ گلی کوچوں میں پھرا [illegible] ہوا [illegible]۔ مگر [illegible] آنکھیں کھلیں، عجب منظر نظر آیا۔ [illegible] ایسے [illegible]۔ آدمی [illegible] سلامت کھوپڑی [illegible]۔ [illegible] میں حیران [illegible] کہ یہ خواب ہے یا عالم بیداری۔ [illegible] کے دیکھا، پھر وہی منظر [illegible] ان لوگوں کی کھوپڑیاں [illegible] تک [illegible]۔ آخر ضبط کا دامن ہاتھ سے چھوٹا۔ ایک [illegible] کے آدمی [illegible] اور حیرت سے تکتا نظر آتا تھا، استفسار کیا کہ اے صاحب کیا تمہارے شہر میں آدمی کے کھوپڑی نہیں ہوتی۔ اس مرد معمر

نے حیرت سے مجھے سر سے پیر تک دیکھا اور کہا کہ اے شخص! لگتا ہے تو اس شہر میں اجنبی ہے کہ ایسا سوال کرتا ہے۔ سو تو اگر نہیں جانتا تو یوں چپ رہ اور جانتا ہے تو بھی چپ رہ کہ دیوار ہم گوش دارد۔ پھر وہ بزرگ مجھے اپنے گھر لے گیا اور خوب مدارات کی، پھر کہا کہ اے عزیز! سن کہ ہماری کھوپڑیاں ہمارے بادشاہ کے سانپوں کی غذا بن گئیں۔ یہ سن کر میں بہت حیران ہوا۔ تب اس بزرگ نے وضاحت کی، اے میرے عزیز! سن کہ ہمارے بادشاہ کے شانوں پر دائیں بائیں دو سانپ مستقل پھنکارتے رہتے ہیں۔ آدمی کی کھوپڑی ان کی غذا ہے۔ روز اس شہر میں قرعہ اندازی ہوتی ہے، روز دو آدمی پکڑے جاتے ہیں اور ان کی کھوپڑیاں تراش کر ظل الملک کے سانپوں کو کھلائی جاتی ہیں۔ اور اب اس شہر میں گنتی کے لوگ رہ گئے ہیں جن کی کھوپڑیاں ابھی باقی ہیں۔ مگر دیکھئے؟ جس کی کھوپڑی کل نہیں تراشی گئی تھی اس کی آج تراشی گئی، جس کی آج نہیں تراشی گئی اس کی کل تراشی جائے گی۔ اور سن کہ کل کھردم نوبت بجے گی اور بعد اس کے قرعہ اندازی ہوگی۔

یہ قصۂ ہوش ربا سن میں ورطۂ حیرت میں غرق ہوا۔ جب رفتہ رفتہ وسان بجا ہوئے تو سودائے تجسس جاگا اور کھردم سوختۂ واردات پر جانے کے لیے مستعد ہوا۔ مرد معمر نے روکا ٹوکا کہ اے ناعاقبت اندیش اپنی جوانی پر رحم کرنا اور اس فعل سے باز آ۔ ہم تو بادشاہ کی رعیت ہونے کے سبب تعمیل حکم پر مجبور ہیں۔ تو ناحق اپنے تئیں خطرے میں ڈالتا ہے۔ بادشاہ کے آدمی تجھے دیکھیں گے اور تیرا نام بھی لکھ لیں گے اور قرعہ میں شامل کریں گے۔ روکنے سے میری آتش شوق اور بھڑکی۔ بزرگ کی نصیحت پر مطلق کان نہ دھرا۔ بس یہی سودا سر میں سمایا کہ چل کے دیکھیں آج قدرت کیا گل کھلاتی ہے، قضا کس کے سر پر کھیلتی ہے۔

محل کے متصل پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک اژدہام ہے، مجمع خاص و عام ہے۔ امیر و غریب، شریف و وضیع، محتاج و غنی، گداگر و تونگر، تنبولی بقال، امراء و وزرا سب اکٹھے ہیں اور قرعے کے نتیجے کا انتظار کرتے ہیں۔

جب نام نکلے تو خلقت دم بخود ہوئی۔ سب ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے، کف افسوس ملنے لگے، آہ و بکا کرنے لگے۔ میں نے مرد معمر

سے پوچھا کہ اسد نے کن بدبختوں کو منتخب کیا ہے کہ زندگی اپنی واویلا کر رہی ہیں۔ اس پر اس نے ایک ٹھنڈی آہ کھینچی اور بولا کہ یا ہو کہ اے عزیزو! آج جن دو کے نام نکلے ہیں وہ دربار خسروی کے منتخب ... منتخب ہیں۔ عالی قدر، روشن دماغ، ذہن رسا پایا ہے۔ علم و فضل میں یکتا ہیں۔ بحر حکمت کے غواص ہیں۔ دانش میں ان کی دھوم از روم تا شام ہے۔ مملکت کے امور سمجھتے ہیں۔ بڑی سے بڑی گتھی کو ناخن تدبیر سے سلجھا دیتے ہیں۔ اب جو وہ اپنی کھوپڑیوں سے محروم ہوں گے تو چراغ حکمت کا بجھ جائے گا، شہر بے دانش ہو جائے گا۔

اے رو کا بے سود تھی، قرعہ کی صورت قسمت کا لکھا تھا۔ اسے کون ٹال سکتا تھا۔ کھوپڑیاں دونوں دانش مندوں کی تراشی گئیں اور سانپوں کے سامنے طشت میں رکھ کر پیش کی گئیں۔ مگر سانپ منہ مار کر الگ ہو گئے اور ... سے پھنکارنے لگے۔ بادشاہ نے وزیروں کو غصے سے دیکھا اور پوچھا کہ حرامیو! تم نے اس خدائے لطف کے سانپوں کو ... کہ ... کھوکھلے اور غصے میں پھنکار رہے ہیں۔ ... غرض ... کیا محال ... عالی مقام ... کی ... میں کوئی افسوس نہ کرے۔ مگر یہ کہ وہاں ... کیا ہو ... کریں۔ ... روزگار ... عزت ... ہیں۔

اس حالی ڈھنڈ ... زیادہ اس ... شہر ... نے خوف کھایا۔ جیسے ... ہی ... وہاں سے نکلا۔ کھوپڑی کے ... آئے ... کرنا سفر ... لیا۔ ... قریوں، شہروں، بستیوں کا ... چھوڑا، ویرانوں میں پھرتا پھرا۔ پھرتا پھر رہا ہوں۔ کبھی دشت بے آب و گیاہ میں، کبھی کبھی جنگلوں میں ... بستیاں، آموں کی آواز ... میں ... جنگل میں میں نے کوئی ... دیکھا ... ہوئے ... ان کے ... میں ... بستیوں ... جنگل میں ... جیسے ... بستیوں ... جنگل کے ... آموں کی آواز ... کے ... ہو ... غار ... کئی ... سوں ...

سائرن کی آواز، سیٹیاں، سناٹا ـــــ

"بیٹی! لالٹین بجھا دو، کہیں روشنی باہر نہ جا رہی ہو۔" امی جان ڈری آواز میں کہتی ہیں کہ کہیں ان کی آواز طیاروں تک نہ پہنچ جائے۔

"جی اچھا"

میں لالٹین بجھانے لگا ہوں۔ غار میں مکمل اندھیرا ہونا چاہیے۔

۱۲ - دسمبر:

دن کی سب باتیں دن کے ساتھ بسر گئیں، اب رات ہے اور میں ہوں۔ جنگ کی رات کتنی لمبی ہوتی ہے۔ اور بھور ہی نہیں مٹتا۔ جیسے جنگل میں چل رہے ہیں اور صدیوں سے سفر کر رہے ہیں۔ جنگل کا سناٹا اور صدیوں کا سکوت۔ موٹی دستوں [illegible] کتنے، جنگلوں میں گونج [illegible] ان کی آوازیں کائنات کے سکوت کو توڑتی رہتی ہیں، [illegible] کرتی ہیں۔ موٹی دستانیں، موٹی صدیاں، [illegible] کسی وقت بھی [illegible] جاگ سکتے ہیں۔ جیسے میرے اندر [illegible] پر [illegible] سی [illegible] میں ٹھوک گیا تھا۔ جیتے جیتے [illegible] لئے جینے کی [illegible] پر ہی لمبی اجل [illegible] کے سنگ [illegible] دم روکے وہ ایسا [illegible] جیسے [illegible] کے لمحے [illegible] والا [illegible] ، [illegible] کے [illegible] سے کیونکہ [illegible] اور [illegible] رہی تھی کہ راستہ کو آتے دیکھ کر پھڑپھڑائی اور اڑ گئی۔ [illegible] اصل [illegible] کو اٹھایا اور دیکھ کے بولا [illegible] لے گا یا دے گا؟"

[illegible] دوں گا۔ [illegible] دو لوں گا، دینا پڑا سو دوں گا۔"

"کیسے یدھ کرے گا؟"

[illegible] کہتے ہیں۔ دھنش میں بان جوڑوں گا اور [illegible] بولوں گا۔"

"کون سی دھنش اور کون سے بان؟"

"بدھی کی دھنش اور پرشنوں کے بان سے"

"پھر دھنش سیدھی کر اور بان چلا۔"

"بول کہ کس کا کس سے پیٹ نہیں بھرتا؟"

"ہے راجہ! نو چیزوں کا نو چیزوں سے پیٹ نہیں بھرتا؟"

"کن نو چیزوں کا کن نو چیزوں سے پیٹ نہیں بھرتا؟"

"ساگر کا ندیوں کے پانی سے، اگنی کا ایندھن سے، ناری کا بھوگ سے، راجہ کا راج پاٹ سے، دھنوان کا دھن دولت سے، ودوان کا ودیا سے، مورکھ کا موڑنا سے، اتیاچاری کا اتیاچار سے۔"

تب اس رشی نے اس کے چرن چھوئے "دھنیہ ہو منی مہاراج، میں نے تمہیں سو گئوئیں دان دیں۔"

"سوئیکار کیا۔ اور پوچھ۔"

"ہے منی مہاراج میں کیسے چلوں؟"

"سوریہ کے اجالے میں چل۔"

"سوریہ جب ڈوب جائے پھر؟"

"پھر تو چندرماں کے اجالے میں چل۔"

"چندرماں ڈوب جائے، پھر؟"

"پھر تو دیا جلا، اس کے اجالے میں چل۔"

"دیا بجھ جائے، پھر؟"

"پھر تو آتما کا دیا جلا، اس کے اجالے میں چل۔"

راجہ نے پھر چرن چھوئے "دھنیہ ہو منی مہاراج، میں نے تمہیں سو گئوئیں اور دان میں دیں۔"

رشی نے پیر دھرتی سیدھی کی۔ دان جوڑنے لگا تو منی بولا "راجہ بس کر۔"

"کس کارن بس کروں؟"

"اس جگ کے سنسار میں گئوئیں تھوڑی ہیں، بوجھنے کی باتیں بہت ہیں۔"

میں نے اسے اس نے مجھے دیکھا "کیا مانگتا ہے؟"

"شانتی۔"

"شانتی [illegible] دیکھو [illegible] ساگر میں [illegible]"

[illegible] اور ٹوٹ گئے۔
مائرن ــــ پھر کتے جاگ اٹھیں گے ــ

۱۲ - دسمبر :

"یہ خبر ہے یا افواہ ہے؟"

"صاحب! مصدقہ خبر ہے۔ ساتواں بحری بیڑا چل پڑا ہے۔"

"واقعی؟"

"واقعی، اب تو خلیج بنگال میں داخل ہونے والا ہے۔ بس اب جنگ کا پانسہ پلٹنے والا ہے۔"

[illegible] جہاں [illegible] صاحب [illegible] ساتویں بحری بیڑے [illegible] مجھے یاد آتا ہے کہ اسی مضمون کا اشتہار [illegible] دیکھا ہے۔ کہاں؟ کس دیوار پر؟ [illegible] شہر کی دیواریں [illegible] کون سی دیوار تھی وہ؟ [illegible] دیوار دیکھتا پھرا ہوں ــــ [illegible] ایک بڑا سا اشتہار [illegible] کی تصویر [illegible] ہے۔

"اماں کیسا اخبار ہے؟ کیا اس میں درج ہے؟"

"اے صاحب! مضمون واضح ہے [illegible]"

"اماں نہیں؟"

"تو پھر قبلہ آپ خود پڑھ لیں۔"

"اچھا؟ پھر تو بہت برا کھیری ہوگی۔"

"اے صاحب! وہ تو ہوگی۔"

"مگر میرے عزیز! فرنگی کچھ منہ کا نوالہ نہیں ہے۔ اس کے پیروں تلے گنگا بہتی ہے۔"

"اے [illegible]"

چھٹی کا دودھ یاد آجاوے گا ۔"

[illegible]

کہیں آگ پڑ گئی ۔"

"ڈھلو کے ، تجھے بسنت کی بھی خبر ہے ۔"

[illegible]

"ابے مخنچو ، ایران آریا آئے ۔"

"نہیں بے ۔"

[illegible]

"ایران کیا لینے آریا ائے بے ۔"

[illegible]
کرنے آریا اے ۔"

"کہا میرے سر کی قسم ۔"

[illegible]
ہو جاوے گا ۔"

"پور تو پوبارے ہیں ۔"

"پوبارے ہی پوبارے ۔"

"ابے او اودبلاؤ ، تیری بندوق کس دن کام آوے گی ۔"

"موقعہ تو آنے دے ، بس گوالیاری پیسہ تیار رکھ ۔ سالے سب فرنگیوں کی کلائیں اتار دوں گا ۔"

مگر میں یہاں زیادہ دیر نہیں ٹھہر سکتا تھا ۔ کرفیو کا وقت ہو قریب تھا ۔ میں نے ایک رکشا والے کو روکا ۔

بولا "بابو بلیک آؤٹ میں واپس آنا پڑے گا ۔"

"یار سیٹھ سے روپیہ زیادہ لے لینا ۔"

"اچھا بیٹھ جاؤ ۔"

[illegible]

خبراں ہیں ۔"

"کوئی نئی خبر نہیں ۔"

"پھر میرے سے سنو ! چین دی نوجاں آ گئی ہیں ۔"

"کون کہتا ہے ؟"

"[illegible] ۔ پکی خبر ہے جی ۔ رات کو جتنی لڑائی ہوتی ہے چینی نوجاں لڑتی ہیں ۔"

"رات کی کیا تخصیص ہے ؟"

"[illegible] لڑے ہیں ۔"

"اماں یہ سبز پوش بی بی کون ہے ؟"

"سبز پوش بی بی ۔ سنا تو ہے ۔ ایں گل دیگر شگفت ۔"

"[illegible] بس ایک غیبی گولے کی طرح [illegible] کو [illegible] کی طرح کاٹتی چلی جاتی ہے ۔ [illegible] معرکہ پڑ چکتا ہے تو غائب ہو جاتی ہے ۔ مجال ہے پھر اس کا آنچل بھی نظر آ جائے ۔"

"اے صاحب ! یہ تو عجب ماجرا ہے ۔"

"[illegible] بندۂ درگاہ نے اپنی آنکھ سے اسے دیکھا ہے ۔"

"اماں نہیں ؟"

"[illegible] پیتجھل نئیں ڈلھی دی ۔"

۱۴ - دسمبر :

[illegible]

دمدموں میں دم نہیں اب خیر مانگو جان کی
اے ظفر ! بس ہو چکی شمشیر ہندوستان کی

[illegible]
زردی کھنڈی دیکھی ہے -

سادہ دل اہل دلی ایران کے لشکر کے ہنوز منتظر ہیں -

۱۵ - دسمبر :

[illegible]
جلیبی - میں نے ان سے پوچھا کہ یہ دھاکہ کیسا ہوا تھا ؟

"کیا [illegible] میں ٹھونسے ہوئے پوچھا۔

[illegible]

[illegible]
سے بولا۔

[illegible] جاوید [illegible]
میں۔ تو ہمو کو بیٹ پوجا کر لینے دے۔ جا لمبا بن۔"

[illegible]
حفاظت کریں گے؟

[illegible]

[illegible]
پڑی ہیں۔"

[illegible]

[illegible]
اوجھل ہو گیا۔

۱۶ - دسمبر:

آج ستمبر کی ۱۶ [illegible] - قیامت کا دن - [illegible] کی سب سے [illegible]

قلعے کے [illegible] قفل [illegible]

[illegible] ایک مورت نظر آئی [illegible] کا دربان ہے [illegible] کہا کہ [illegible]
کی پلٹن آ رہی ہے۔

"اور حضور ظل سبحانی ؟"

"[illegible]
[illegible] نکل گیا [illegible]
کرتا ہے۔"

[illegible]
[illegible] آن ڈٹا۔

[illegible]
ہنکنی والے نے کڑک کر کہا: "لڑیں گے؟"

[illegible]
ہوتے ہیں۔

[illegible]
لاشوں کا فرش [illegible]
"[illegible] نے کہا کہ [illegible]

[illegible] ہو کر [illegible] ۔ بدن میں رعشہ آ گیا ۔ ہر قدم اُٹھاتا آگے بڑھا ۔ [illegible]
[illegible] اندھیرا [illegible] میں دیکھا ۔ میں گھر کی طرف دوڑا چلا جا رہا تھا ۔

گھر میں [illegible] حال [illegible] رو رہی تھیں ۔ مجھے دیکھ کے ان کی حالت اور غیر ہو گئی ۔ "بیٹے ! بتول کا کیا بنے گا ۔"

[illegible] مجھے دیکھا ، تامل کیا ، بولے:

"یہ خبر صحیح ہے ؟"

میں [illegible] سب کو معلوم تھا ، [illegible] ہی مجھے معلوم [illegible] کہا کہ "[illegible] کے دفتر جاتا ہوں ۔ وہاں سے پتہ چلے گا کہ صحیح خبر کیا ہے ؟"

"پھر جاؤ اور معلوم کر کے آؤ ۔"

[illegible] وہ اتنا ہی با خبر اور [illegible] ۔ واضح خبر کسی کے پاس نہیں تھی ۔ اور [illegible] کو [illegible] آ رہے ہیں ۔ [illegible] کے درمیان [illegible] میں [illegible] کوئی [illegible] کو خبر سمجھا ۔

[illegible] ۔

"[illegible] ! دفتر سے آ رہے ہو ؟"

"ہاں ! خبر پوچھو [illegible]"

"ہاں !"

"مت پوچھو ۔ صحیح صورتِ حال کا کسی کو پتہ نہیں ہے ۔ ہم نے [illegible]"

[illegible]

[illegible] رہے تھے ۔ وہ پوچھ رہے تھے جو وہ جانتے تھے ۔
[illegible] انکار کر رہے تھے ۔

(۸)

[illegible] ٹانگوں میں [illegible] کہ [illegible] جانے کتنا [illegible]

[illegible] سوچتے سوچتے کہاں [illegible] نکل [illegible] اس وقت [illegible]

[illegible] سر اٹھائے قدم [illegible] کے [illegible]

[illegible]

[illegible] دو قدموں کی [illegible]

[illegible] کے [illegible] میں رکشا کا [illegible]

[illegible]

[illegible] ہیں؟ خوف سے؟

چلتے چلتے [illegible] دیوار پر گئی جہاں ایک بڑا سا اشتہار لگا ہے۔ [illegible]

[illegible] سوار، ہاتھ میں تلوار، صورت خونخوار، [illegible]

[illegible] اور وہ لمحہ [illegible] مردہ تصویر، [illegible] اشتہارات ہوا میں [illegible] زندہ نظر آئے [illegible] ہے مگر اشتہار [illegible] نقش [illegible] اتارنا [illegible] Crush [illegible] [illegible] لیے۔ ان کے پاس آج تو ایک ہی سوال تھا۔

"مولانا صاحب! یہ کیا ہو گیا؟"

[illegible] ہے وہی کاٹتا ہے۔" پھر خاموشی سے حقہ پینے لگے۔

[illegible] مولانا صاحب! [illegible]

[illegible] کر [illegible] کے [illegible] گیا۔ اس وقت اس دم کوئی نہیں تھا۔ سب کمرے [illegible] بیٹھے [illegible] رہے تھے۔ [illegible] گئے۔ [illegible] صاحب کی آنکھ [illegible] ضبط کر [illegible] رہے۔ [illegible] ایک [illegible] کے [illegible] رکے [illegible] "مولانا صاحب! [illegible] لڑکے کے لیے دعا کرو۔ اس کی ماں رات سے مسلسل رو رہی ہے۔"

[illegible] صاحب [illegible] کو بھی کہو کہ [illegible] کریں۔ [illegible] سے [illegible] ان [illegible] ہیں [illegible] میں [illegible] ایک رکھا تھا۔ [illegible] اور [illegible] مل رہے تھے [illegible] جا رہا تھا۔ [illegible] سے [illegible] لگ رہا تھا کہ [illegible] میں دم نہیں ہے۔

[illegible] جیسے [illegible] میں آ گیا تھا۔ [illegible] ہوئے تیز تیز قدم۔ [illegible] ایک سڑک سے دوسری سڑک پر، دوسری سڑک سے [illegible] دیواروں پر [illegible] پڑھتا ہو۔ لگتا تھا کہ سارا شہر [illegible] کی دیواروں پر [illegible] لدا ہوا ہے، قد آدم [illegible] میں [illegible] اور کوئلے سے لکھے ہوئے نعروں اور [illegible] وہ سب پڑھ ڈالے گا۔ مگر بغیر کچھ محسوس کیے۔ [illegible] پر ایک ہی مضمون درج تھا اور کتنی بسیں [illegible] پر، شیشے پر ایک ہی نعرہ انگریزی کے دو لفظوں میں لکھا ہوا تھا، وہ بغیر کسی اکتاہٹ کے پڑھتا چلا گیا۔ کتنے لفظ [illegible] لگا کہ [illegible] رہا، [illegible] ہوئی [illegible] پر [illegible] کرنے لگی۔ دیواروں سے نظریں ہٹا کر آس پاس [illegible] دیکھنے لگا۔ سب کے چہرے [illegible] ایک سے ہو گئے تھے۔ [illegible] کی ایک پرچھائیں [illegible] جیسے [illegible] اسے [illegible] اور وہ شک میں پڑ گیا۔ [illegible] لگا اور [illegible] کر [illegible] لگا۔ وہ [illegible] سے [illegible] اور [illegible]

ایسا ہوتا ہے کہ جسم آدمی کے لیے بوجھ اور سر وبالِ دوش بن جاتے ہیں؟ پھر ایک رکشا اس کے قریب آ کر کچھوے کی چال چلنے لگی تھی۔ رکشا کو [illegible] دھیانی [illegible] کہ جناب آپ [illegible] کہاں ہے؟ کہیں بھی نہیں۔ جب کہیں جانا ہوتا ہے تو ہر رکشا [illegible] آتی ہے وہ ہر شخص [illegible] ہوئی اور اب جب کہیں [illegible] سوار ہے۔ "نہیں جناب۔" رکشے کی رفتار تیز ہوئی اور وہ آگے نکل گئی۔

میں نے تو قدموں کو کوئی ہدایت نہیں دی تھی۔ بس چل رہا تھا۔ لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا۔ مگر ملا کی دوڑ مسجد تک۔ پھر پھرا کر وہیں آن پہنچا۔ عرفان پہلے سے موجود تھا [illegible] میں سگریٹ دبائے ہوئے۔

"چائے؟"

"[illegible]"

"کیوں"

"[illegible]"

"[illegible]"

"[illegible]"

"[illegible]"

"[illegible]"

[illegible]

اور بغیر کوئی بات کیے واپس چلا گیا۔

وہ اور عرفان [illegible]

[illegible]

[illegible] ہونٹوں سے لگا کر سلگا لی۔

"یار کوئی بات کرو۔"

"بات کرنا بہت ضروری ہے؟"

[illegible] اور وقفوں کے [illegible] بیٹھے والوں کے باوجود آج کتنا خاموش تھا۔

[illegible] میز پہ جا بیٹھا۔ عبدل قریب آیا، "چائے؟"

"ہاں چائے۔"

"اور کچھ؟"

"اور کچھ نہیں۔"

عبدل نے جلد ہی چائے لا کر چن دی۔ عبدل آج جلدی جلدی [illegible] رہا تھا۔ چائے پینے والوں سے باتیں [illegible] کر رہا تھا۔

[illegible]

"اب ہمیں یہاں سے نکل چلنا چاہیے۔" عرفان بولا۔

"کیوں؟"

"شکست برداشت کی جا سکتی ہے۔ جذباتیت مجھ سے برداشت نہیں ہوتی۔"

مگر دھیمے سر والا آدمی سسکیاں لیتے لیتے ایک دم سے چپ ہو گیا۔ رومال سے آنکھیں پونچھیں اور خاموشی سے چائے پینے لگا۔

شہریار بات چیت کے ایک مختصر سے مظاہرے کے بعد پھر خاموش تھا۔ جو شخص سامنے میز کے ساتھ اخبار پڑھ رہا تھا، اب پھر چائے پینے اور اخبار پڑھنے میں مصروف تھا۔ ہال میں ٹکیے والے آدمی سے نئی چائے کا آرڈر دیا اور اٹھ کر قریب کی میز پر پڑا اخبار اٹھایا اور اپنی جگہ پر بیٹھ کر اسے الٹ پلٹ کرنے لگا۔ کونے کے قریب کی میز پر باتیں کرتی ہوئی ٹولی جو دم بھر کے لیے بالکل خاموش ہو گئی تھی، پھر دبی دبی آوازوں میں باتیں کر رہی تھی۔

سلامت اور اخلاق داخل ہوئے اور ان کے داخل ہوتے ہی شہریار کی خاموش میز میں ایک دھمک سی آ گئی۔ گھور کے اسے اور عرفان کو دیکھا اور زور سے کرسیاں گھسیٹ کر بیٹھتے ہوئے تند و تیز لہجے میں کہا:

"چائے منگاؤ۔"

سلامت نے پہلے اسے اور پھر عرفان کو گھور کے دیکھا: "تم لوگ ہو اس شکست کے ذمہ دار۔"

دونوں نے کسی ردِ عمل کا اظہار نہیں کیا۔

"عرفان، میں تم سے کہہ رہا ہوں۔ تم ہو اس شکست کے ذمہ دار۔ اور ذاکر تم۔"

"کیسے؟" اس نے سادگی سے پوچھا۔

سلامت نے لال پیلے ہو کر کہا: "تم سامراج کے پٹھو، تم بھولے بن کر پوچھتے ہو کیسے؟ سوچو کہ تم لڑکوں کو کیا پڑھاتے ہو؟ بادشاہوں کی تاریخ۔ افیون کی گولیاں۔ ہاں اور تمہارا رب ذمہ دار ہے جو میرے باپ کو روز مذہب کی افیون کی ایک گولی کھلا دیتا ہے۔ آج بھی ایک گولی کھلائی ہے۔ میرا باپ آج تیرے مذہب پرست بھائی سے ہار

کسی نے کے آپ ہے۔ کہتا ہے: انا اللہ ہم انصار ہیں۔ میں نے کہا بندے یہ لوٹیرے اب تمہیں نہیں بچا سکتے حساب کا وقت آن پہنچا ہے۔'

عرفان نے لال پیلے ہوتے سلامت کو سکون کے ساتھ دیکھا اور کہا: "او ہو یار آج تم نے اپنے باپ کو اپنا ساتھ تسلیم کر لیا ہے۔'

سلامت نے گھور کے عرفان کو دیکھا، "تم مجھ پر طنز کر رہے ہو؟"

"نہیں، اطمینان کا اظہار کر رہا ہوں۔"

کمرے کے قریب کی میز سے ایک نوجوان اٹھ کر آیا۔ سلامت کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا اور زہریلے لہجے میں بولا: "سلامت صاحب! میرے آپ کی پارٹی کے جلسے میں آپ کی تقریر سنی تھی جو آپ نے سکھ دیش کی حمایت میں کی تھی۔ آپ آج کس بات پہ افسوس کر رہے ہیں؟"

"افسوس؟" سلامت نے غصے سے کہا۔ "افسوس کیسا؟ میں سامراجی دشمنوں کو خبردار کر رہا ہوں کہ تم بازی ہار چکے ہو۔"

"یعنی پاکستان بازی ہار چکا ہے؟ یہی کہنا چاہتے ہو؟" نوجوان کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔

منیجر نے دور سے بگڑتی صورتِ حال کو دیکھا، لپک کر آیا اور نوجوان کو سمجھانے لگا "آپ اپنی میز پر چلیں اور چائے پی لیں۔"

"پہلے مجھے ذرا پوچھ لینے دیں کہ یہ بھائی صاحب چاہتے کیا ہیں؟"

منیجر نے نوجوان کو پکڑ دھکڑ کر کے اس کی جگہ پر بٹھا دیا۔ پھر آ کر کہا "سلامت صاحب! آج آپ ایسی باتیں نہ کریں۔ لوگوں کے دل آج بہت دکھے ہوئے ہیں۔"

"کن لوگوں کے دل؟" سلامت نے دانت کچکچا کر کہا۔

"دیکھیے میں آپ سے بحث نہیں کروں گا۔" منیجر نے ملتے جلتے عدل کو کہا "عدل! تم سلامت صاحب کے لیے چائے لاؤ۔"

عدل کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا۔ وہ چائے کی ٹرے لے کر اس میز پر پہنچ چکا تھا۔

"عدل!" عرفان نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا "یہ چائے میرے حساب میں جائے گی۔" اور سلامت کے کچھ کہنے سے پہلے عرفان اور وہ دونوں

شیراز سے باہر نکل آئے تھے۔

شیراز کے [illegible] ایک ٹولی کھڑی تھی۔ آپس میں کوئی بحث [illegible] رہی تھی اور لوگ اکٹھے ہوتے جا رہے تھے۔ کیا بحث ہے؟ [illegible] ایک لفظ [illegible] دیتا تھا [illegible] ایک دوسرے پر [illegible]۔

[illegible] عرفان [illegible] متوجہ ہوئے آگے بڑھے اور [illegible] "ملامت ٹھیک کہتی تھی۔"

"کیا ٹھیک کہتا ہے؟" عرفان نے برہمی سے اسے دیکھا۔

"وہ ٹھیک کہتا ہے، اس شکست کا ذمہ دار میں ہوں۔"

عرفان نے اسے گھور کے دیکھا، پھر بولا "ڈاکٹر! کہیں تم جمال عبدالناصر بننے کی کوشش تو نہیں کر رہے ہو؟"

"نہیں، وہ کیسے بن سکتا ہوں۔ ایک معلم غریب بزدل و شرمندہ جان، وہ جمال عبدالناصر کیسے بن سکتا ہے؟"

"پھر؟"

[illegible] ایک [illegible] ہوتی ہے۔ مگر اس [illegible] آگے [illegible] اور [illegible] امانت [illegible]۔"

[illegible] مگر اس [illegible] کی [illegible] بات ہے۔"

"کیا؟"

"[illegible] امانت [illegible] اٹھانے کے [illegible] جمال عبدالناصر ہونا چاہیے۔"

[illegible] "ٹھیک کہتے ہو۔ [illegible] اٹھانے والا چھوٹا ہے۔"

[illegible] خاموشی [illegible] چپ رہے [illegible] عرفان [illegible] "[illegible] میں چلا۔"

"کہاں؟ ڈیوٹی تو تمھاری رات کی ہے۔"

"[illegible]" اور فوراً ہی دوسری سڑک پر مڑ گیا۔

[illegible]

[illegible] وہ اس کا مقروض ہے۔

[illegible]

کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ [illegible] لیٹ گیا اور آنکھیں موند لیں۔ مگر اس ساری کوشش کے باوجود وہ بک بے رنگی کی کیفیت کے سوا کوئی کیفیت اپنے پہ طاری نہ کر سکا۔

"کاکے! تو یہاں کیا کر رہا ہے؟ سو رہا ہے؟"

"نہیں۔" وہ [illegible] کے [illegible] سامنے [illegible] کھڑا رہا۔

"[illegible] کر رہا ہے؟" [illegible] گھاس پر بیٹھتے ہوئے بولا۔

"[illegible] سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ کیا کہوں، کچھ سمجھ میں نہ آیا تو پھر [illegible] میں آ گئے۔ [illegible] ملاقات کرنے آیا کرتا ہوں۔ پھولوں سے [illegible] لگتے ہیں [illegible] ہیں۔"

"پھولوں سے ملاقات؟ آج کے دن؟"

"[illegible] میری آنکھ [illegible] میں نے سوچا [illegible] کیسے [illegible] میں نے [illegible] کھولا اور [illegible] دیکھتے [illegible] دیر تک [illegible] رہا [illegible] کچھ بھی تو نہیں تھا۔ میں نے [illegible] سو گیا۔ [illegible] تک [illegible] میری [illegible] کے [illegible] سے [illegible] کبھی [illegible] کیا تھا۔"

"نہیں"

"[illegible] ہم [illegible] تو [illegible] آئی [illegible] اندر [illegible] مگر [illegible] نہیں [illegible] تھی۔ میری ماں نے [illegible] کی [illegible] سے جا رہے ہو [illegible] واپس [illegible] آ گئی۔ مگر وہ [illegible] کے [illegible] تھوڑے [illegible] کے [illegible] واپس لے چلو۔"

"واقعی؟" وہ ہنس پڑا۔

"[illegible] اب تک [illegible] ہی ہے کہ [illegible] چلے [illegible] تو آج اس [illegible] کے [illegible] میں [illegible]

بات اُٹھا۔ اس نے مجھے بہت سارے [illegible] کھلائے۔ پھر کہنے لگی کہ
[illegible] باڑھ تو اُتر گئی ہوگی۔ تم [illegible] واپس [illegible]۔ میں اس کی صورت
دیکھے گیا۔ [illegible] آیا کہ کہوں کہ ہاں [illegible] تھی [illegible] اُدھر [illegible] تو [illegible]
[illegible]۔ حالانکہ واپسی کا راستہ کہاں ہے [illegible] دل [illegible] کہ [illegible] آئے [illegible]
[illegible] بیٹھیں گی۔ [illegible] یہاں سے نکل ہی جاؤ تو میں نکل کھڑا ہوا۔
[illegible] کو [illegible] سوچا کہ آج کے دن مکروہ لوگوں کے [illegible]
کہ [illegible] کر [illegible] اور [illegible] سے ملاقات کی [illegible]" [illegible]
[illegible] کہنے لگا "دھوپ اس وقت اچھی ہے [illegible] رہی ہے۔"
لہجے میں [illegible] آ گئی۔ "دسمبر کی دھوپ [illegible] ہوتی ہے [illegible]
ڈھل جاتی ہے۔"

افضال ٹھیک کہتا ہے، اس نے سوچا۔ جب دل و دماغ [illegible]
اور سوچنے اور محسوس کرنے کی صلاحیت [illegible] تو آدمی کو [illegible]
کہ [illegible] کی صحبت میں [illegible] اور [illegible] سے [illegible]۔ [illegible]
[illegible] کرتے ہیں۔ [illegible]
کو [illegible] کی اس [illegible] وہ [illegible] کر [illegible]
[illegible]۔ [illegible] کے [illegible] اس کی [illegible]
[illegible] کے [illegible]
[illegible] وہیں [illegible] ہوئے [illegible]۔

[illegible]

وہ مشکل سے [illegible] کی [illegible] واپس [illegible]
خوش نظر نہیں آتا تھا "ہاں کہو۔"

"[illegible] کا انتظام [illegible]"

"کیا؟" اس نے عجیب نظروں سے افضال کو دیکھا۔

"[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] یار! [illegible]
بہت مکروہ لوگ ہیں۔"

وہ تلخ سی ہنسی ہنسا ، بولا کچھ نہیں۔

"[illegible] خیال ہے دماغ [illegible]"

"تجھ پہ تو اعتبار ہے ، اپنے پہ اعتبار نہیں ہے۔"

"[illegible] الاٹ ہونے والے ہیں۔"

"وہ تو میں بہت دنوں سے سن رہا ہوں۔"

[illegible] الاٹمنٹ [illegible] ایک مربعے میں گلاب کے تختے ہوں گے۔"

"ایک مربعے میں؟ ــــ کس خوشی میں؟"

[illegible] کیا خیال ہے؟"

"اچھا خیال ہے۔"

"[illegible] خوبصورت [illegible] ہے۔"

[illegible] اٹھ گئیں۔ "ہوائی حملہ" اس کے منہ سے نکلا۔

"[illegible]"

"ہمارے سائرن آج صبح سے خاموش ہیں۔"

[illegible] اور یہ سب پٹرول ــــ" وہ چپ ہو گیا۔

[illegible]

"یار! جنگوں کو ہم روک نہیں سکتے؟"

افشاں نے اتنی معصومیت سے پوچھا کہ وہ ہنس پڑا۔

[illegible] کیا ہم جنگوں کو روک نہیں سکتے؟"

[illegible]

[illegible] ہے۔۔۔ڈاکو۔"

[illegible]

"تو میرا بازو بنے گا؟"

[illegible] صبح تک نہ سو سکا۔

[illegible] اسلوب [illegible] یک [illegible] کرکے
[illegible] ۔ [illegible] ۔ [illegible] کے [illegible]
[illegible] ۔ [illegible] ۔ [illegible] بو چکی
[illegible] کو دیکھ رہا ہوں ،
[illegible] ۔ [illegible]
[illegible] ۔ [illegible] ۔ [illegible]
نہیں ہے ۔

[illegible]
[illegible] ۔ [illegible] ٹھیک [illegible] تھا ۔
[illegible] ۔ [illegible]
[illegible]
[illegible] میں [illegible] اور [illegible]
[illegible] خود [illegible] ۔ [illegible]
[illegible] آدمی [illegible]
[illegible] ۔ اور [illegible]
[illegible] اور [illegible] ملک سے
[illegible] ۔ [illegible]
[illegible] کرتے ہو اور [illegible] میں سے ایک [illegible]
[illegible] ۔ [illegible]
[illegible] اور [illegible] کے [illegible] ہو گئے اور
[illegible] ہو گئے ۔ اور جب
[illegible] بھائیوں میں سے
[illegible] میں سے [illegible]
[illegible] ۔ اس نے [illegible]
[illegible] ہوئی ہے اور اس کے
[illegible] ۔ [illegible]
[illegible] ۔ [illegible] ،
[illegible] مسلسل حالات [illegible] ہوئے [illegible]
[illegible] اور دارو گیر میں مبتلا ہیں ۔

ایسے محل میں بیٹھا ہوں ، دروازے سے باہر نہیں نکل سکتا ۔ ہاں نہ کہ کوئی میرے پاس آوے ، شہر میں ہے کون ؟ گھر کے گھروں کے چراغ بڑے ہیں ۔۔۔ بے موجوں کی قلزم خول ۔ کاش یہی ہوتا ۔ وہ ایک بے کلی کے ساتھ اٹھ کے بیٹھ گیا ۔ اندھیرے میں آنکھیں پھاڑ کر ادھر ادھر دیکھا ۔ میں کہاں ہوں ؟ کہاں کہاں کس کس کی کہی ہوئی باتیں ، کس کس کے تیور ، میرا دست بستہ کی طرح تک رہے ہیں ۔ پھر سوچا کہ اس [illegible] ڈائری لکھنے بیٹھ جاؤں ۔ [illegible] لکھنے کی یہ قسم نہیں کیسی تھی ۔ [illegible] کی ڈائری [illegible] [illegible]
کی اور لکھنا شروع کر دیا ۔

۱۸ - دسمبر :

[illegible]

[illegible]

بے چراغ ہیں ، کتنے ڈھئے پڑے ہیں ۔

[illegible]

شکر، مرنگ ان کے تعاقب میں ہے ۔ شکاری کتوں کی مثال [illegible]

[illegible]

آگے بڑھ لیا ۔

جھانسی کے نواح سے گزرتے گزرتے ایک راہرو سے [illegible] یہ بستی !

[illegible]

[illegible] دی ۔ جھانسی کا قصہ ہو گیا ۔

میں آگے بڑھ لیا ۔ کتنے شہروں کے نواح سے گزرا ۔ ہر شہر کو پایا ۔ ہر مورچے کو ٹھنڈا دیکھا ۔ نربدا میں پانی تھوڑا تھا ، مجھ سے

تب میں نے دریا کو پار کیا۔ عبور کر کے آگے چلا تو ایک جنگل نظر آیا۔

تالتیا توپی سے ملاقات :

جنگل سے گزرتے گزرتے تاتیا ٹوپی سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ وہ اس گھور ڈراؤنے جنگل میں ایسے نظر آیا جیسے کوئی بن میں شیر۔ میں نے مودب ہو اسے شہروں کا احوال سنایا۔

"دلی کا زوال ہو چکا۔"

"پھر کیا ہوا؟" اس نے لاپروائی سے جواب دیا۔

"لکھنؤ کی بھی بساط اُلٹ چکی ہے۔"

"پھر کیا ہوا؟"

"جھانسی کی رانی ماری گئی۔ جھانسی کا ... رام ہو گیا۔"

"پھر کیا ہوا؟"

"ہندوستان جنگ ہار چکا ہے۔"

"پھر کیا ہوا۔"

"اب لڑنا بے سود ہے۔ مصلحت کا تقاضا یہ ہے کہ ہتھیار ڈال دیے جائیں۔ ویسے بھی برسات گزر چکی ہے۔ نربدا میں پانی آ چکا ہے۔ فرنگی فوج کے رستے میں اب کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔" تاتیا ٹوپی نے مجھے گھور کے دیکھا۔ بولا: "میرے مترا پہلے میں ہندوستان کی عزت بچانے کے لیے لڑ رہا تھا۔ اب ہندوستان کی آتما بچانے کے لیے لڑ رہا ہوں۔ وہ لڑائی ہار گیا۔ یہ لڑائی نہیں ہاروں گا۔" چپ ہوا۔ مجھے غور سے دیکھا، بولا "تم مسلمان ہو؟"

"الحمد للہ کہ میں حلقہ بگوش اسلام ہوں۔"

"جبھی۔"

"اس کا مطلب؟"

"میترا مطلب اس کا ظاہر ہے۔ تم مسلمان لوگ اب صرف تخت کے لیے لڑتے ہو۔ لڑتے بھی کہاں ہو۔ کچھ پتہ ہے کہ دلی کے قلعے میں کیا ہوتا رہا ہے۔"

دلی کے قلعے میں کیا ہوتا رہا ہے؟ اب اور تب ... شہزادیوں کے ہتھیوں

[illegible] ان کی زندگی [illegible]
[illegible] ہو رہی تھی ۔ وہ کسی جنگل میں ہے [illegible] وہ [illegible]
[illegible] رہا ہے ۔ کتنے لوگ ڈرتا [illegible]
میں ۔ جنگل کے جانوروں کی آغوش کشادہ ہے [illegible]
کر [illegible] پہنچتے ہیں ۔ وہ [illegible]
کتوں نے بھونکنا شروع کر دیا ہے ۔ [illegible]
[illegible] جا رہے ہیں ۔ کتنے [illegible] اسی طرح بھونک رہے ہیں [illegible]
رات بھونک رہے تھے ۔ ان کے لیے کون [illegible]

لکھتے لکھتے وہ اٹھا ۔ کھڑکی کھول کر باہر نظر ڈالی ۔ [illegible]
[illegible] میں روشنی ہو رہی تھی ۔ [illegible] کمروں میں [illegible]
تھی ۔ اسے یہ روشنی عجیب لگی ۔ وہ [illegible]
کتنی گہری اور کالی ہے ۔

واپس آیا ، بستر پہ لیٹے لیٹے گھڑی پہ نظر ڈالی [illegible]
صرف دس بجے ہیں [illegible] اچھا [illegible] لگ رہا ہے کہ [illegible]
یہ رات تو جنگ کی راتوں سے بھی لمبی ہو گئی ۔

(۹)

خواجہ صاحب ابھی ابھی آ کر بیٹھے تھے۔ انا خان نے سگرٹ کی [illegible] ان کی طرف مڑتے ہوئے پوچھا: "کچھ پتہ چلا؟"

"ہاں کچھ پتہ چلا تو ہے۔" آج خواجہ صاحب کے لہجے میں امید کی رمق تھی۔

"اچھا! کیا پتہ چلا؟"

"[illegible] ایک شخص آیا ہے۔ کہتا ہے کہ اس نے [illegible] بنکاک میں دیکھا ہے۔"

"بنکاک میں؟"

"[illegible] ملاقات کرامت سے ہوئی ہے۔"

"کون شخص ہے یہ؟"

"[illegible] میں سیالکوٹ جا رہا ہوں۔"

"جاؤ اللہ مدد کرے گا۔"

[illegible] ہے اور واپس آئے گا۔"

[illegible] بچ گیا ۔ بس ایمان پختہ رہنا چاہیے ۔"

[illegible] سیالکوٹ والے آدمی کی خبر مجھے مل گئی ۔"

"اس کے کلام میں بہت تاثیر ہے ۔"

"بس جی ! میں آج سیالکوٹ جا رہا ہوں ۔"

[illegible]

[illegible] وہ بدبخت سلامت ، پتہ ہے کیا کہتا [illegible] مل گئی ۔ میں نے کہا کہ حرام [illegible]

[illegible]

پھر خواجہ صاحب کو جلدی خیال آ گیا کہ انہیں سیالکوٹ جانا ہے۔ اور وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کے نکلتے ہی امی داخل ہوئیں۔ "امی! یہ خواجہ صاحب کیا کہہ رہے تھے؟ کرامت کا کچھ پتہ چلا؟"

ابا جان نے کسی قدر نارمل کے ساتھ جواب دیا "کہتے ہیں کہ کوئی شخص [illegible] آیا ہے۔ اس نے کرامت کو [illegible] میں دیکھا ہے۔"

"آگے کیا بتاتا ہے؟"

"بس آگے کی بات کا تو مل کر ہی پتہ چلے گا۔ وہ شخص سیالکوٹ میں ہے۔ آج سیالکوٹ جا رہے ہیں۔ دیکھو۔"

"جی! وہ غیر آدمی۔ وہ جھوٹ کیوں بولے گا؟ اس نے کرامت کو دیکھا ہوگا جب اس نے یہ بات کہی ہے۔"

"ہاں! مگر کب کہا جا سکتا ہے؟" ابا جان چپ ہو گئے۔ پھر بولے "بہرحال آدمی کو ہر حال میں خیر ہی کی توقع رکھنی چاہیے۔"

"ہاں! ہماری تو دعا ہی ہے کہ کرامت جس طرح بھی ہو واپس آ جائے نہیں تو ہمارے خواجہ صاحب جیتے جی مر جائیں گے۔" امی نے کہتے کہتے ٹھنڈا سانس بھرا۔ "ارے کوئی ہمارے دل سے پوچھے۔ ہمارے دل پہ کیا گزر رہی ہے۔ خواجہ صاحب اپنے ایک کے لیے اتنے پریشان ہیں۔ ہمارے یہاں تو ایک پورا خاندان لاپتہ ہے۔" رکیں، پھر بولیں "ابھی! میں نے رات کو خواب دیکھا کہ جیسے بتول ہے۔ چھوٹے [illegible]، سر میلا [illegible]۔ میں اس کے سر میں کنگھی کر رہی ہوں اور کہہ رہی ہوں کہ اری! تیرے سر میں تو جوئیں بھری پڑی ہیں۔" یہ کہتے کہتے وہ چپ ہو گئیں، پھر آنچل منہ پہ رکھ لیا۔ ان کی آنکھ بھر آئی تھی۔

ابا جان کا سر جھک گیا۔ پھر انہوں نے ٹھنڈا سانس بھرا، بولے:

"اب ہمیں مر جانا چاہیے۔"

"جی؟" اس نے چونک کر ان کی طرف دیکھا۔

"ہاں بیٹے! اب ہمیں مر جانا چاہیے۔ بہت زندہ رہ لیے۔ [illegible] دیکھنا تھا، وہ بھی دیکھ لیا۔ آگے دیکھنے کو [illegible]۔"

"حالات بہتر ہو رہے ہیں۔ آگے اور بہتر ہو جائیں گے۔"

"مگر کتنے دن کے لیے؟" ابا جان رکے، پھر بولے: "بیٹے! حالات کے بہتر ہونے سے کچھ نہیں ہوتا۔ اعمال بہتر ہونے چاہئیں۔"

امی نے جیسے کچھ نہیں سنا۔ ان کا دماغ کہیں اور کام کر رہا تھا۔
"ارے بیٹے! تو اُس روز کہہ رہا تھا کہ صابرہ نے ریڈیو میں نوکری کر لی ہے؟"

"[illegible] مجھے پتہ نہیں، سرفراز نے لکھا تھا۔" صابرہ کے اچانک ذکر پر وہ کچھ سٹپٹا گیا تھا۔

"تو بیٹا! اُسے ہی خط لکھ۔"

"[illegible]" اس کی سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ امی کیا کہہ رہی ہیں؟

"[illegible] کے سب رشتہ دار ہندوستان میں ہیں [illegible] وہ لپ چھپ کے ان کے پاس پہنچ گئے ہیں۔"

[illegible] سے کہا۔

"اے ہے مجھے کیا خبر؟ میں نے تو سنا ہے۔"

"جیسی تم سننے والی ہو، ویسے ہی سنانے والے ہیں۔"

[illegible] ہی نکل کھڑا ہوتا ہے۔ یہ تھوڑا ہی دیکھتا [illegible]

"مگر وہ زمین تو اس پر پہلے ہی تنگ ہو چکی تھی۔"

[illegible]

[illegible]

خط تو لکھو۔"

صابرہ کو خط لکھوں؟ اب اتنے زمانے کے بعد؟ وہ پس و پیش میں پڑ گیا۔ مگر اسے جھٹ ہی خیال آیا کہ میں خط لکھ کیسے سکتا ہوں؟ پاکستان ہندوستان کے ساتھ ڈاک تو بند ہے۔ خط لکھا کیسے جا سکتا ہے؟"

"ارے ہاں میرے تو خیال ہی نہیں رہا تھا۔" بیگم ... بولیں "پھر بھی خط لکھنے والے لکھ ہی رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ لندن وغیرہ کے ذریعے ہندوستان سے خط و کتابت ہو رہی ہے۔ ... لندن میں تمہارا کوئی دوست ہے؟ خط اسے بھیج دیجیے۔ وہ وہاں سے ہندوستان بھیج دے گا۔"

وہ پھر پس و پیش میں پڑ گیا۔

"یار! میں خط لکھنا چاہتا ہوں۔"

"کسے؟"

"صابرہ کو۔"

"صابرہ کو؟" عرفان نے غور سے اسے دیکھا۔

"ہاں صابرہ کو۔"

"اب عمر گزارنے کے بعد؟"

"یار اسی کے دماغ میں یہ بات آ گئی ہے کہ ہندوستان میں جو رہ گئے ہیں ان کا پتا ہونا چاہیے۔ تو اب وہ تقاضا کر رہی ہیں کہ صابرہ کو خط لکھو۔"

"اور یہ جناب تمہاری خواہش کے عین مطابق ہے۔" عرفان مسکرایا۔

میری خواہش کے مطابق؟ وہ سوچ میں پڑ گیا۔ میری اب کیا خواہش ہے؟ اب جبکہ اتنا زمانہ گزر چکا ہے اور اتنا فاصلہ پیدا ہو چکا ہے۔ محبت و الفت کے درمیان زمانہ اور زمین دونوں حائل ہو گئے ہیں۔ دوریاں ... اکٹھی ہو گئی ہیں۔ کتنا زمانہ ہو گیا ہے جب ہم ... ہم وطن ... تھے۔ ہمارے دونوں کے سروں پر ایک ہی آسمان پھیلا ہوا تھا۔

دن گزرتے چلے جا رہے تھے۔ دن، مہینے، سال۔ ... کے دروازے ہمیشہ کے لیے بند ہو چکے تھے۔ ... جانے والے ... بیچ میں پھر کوئی اچانک آ نکلتا اور لوگ حیران ہو ...

[illegible] وہاں سے کوئی بچ کر بھی نکل سکتا ہے؟ [illegible]
[illegible] وہاں [illegible] کیسے نکلے اور یہاں تک کیسے پہنچے [illegible]
[illegible] وہ [illegible] گھر میں [illegible]
[illegible] کیسے [illegible]
[illegible] میں [illegible]
[illegible] کوئی نہ کوئی [illegible] دل ہی [illegible]
کسی [illegible] کوئی مجھے پہچان لے [illegible]
[illegible] اور [illegible]
بیٹھا ہوا رہتا ہے۔"

"[illegible]"

"[illegible] بس میں ڈر گیا کہ کوئی مجھے پہچان نہ لے۔
[illegible] چل [illegible]
اور [illegible] میں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کے [illegible]
[illegible] میاں [illegible] آئے [illegible]
اور [illegible] میں [illegible] کے قریب جا بیٹھا [illegible]
[illegible] اور بس رو پڑا۔ اُنھوں نے میرے [illegible]
[illegible] گئے۔ میں نے سوچا کہ [illegible] ان کے [illegible]
[illegible] صبح [illegible]
بگڑ گئی۔"

"وہ کیوں؟ کہیں آنکھ لڑ گئی؟"

"[illegible] اصل میں اُن دنوں وہاں [illegible] چل رہی تھی۔ [illegible]
[illegible] دل آئے ہو تو [illegible]
[illegible] کے لیے رک گیا۔"

"کیسی فلم ہے؟"

"ایک دم سے فرسٹ کلاس۔"

"بس ایک ہی فلم دیکھی ؟"

[illegible] میں ۔"

[illegible] اور ابد تک ہوتا رہے گا ۔

"شاہ صاحب ! آپ کے عزیزوں کا کچھ پتہ چلا ؟"

"نہیں بھائی ۔"

"آنے والوں میں سے کسی نے کچھ نہیں بتایا ؟"

"نہیں بھائی ۔"

"کسی طرف سے کوئی خط ؟"

"نہیں بھائی ۔"

"تعجب ہے ! اتنے لوگ آئے ہیں ، کسی نے کچھ نہیں بتایا !"

"تمہارے بیٹے کا کچھ پتہ چلا ؟"

"ہاں جی، شاہ صاحب! آپ کی دعا سے کچھ پتہ چلا تو ہے۔"

"کیا پتہ چلا؟"

"شاہ صاحب! میں نے مولانا ثناء اللہ سے فال نکلوائی تھی۔ بہت اچھی فال نکالتے ہیں۔ فال میں نکلا ہے کہ کرامت خیریت سے ہے، واپس آئے گا۔ اور بھی نجومی بھی یہی کہتے ہیں۔ نجومی نور دین ہے نا۔ میں اس کے پاس گیا تھا۔ اس نے باقاعدہ زائچہ بنا کے مجھے دکھایا کہ خواجہ صاحب اپنی آنکھ سے دیکھ لو۔ اس وقت تمہارے بیٹے کا ستارہ خانہ زحل میں ہے۔ بس نکلنے والا ہے۔ بس دیکھتے رہ جاؤ گے۔ کسی روز اچانک سے آ جائے گا۔"

"اللہ بہت مسبب الاسباب ہے۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔"

"مجھے تو یقین ہے کہ ایسا ہی ہوگا۔ ویسے آج میں لائل پور جا رہا ہوں۔"

"وہ کیوں؟"

"ابھی وہاں [illegible] ہے۔ اس کا [illegible] سے نکل کے آیا ہے۔ [illegible] بتایا کہ وہ کرامت سے ملا تھا۔ بلکہ وہ تو [illegible] کرامت نے اس سے کوئی چٹھی بھی دی ہے۔ تو آج میں لائل پور جا رہا ہوں۔ دیکھوں [illegible] چٹھی میں کیا لکھا ہے۔" اٹھ کھڑے ہوئے۔

خواجہ صاحب [illegible] داخل ہوئیں: "جی! میں نے کہا کہ [illegible] صاحب فال کی بات کر رہے تھے تو مجھے خیال آیا کہ ہم بھی کیوں نہ فال نکلوائیں۔"

"[illegible] فال میں [illegible] اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا تب کچھ ہوگا۔ بس اس پہ بھروسہ رکھو۔"

"پھر جی اس کا حکم کب ہوگا؟" امی نے [illegible] سے کہا۔

"اس کی مصلحت وہی جانتا ہے۔ ہم تو [illegible] اس کے حکم کے منتظر بیٹھے ہیں۔ حکم ملے تو کچھ کریں۔" رکے، ٹھنڈا سانس بھرا۔ "بس اب ہمیں مر جانا چاہیے۔"

"اے ہے تم کیا [illegible] مرنے کی [illegible]

سوار ہوا ہے؟"

"[illegible] کر کی [illegible] [illegible]
روہ یہ اس دیس میں مہمان ہیں۔ ڈاکٹر کی [illegible]
چاہیے۔ اُنہیں یہاں ہمیشہ نہیں رہنا۔"

امی نے [illegible] کی بات سنی اور اس کی [illegible]
ہو گئیں۔ [illegible] کے خط کا جواب نہیں آیا؟"

"امی آ جائے گا۔ ڈاک وہاں دیر سے پہنچتی ہے اور دیر سے [illegible]
آتی ہے۔

"ارے بیٹے! آخر کتنے دنوں میں خط پہنچتا ہے اور آتا ہے؟ تجھے خط
لکھے ہوئے خاصے دن ہو گئے۔"

"امی! ہندوستان پاکستان کی ڈاک میں بہت گڑبڑ ہے۔ کوئی خط
پہنچتا ہے، کوئی نہیں پہنچتا۔"

"ارے بیٹا، تو اپنے دوست کو دوسرا خط لکھ۔"

"لکھا ہے امی، میرا خیال ہے اس خط کا جواب جلدی آئے گا۔"

"یار، میں دو خط لکھ چکا ہوں۔ سریندر نے جواب نہیں دیا۔ پتہ
نہیں کیا بات ہے۔"

"پھر اُسے براہِ راست خط لکھو۔"

"اُسے؟" وہ سوچ میں پڑ گیا۔

تبھی [illegible] دروازہ کھلا اور افضل داخل ہوا۔ "یار! سنا ہے [illegible]
کہ وہ چوہا بھی آ گیا۔"

"کون؟"

"زوار۔"

"ہم نے بھی سنا ہے" [illegible] ہوا اُسے آئے ہوئے۔ [illegible]
[illegible] کے [illegible] شہروں کے [illegible] میں تھوڑا [illegible]۔

"[illegible] اُسے [illegible] وہ ہم میں [illegible]
آدمی ہے۔"

[illegible]

"ہاں یار! مجھے اُس پہ بہت ترس آتا ہے۔ وہ رحم کا مستحق ہے۔"

"کس وجہ سے؟"

"اس وجہ سے کہ وہ سی - ایس - پی ہو گیا ہے اور ترقی کرتا چلا جا رہا ہے -"

"[illegible] وہ بہت قابل [illegible] ہے -" [illegible] نے [illegible] میں کہا

"[illegible] بہت [illegible] ہوں -"

"ہم صرف چائے پلا سکتے ہیں -"

[illegible] سے دکانی [illegible] صرف [illegible] کی طرف دیکھتے ہوئے بولا: "باچ اپنا کاکا دے گا -"

[illegible] کے حوالے [illegible] ہوئے [illegible] کے لیے دعا کرنا چاہتا ہوں -"

"کہ وہ امریکہ ہی میں رہیں -"

"[illegible] تمہیں [illegible] امریکہ کروں [illegible] اس الاٹ [illegible] گلاب [illegible] ہوں گے - ایک مربع میں میں چاہتا ہوں کہ بس بیر بہوٹیاں ہوں -"

"بیر بہوٹیاں ؟" عرفان نے طنزیہ نظروں سے اُسے دیکھا -

[illegible] دل میں [illegible] بیر بہوٹیاں [illegible] کرشمے [illegible] تم دونوں -"

"اور بیر بہوٹیاں -" عرفان نے ٹکڑا لگایا -

[illegible] خوبصورت لوگ رہیں گے -"

[illegible]

[illegible]

"یار، یہ تو وہی زمانہ آ گیا۔"

[illegible]

تم آسکو گے۔"

[illegible]

پر دوست کے گھر پہنچے۔"

"ہاں ہم بھی غدر کے وضع داروں میں سے ہیں۔"

"اگرچہ وہ وقت ابھی نہیں آیا ہے۔"

"ہاں ابھی تو نہیں آیا ہے۔"

[illegible]

مڑ کر شیشے سے جھانکا ۔ پھر پہلے کی طرح ایک پٹ ذرا سا کھولا "افضال جی، جلدی کرو۔" افضال کو داخل کرنے کے بعد اس نے دروازہ بند کر لیا ۔

نیم تاریک فضا میں خالی میز کرسیوں پر ایک نظر ڈالنے کے بعد اس نے میز پر نگاہیں مرکوز کیں جہاں وہ دونوں بیٹھے تھے "اے لوگو! تم سمجھتے ہو کہ فساد کی صورتیں پھر نمودار ہو رہی ہیں۔"

"ہاں ہم نے سنا اور ہم نے دیکھا اور ہم نے تصدیق کی ۔" عرفان نے ایک ہلکے سے طنزیہ لہجے میں کہا ۔

افضال نے خوش ہو کر اس کی پشت تھپکی "تو اچھا آدمی ہے ۔ بس سب تو بہت سے انکار کرتا ہے اس وقت مکروہ ہو جاتا ہے ۔"

"یار، کیا پھر کچھ ہونے والا ہے؟" اس نے سوچتے ہوئے کہا ۔

"ہاں سلامت واپس آ گیا ہے" عرفان نے اس کے سوال کو نظر انداز کرکے اطلاع دی ۔

"کیا کہا؟ وہ چوہا پھر آ گیا؟" افضال چونکا "اور دوسرا چوہا؟"

"دونوں آ گئے ہیں اور مسلمان ہو گئے ہیں ۔"

"نہیں؟"

"بالکل، دونوں اسلامی دو پلّو ٹوپی سر پر منڈھ کر مسجد میں نماز پڑھنے جاتے ہیں ۔"

"واقعی؟" وہ حیرت زدہ رہ گیا "یہ واقعی تشویش ناک بات ہے ۔"

عبدل نے دانے لا کر رکھے، پھر کھڑا ہو گیا "یہ جی سب کیا ہو رہا ہے؟"

"جو تم دیکھ رہے ہو ۔" عرفان بولا ۔

"بس جی اچانک ہی شروع ہو گیا ۔ میں کہتا تھا نہیں تھا کہ پھر ایسا ہوگا ۔"

"عبدل!" افضال نے اسے گھور کے دیکھا "تو ابھی سودا ہو گیا ۔"

عبدل نے افضال سے سامنا ہوا تو ڈرا لا "افضال صاحب جی! آپ بتائیں، آخر ہوگا کیا؟ کیا ہونے والا ہے؟"

[illegible]
کا حکم نہیں ہے۔"

فائر بریگیڈ کی دور سے آواز آئی۔

"کہیں آگ لگی ہے۔"

خاموشی——سب کے کان فائر بریگیڈ کی آواز پر تھے۔

[illegible]

[illegible]
دودھ پیوں یا گوشت کھاؤں؟"

[illegible]
ہوا "ذاکر، اب تمہارے والد کا کیا حال ہے؟"

"[illegible]
مایوس ہو چکے ہوں۔"

"[illegible]"

[illegible]
سپرد کرتے جاتے تھے۔

"[illegible]"

جانے تو مشکل سے کھڑا ہوتا ہے۔"

[illegible]

اوراقِ پارینہ ہیں۔"

[illegible]

ہوتا۔"

[illegible]

ہوگئے، اور لمحہ بھر بعد خود ہی کہنے لگے "جب ہی تو حضرت

[illegible]

ادا کب کہ ہر وقت گریہ کرتی رہتی تھیں۔ ہم نے کیا حق ادا

۔ بس ٹھنڈی آہیں بھریں اور چپ ہو رہے۔ شاید ہمارے حصے میں

[illegible]

سخہ ہے، حکیم نابینا کا لکھا ہوا [illegible]

[illegible]

چیزیں اُلٹ پلٹ کرنے لگے۔

[illegible]

حوالے کر دیا۔

[illegible]

کو یاد کر رہی ہوں، یہ مل گئیں۔"

[illegible]

نہیں لگا ہے۔"

[illegible]

ہم پر بہت احسانات ہیں۔ یہ چابیاں امانت ہیں۔ اس امانت کی حفاظت

[illegible]

منع کیا۔ آہستہ سے دستک دی اور کہا "جناب امیر تشریف لائے ہیں۔"

وہ جیسے سکتے میں آ گیا ہو، بت بنا دیکھتا رہا۔ ابا جان

مرتبہ پھر آنکھیں کھولیں، اس کی طرف دیکھا، آہستہ سے جیسے

میں کہہ رہے ہوں "بیٹے صبح ہو رہی ہے، ذرا

[illegible]

ٹکا کے سسکیاں لینے لگیں۔

[illegible]

تھا، متانت سے بولا۔

[illegible] میری تائید کی۔ [illegible] ہے۔" [illegible] بولا "ادا کس، [illegible] کہ کاکا دوڑھ اُتر گئی ہوگی، گھر چل۔"

"ہاں ہاں، کیا ہوا انھیں؟"

"وہ مر گئی۔"

"اچھا؟ — بہت افسوس ہوا — مگر کیسے؟"

"[illegible] اس میں کیسی [illegible] کیوں نہیں ہوتا۔ [illegible] آدمی مر جاتا ہے۔"

"ٹھیک کہتے ہو۔"

"[illegible] کہا کہ کاکا، اٹھا ویلا [illegible] گئی ہوگی [illegible] گھر لے چل، میں نے کہا کہ میری [illegible] چڑھ گئی ہے۔ اس نے مجھے [illegible] ایک [illegible] اور مر گئی۔"

[illegible] بیٹھ گئی ہے، اس کا بندوبست کرو۔"

"جی، بہت اچھا۔"

"[illegible] شام کو [illegible] اور تم بھی تاکید کرنا۔"

"جی، بہت اچھا۔"

"[illegible]

[illegible]

[illegible]

قرار آ جاتا تھا۔"

"خواجہ صاحب، سلامت تو آ گیا ہے۔"

[illegible]

[illegible]

مونگ دلنے لگا۔ پتر، اس کے وہی لچھن ہیں۔"

"مگر میں نے تو سنا ہے کہ وہ اب نماز پڑھنے لگا ہے۔"

"ہاں پتر" خواجہ صاحب نے ٹھنڈا سانس بھرا "پہلے وہ ہمیں [illegible] سمجھتا تھا، اب اسلام پڑھا رہا ہے۔ [illegible] [illegible] وقت اس [illegible] [illegible] کہا تھا؟"

"جی، آپ نے درست فرمایا۔"

"پتر، لوگوں کو کیا ہوگیا ہے۔" خواجہ صاحب کا لہجہ ایک دم سے بدل گیا۔

"کیا ہوا؟"

"[illegible] [illegible] سنا ہے کہ [illegible] پہ نشان لگنے شروع ہوگئے ہیں۔"

"نشان؟ کیسے نشان؟"

"پتر، تو کس دنیا میں رہتا ہے۔ [illegible] کی تیاریاں ہیں۔ [illegible] [illegible] لگنے کی دیر ہے۔ یہ شہر [illegible] کا

[illegible] رحم ہی کرے۔"
پھر [illegible] ایک
بات بتا۔"

"جی"

"[illegible]
ہے۔ پاکستان پہ کوئی آنچ تو نہیں آئے گی؟"

[illegible]
ایسے چپ ہوئے کہ پھر ہمیشہ ہی کے لیے چپ ہوگئے۔"

[illegible]
سریندو کا خط ہے۔ اس نے عجلت سے لفافہ چاک کیا۔

[illegible]
گھوم پھر رہا تھا۔ لوٹ کے آیا تو تمھارے پتر ملے۔

[illegible]
ہوگئے ہو۔"

نئی دہلی

تمھارا

سریندر

[illegible]

[illegible]
خطوں کا سن کر رو پڑی! کیوں؟ میں ظالم؟ وہ کیسے؟

[illegible]

"دوست، بے وقت آنے کے لیے مجھے معاف کرو۔"

"[illegible] وقت اور بے وقت کے [illegible] ہو گئے۔"

"میں تو نہیں ہوں، میرے لیے سب وقت ایک وقت ہیں، مگر تیرے تو اوقات ہیں۔"

[illegible] رکھنا ہی پڑتا ہے، خیر چھوڑو اس ذکر کو۔"

[illegible] آج میں ڈرا ہوا [illegible]۔"

"ڈرے ہوئے؟ کیوں؟"

"ہاں! مجھے آوازیں سنائی دیتی ہیں۔"
"آوازیں؟ کیسی آوازیں؟"

"یہی تو میری سمجھ میں نہیں آتا۔ اچانک میں ڈرا کہ کہیں آندھی نہ چل پڑے اور کوئی چیخ مجھے آ لے۔"

[illegible] غور سے دیکھا جو بہت دہشت زدہ نظر آ رہا تھا۔

[illegible] کہیں میں——"

[illegible] نظر آتے ہیں۔"

[illegible] شکل——؟"

"بس [illegible] سو جاؤ۔ یہ پلنگ ہے، اس پہ لیٹو اور سو جاؤ۔"

"ہاں یار!" وہ [illegible] سی جھجک پہ جا لیٹا "میں سونا چاہتا ہوں۔" یہ کہتے [illegible] دیکھا، تعجب سے بولا "یار [illegible] مجھے [illegible] ہے۔" [illegible] اطمینان سے کہا "ٹھیک ہے، میں بھی بہت جاگا ہوا ہوں۔ [illegible] سوؤں گا۔" اور آنکھیں اس کی موندتی چلی گئیں۔

آوازیں؟ کیسی آوازیں؟ وہ بڑبڑایا۔ انسان کے تو کان بجتے ہیں۔ [illegible] اندر ڈول رہا تھا۔ یہ شخص [illegible] میں رہتا ہے۔ اور الگ سا [illegible]۔ یہ شخص ابھی تک بالغ نہیں ہوا ہے۔ سمجھتا ہے کہ وہ [illegible] کے ساتھ اپنے اسی پرانے قصبے کی فضا میں سانس لے رہا ہے۔ جنگل ویسے ہی درخت ہوں گے جیسے ہمارے روپ نگر میں تھے۔ روپ نگر، وہاں درخت ہی ایسے تھے جنہیں دیکھ کر ایسے وہم [illegible]۔ اور وہ تصور ہی تصور میں روپ نگر میں جا پہنچا۔ ٹیکا ٹیک دوپہری، [illegible] گزر کر کربلا کی طرف سے ہو کر وہ قصبے کے پیچھے پہنچے۔ پھر اور آگے چلے، چلتے چلے گئے۔ روپ بن میں جا پہنچے۔ چلتے چلتے ٹھٹکے۔ دور فاصلے پر بڑھ کا پیڑ دکھائی دے رہا تھا۔ [illegible] کے بیچ کھڑا ہوا [illegible] پیڑ جیسے راون کھڑا ہو۔ پیڑ میں جیسے [illegible] کچھ سنائی دے رہا ہو۔ پھر حبیب ڈری آواز میں بولا: "یار! یہ آواز کیسی تھی؟"

"آواز" بندو نے حیرت سے حبیب کی طرف دیکھا۔

"کچھ آواز آئی تھی۔ ذاکر! تجھے سنائی دی تھی؟"

"نہیں۔"

"سنو" حبیب نے ایسے کہا جیسے وہ پھر آواز سن رہا ہو۔

تینوں کے کان کھڑے ہو گئے۔ چمکیلی دھوپ میں گم سم کھڑے کان لگائے رہے۔ دور کی انوکھی بھید بھری آواز پر۔ [illegible] کچھ سنائی نہیں دیا۔ مگر حبیب اور بندو کے چہروں پر پھیلتی حیرت اور دہشت بتا رہی تھی کہ انہوں نے کوئی آواز سنی ہے۔ اور انہیں دیکھ کر وہ بھی حیرت اور دہشت کے اثر میں آ گیا۔

"[illegible]۔" حبیب نے ایسے کہا جیسے آواز چل کر ان کے قریب آ

رہی ہو اور دوڑ لینا چاہتی ہو۔ اور وہ ان کے ساتھ ساتھ دوڑ رہا ہے [illegible] پھاٹک [illegible] گیا، وہ کھڑا رہا۔ روڈ بن سے واپس [illegible] کمسوں کا [illegible] گئی۔ اور جیسے پیچھے پیچھے چلی آ رہی ہو اور ہنستی، ایسا [illegible] سوار ہو۔ ابھی تو کالا سمندر بھی دکھائی نہیں دیا تھا۔ دکھائی دیا بھی اس طرح کہ جیسے [illegible] کے اس پار ہو۔ جیسے اور بہت آگے نکل گئے تھے۔ وہ اکیلا پیچھے رہ گیا تھا اور دوڑے جا رہا تھا۔ جیسے زمانہ گزر گیا ہو اور دوڑتے جا رہا ہوں۔ کب تک دوڑتا رہوں گا۔ میرا سانس پھولنے لگا ہے اور ٹانگیں تھک چکی ہیں۔ تھکی ٹانگوں اور پھولے سانس کے ساتھ میں اس ترحن بن میں اکیلا دوڑ رہا ہوں۔ مگر کس تک، کہاں، کتنی دور ہے؟ دور تک کوئی آدمی نظر نہیں آتا۔ دوڑتے دوڑتے مٹی کی ٹیلے پر نظر گئی۔ آدمی، یہ آدمی ہے؟ اس کے جسم میں رعشہ دوڑ گیا اور پاؤں سو سو من کے ہو گئے۔ یہ آدمی ہے؟

افضال کے ایک اونچے خراٹے نے اسے دھکا دے کر چونکا دیا۔ وہ سوتا کہاں تھا؟ اس نے افضال پر ایک نظر ڈالی جو بے سدھ سو رہا تھا اور اونچے خراٹے لے رہا تھا۔ یہ شخص واقعی سات سو سال تک سو سکتا ہے۔ اس نے کرسی پر بیٹھے بیٹھے جمائی لی اور بڑبڑایا۔ پھر سوچ میں ڈوب گیا۔ افضال نے ٹھیک کہا۔ ہاں واقعی یہ وقت لمبی نیند سونے کا ہے۔ اسی سمت سے الگ کسی غار میں جا کر سو رہے۔ سوتا رہے، سات سو سال تک۔ جب اٹھے اور غار سے باہر نکل کر دیکھے تو پتہ چلے کہ زمانہ بدل چکا ہے۔ اور وہ نہیں بدلا ہے۔ اچھا ہے، اس سے اچھا ہے کہ روز صبح اٹھ کر اس اندیشے کے ساتھ آئینہ دیکھتے ہیں کہ اس کی صورت تو نہیں بدل گئی ہے اور دن بھر یہ وسوسہ ستاتا رہے کہ شاید وہ بدل رہا ہے۔ اب گرد لوگوں کو بدلتے دیکھ کر ایسے ہی وسوسے پیدا ہوتے ہیں۔ اب یہی ہوتا ہے کہ کوئی وسوسہ بند نہیں ہے، اور ہر آدمی بدل رہا ہے [illegible] وہ [illegible] شخص [illegible] تھا کہ [illegible]

[illegible] کہ [illegible] کچھ ہو گیا ہے۔"

"عزیز، تجھے کچھ ہوا ہے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ تیری شکل ——"

[illegible]

اس نے یہاں سے ڈیرا اُٹھایا اور جنگل میں جا براجا۔

"کارن؟"

[illegible]

[illegible]

[illegible]
اور دم اس گیانی کا نکل چکا ہے۔

[illegible]
شانتی شانتی، شانتی ——

[illegible]
اب سونا چاہیے۔

(۱۱)

"بیٹے یہ چابیوں کا گچھا اسی طرح پڑا ہے۔"

اس نے چابیوں کا گچھا میز پہ پڑا دیکھا اور شرمندہ ہوا۔ ابا میاں نے آخری وقت میں کس احتیاط سے یہ گچھا اس کے سپرد کیا تھا۔ "امی آج ضرور اسے اندر رکھ دوں گا۔"

"ہاں بیٹے یہ باپ دادا کی امانت ہے۔ اسے حفاظت سے رکھنا ہے۔" امی جان کہتے کہتے کمرے سے نکل گئیں۔ آخر گھر میں اور کام بھی تو تھے۔

باپ دادا کی امانت، وہ بڑبڑایا۔ "بیٹے یہ اس گھر کی چابیاں ہیں جس پر اب تمہارا کوئی حق نہیں ہے۔" اس گھر کی اور اس زمین کی [illegible] کی حفاظت۔ حفاظت یہاں میرے ہم [illegible] اور وہاں ایک پورا [illegible] سلسلہ ہے۔ پورا زمانہ۔ مگر زمانہ گزرتا کہاں ہے۔ گزر جاتا ہے پر پھر [illegible] آس پاس منڈلاتا رہتا ہے۔ اور گھر کبھی خالی نہیں رہتے۔ مکین چلے جاتے ہیں تو زمانہ ان میں بسا نظر آتا ہے۔ [illegible]

[illegible]
دوست ۔ مجبور لے جا کر جنگل میں چھوڑ دیتا ہے ۔

پلنگ پہ لچک دار سجن آئیو کہ جائیو
رتیا پہ مجرے دار سجن آئیو کہ جائیو

[illegible]
برستی رات میں ڈھولک کی آواز آتی چلی جا رہی ہے ۔۔۔

"ڈاکر ہمارے لیے بھی قبر بنا دے ۔"

"میں کیوں بناؤں ، خود بنا لے ۔"

[illegible]
رہتا ہے ۔

"ڈاکر! میری قبر تیری قبر سے اچھی ہے ۔"

"اچھی ہاں ؟"

"اپنا پاؤں اس میں ڈال کے دیکھ لے ۔"

[illegible]
پاؤں ۔ کتنی نرم ، کتنی خشک ۔۔۔

[illegible]
گئی ۔"

[illegible]
جو سخت گھبرائی ہوئی اس کے کمرے میں داخل ہوئی تھیں ۔

[illegible]

"کس نے ماری ؟"

[illegible]
بوت نے ان کا کیا بگاڑا تھا ۔"

[illegible] جنگل میں ہوں ۔ کتنا گھنا ، کتنا گہرا ۔ اور یہ نگر ـــــ

[illegible] میں قدم رکھتے ہوئے دہشت بھری آواز میں کہا ۔

[illegible] آگ لگ گئی ؟"

[illegible] کے نام تو بالکل یاد نہیں رہے ۔"

[illegible]

[illegible] کیا ہو رہا ہے ۔"

"امی باہر کچھ نہیں ہو رہا ، آپ اطمینان سے بیٹھیں ۔"

[illegible] واپس ہو گئیں ۔

[illegible] آدمیوں سے خالی ہو جائے گا ۔

[illegible] اور کتنے جنازے نکل چکے ہیں ۔"

[illegible]

سقے ابھی مشکیں لے لے کر آ گئے تھے ۔ مگر پانی میں مٹی کے تیل کی تاثیر تھی کہ مشک انڈیلے جانے کے بعد آگ کی لپٹیں اور تیز ہو جاتی تھیں ۔

حد میگوئیاں کرتے لوگوں کو حکیم بدلے علی نے غصے سے دیکھا "میں کہتا ہوں کہ کسی باہر والے کو کیا پڑی تھی کہ آ کر آگ لگاتا ۔"

"پھر کس نے لگائی ہے ؟"

"لوگو ! میرا منہ مت کھلواؤ ۔ جائداد کے جھگڑے نے اس خاندان کا شیرازہ بکھیر کے رکھ دیا ہے ۔"

"ذاکر مجھے ڈر لگ رہا ہے ، یہاں سے چلیں ۔"

"سبو تو بہت ڈرپوک ہے ، ابھی چلتے ہیں ۔"

"مجھے ڈر لگ رہا ہے ، چلیں یہاں سے ۔"

دھما کہ ! گرتی ہوئی چھت کی کڑیاں ایسے جل رہی تھیں جیسے اپن کی لکڑی جلتی ہے ۔

"آگ بجھانے والا انجن آ گیا ہے ۔"

"آگ بجھانے والے انجن ؟" میں نے حکلوں سے واپس آتے ہوئے کسی قدر چونک کر پوچھا ۔

"ارے اگر تھوڑی دیر انجن اور نہ آتا تو آس پاس کے گھر بھی لپٹ میں آ جاتے ۔ اور پھر گھر بھی کون سا الگ تھلگ ہے ۔" یہ کہتے کہتے الٹے پاؤں واپس ہٹ لیں جیسے میں ابھی خبر دینے ہی آئی تھیں ۔ مگر پھر کچھ سوچ کر رکیں "ذاکر ! تمہارے لیے چائے بناؤں ؟"

"جی نہیں" اس نے چونک کر امی کو دیکھا "نہیں امی" اور ساتھ ہی اٹھ کھڑا ہوا ۔

امی نے بے شک تیری نظروں سے دیکھا "اے بے مروت آتے ہی اٹھ کھڑا ہوا ۔"

"بس میں چل رہا ہوں ۔"

"کیا کہا" امی تقریباً چیخ پڑیں "تیری مت ماری گئی ہے ۔ آج کوئی نکلنے کا دن ہے ۔"

"امی ! حد جی صاحب نے بہت تاکید کی تھی ۔ ساحان کی قبر بیٹھ گئی ہے ۔ قبرستان جا کر کچھ اس کا بندوبست کروں ۔"

امی یہ سن کر ڈھیلی پڑ گئیں، مگر پھر بولیں "بیٹے! [illegible] تمام [illegible]
ہو سکتا ہے۔"

"کل! امی آپ کو کل کا بہت انتظار ہے" [illegible]
[illegible] "ہو سکتا ہے [illegible] کل کا دن آپ کے [illegible] سے زیادہ [illegible]
چڑھے۔"

امی [illegible] ہو کے گئیں۔ [illegible] اور [illegible]
سے جوتے پہن، بال درست کر باہر نکل گیا۔

دروازے پر ہی خواجہ صاحب سے مڈبھیڑ ہو گئی "[illegible]
پاس آ رہا تھا۔ تم کہاں جا رہے ہو؟"

"آپ نے کل کہا نہیں تھا، قبرستان جا رہا ہوں۔"

"لیکن" خواجہ صاحب متذبذب لہجے میں بولے "کیسے جاؤ گے۔
ادھر تو بہت گڑبڑ ہے۔"

"نہیں۔ چلا جاؤں گا۔"

خواجہ صاحب رکے، پھر بولے "ہماری مانو تو آج [illegible] جاؤ۔ [illegible]
چلے جانا۔"

"اچھا! میں [illegible]
آپ بھی اس گمان میں ہیں کہ کل اچھا چڑھے گا۔"

خواجہ صاحب سٹپٹا کر چپ ہو گئے۔ پھر [illegible]
میں بولے "بیٹے! پتہ نہیں تمہیں یہ بات [illegible] لگی ہے [illegible] مولانا صاحب
کے اٹھ جانے کے بعد میں شاید تم پہ کچھ روک ٹوک کرنے [illegible]
شاید [illegible] کی حکمت میں اب تمہیں۔۔" خواجہ صاحب کی آواز [illegible]
[illegible] گئی۔ فقرہ پورا کرنے سے پہلے ہی چپ ہو گئے۔

اس نے خواجہ صاحب کو دلاسا دینے کی کوشش کی "[illegible]
مونا جانتے ہی نہیں تھے۔ آپ یہ کیسی باتیں کر رہے ہیں۔ [illegible]
انتظار کب ہے۔ اور [illegible] دل انتظار [illegible]۔ کیا [illegible]
رسول [illegible] کی آمد [illegible]
ہوں جو کہاں [illegible] کے دھکے کھاتے [illegible] یہاں [illegible]

"ہاں! [illegible]" خواجہ صاحب مایوسانہ لہجے میں بولے "[illegible]

[illegible] دیکھو نہیں رہے ہو کیا [illegible] آرام سے چلے گئے" رکے، سوچا، [illegible] مولانا صاحب پریشان تھے۔ پر جب واپس آجائے تو مجھے بتا جانا کہ اطمینان ہو جائے۔"

[illegible] ٹھیک کہتی تھیں۔ [illegible] کہ آگ بھی ہو سکتی ہے۔ اور [illegible] ہے۔ آس پاس کے [illegible] فادر ریگینالڈ آیا [illegible] عمارت [illegible] ہو کر [illegible] کالے سائے ملے [illegible] چلی ہوئی [illegible]

[illegible] سڑک پر [illegible] ولی اور خصوصی۔ بیچ سڑک پر [illegible] قدموں کی آہٹ [illegible] خوف کو کچھ [illegible] گیا۔ آگے تھوڑے فاصلے پر ایک [illegible] اور چوک [illegible] اس سناٹے میں [illegible] اس کے قدم [illegible]

تو وہ اکیلا ہی چل رہا تھا۔

[illegible]

"تم بھی جلوس کے ساتھ ہو؟"

"نہیں۔"

"پھر تم ان کے ساتھ کیوں جا رہے ہو۔"

[illegible] قبر پر۔"

"وہ بھی قبرستان ہی کی طرف جا رہے ہیں۔"

"قبرستان کی طرف! ـــ وہ کیوں؟"

[illegible] یہ اس پہ ہلہ بولیں گے۔"

"یہ تو بہت مشکل آ پڑی ہے، کیا کیا جائے؟"

[illegible] ہوتے ہوئے قبرستان تک پہنچ سکتے ہو۔"

"ہاں یہی ہو سکتا ہے۔"

[illegible]

ننگے ہو گئے ہیں ۔ پھر چپٹے ہونے لگے ۔ کبھی گردنیں ، چپٹے چہرے ، [illegible] جیسے پورے بدن [illegible] لال کھوڑے ہوں ۔ وہ ذرا ۔ [illegible] کر [illegible] کھنچتی اور چہرے چپٹے ہوتے ہوئے ان کی صورتیں [illegible] بالکل بنائیں ، یا صورت سے بے صورت ہو جائیں ۔ کیا میں ان [illegible] ہوں ؟ ان کے ساتھ اٹھایا جاؤں گا ؟ ۔۔۔ [illegible] پھر مجھے اعلان [illegible] اسلاف اس ہجوم میں آنے کا کون ؟ [illegible] بڑی آواز سو ستائی [illegible] رہی ۔ کہ [illegible] ان کے ساتھ میں چلا جانا ہے ۔ وہ قبرستان [illegible] رستے سے جائیں ۔ میں اپنے رستے سے ۔ مجھے اس ہجوم سے جلدی نکل جانا چاہیے ۔ [illegible] نہیں ۔۔۔ میری [illegible] گردن لمبی اور چہرہ چپٹا ہوتا چلا جائے [illegible] میری صورت ۔۔۔ دفعتاً ایک شور اٹھا [illegible] وحشی ہوئی اینٹیں [illegible] ہوئی [illegible] گزرا [illegible] آدمیوں [illegible] چہرے والے [illegible] نظر ان سوق [illegible] کی [illegible] وہی [illegible] اور [illegible] ہواؤں کی [illegible] جیسے [illegible] چپٹے اور [illegible] ہوتے چلے [illegible] ۔ گولیوں کا سینہ [illegible] غیر انسانی مخلوق کا ایک طوفان ۔ وہ طوفانی لہروں پر بہتا ایک تنکا ۔

[illegible] کتنی دیر بعد کسی قدر اوسان درست ہوئے پر اس نے دیکھا کہ وہ [illegible] کے دروازے پر گرا پڑا ہے ۔ مجھے اندر چلنا چاہیے کہ [illegible] محفوظ رہوں گا ۔ [illegible] پڑتا اندر داخل ہو گیا [illegible] کے درمیان [illegible] رکا "یہ ہے [illegible] کی قبر" ۔ وہ [illegible] اوسان بحال ہوں [illegible] بڑھی جائے ۔ [illegible] کی طرح [illegible] اور [illegible] ۔ گولیوں کی آواز [illegible] ویسی ہی ۔ [illegible] شور بھی ، مگر [illegible] وحشت [illegible] مخلوق کا ایک [illegible] کیسا [illegible] اس [illegible] سامنے [illegible]

کے اوپر فضا میں تھی، دوڑتی جہاں دھوئیں کے کالے اور بھورے بادل [illegible] منڈلا رہے تھے اور پھر ایک کالی سی موٹی سی لکیر [illegible] کی طرف حرکت کرتی۔ "آ [illegible]" وہ ڈرے سہمے لہجے میں بڑبڑایا [illegible]، کی طرف آ رہا تھا اور پھر جیسے پورا قبرستان دھوئیں سے [illegible] گیا ہو۔ قبروں کے بیچ بیٹھا ہوا وہ دھوئیں کے بیچ [illegible] گیا۔ [illegible] اس کے حواس دھوئیں کی زد میں تھے۔ اس کے تصور میں [illegible] جل رہا تھا۔ اُن کی دس مشالیں بنی ہوئی تھیں اور جھاڑو کی طرح [illegible] بکھر رہی تھیں، دھڑ دھڑ جلتا شہر۔ کتنا کچھ جل چکا، کتنا [illegible] رہا ہے۔ عمارتیں کتنی ڈھے گئیں، کتنی ڈھے پڑنے کو ہیں۔ اس نے [illegible] ملبے کے تلے سے نکلنے کی کوشش کی۔ اسے لگا کہ وہ اکیلا [illegible] ہے۔ [illegible] میں ہوں یا میرا [illegible]؟ کیا عمارت غصوں سے ڈھتی ہے؟ میں [illegible] گیا ہوں؟ میرے اردگرد سب کچھ بکھر چکا ہے۔ وقت بھی۔ [illegible] ایک وقت کے [illegible] میں اتنے وقت تھے۔ میں ٹوٹ پھوٹ کر کن کن وقتوں میں بھٹکتا پھر رہا ہوں۔ [illegible] چکا پرنتو میں اسی بیکار سنگ [illegible]۔ [illegible] سکتی بوجھوں کو کہاں لے جائیں۔ [illegible] انہیں [illegible] میں رکھ [illegible]۔ [illegible] بھاری بوجھ ہمارے [illegible] سے جسم اور [illegible] کے بیچ [illegible] چکی ہیں [illegible] ہمارے [illegible] کالے پڑ گئے ہیں ــــ [illegible] آگ کا [illegible] ہے۔ [illegible] میں نے اس روسیہ سے پوچھا کہ اے سیاہ روسیہ [illegible] تیری ماں تیرے سوگ میں بیٹھے۔ کیا تو بھی رقعہ لکھنے والوں میں [illegible]۔ سر جھکا کر [illegible] پہلا مکتوب میں نے ہی لکھا تھا کہ فصل تیار ہے۔ [illegible] میں [illegible] پھوٹے ہوئے ہیں، انگور کی بیلیں، انگوروں کے خوشوں سے [illegible] ہوئی ہیں۔ پھر میں نے سب سے پہلے اس کے ایلچی کے ہاتھ پر بیعت کی۔ پھر اس کے بعد [illegible] کیا ہو گیا۔ مجھے [illegible] شہر کو، اور اس [illegible] سرگوشی میں کہا کہ اے اخی آہستہ بول بلکہ مت بول کہ سروں کی فصل پک چکی ہے اور کوفے میں [illegible] ہوا ہے، کوفے میں [illegible] حیران ہوا اور کوچہ کوچہ پھرا۔ [illegible] ویران، [illegible] سنسان، [illegible] دمشق، [illegible] کی [illegible] وہ [illegible] کے [illegible] اور [illegible] کی [illegible] تک کھڑے رہے۔ [illegible] سلام پھیرنے کے بعد اس نے مڑ کے دیکھا تو صفیں [illegible]، مسجد خالی۔ وہ مسجد میں

نمازیوں کے جلو میں داخل ہوا تھا اور اکیلا مسجد سے رخصت ہو۔ [illegible]
گلیوں اور [illegible] کوچوں میں بھٹکتا پھرا۔ باغوں میں شگوفے پھوٹے ہوئے
تھے۔ انگور کی بیلیں انگوروں کے خوشوں سے لدی ہوئی تھیں اور سروں کی
فصل [illegible] مت بولو مبادا تم پہچانے جاؤ [illegible] کہ تم [illegible] زبان
[illegible] ایک شیر رہتا تھا۔ [illegible] رات [illegible]
[illegible] جنگل میں [illegible]
[illegible]
[illegible] تک وہ [illegible]
[illegible] اس کے [illegible]
[illegible] جنگل کا راجہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
ہو جاتے ہیں۔

[illegible] تنہا [illegible]
[illegible]
[illegible] تھا، [illegible] تھا۔

[illegible]

وہ بولا کہ آج شہر میں ہڑتال ہے۔ سب سواریاں معطل ہیں اور سب بازار بند ہیں۔ میں پیدل چل پڑا۔ چار قدم چلا ہوگا کہ دیکھا جلوس سے آ رہا ہے۔ بہت بڑا جلوس تھا۔ آدمی ہی آدمی۔ سروں کا ایک ٹھاٹھیں مارتا سمندر۔ مگر سر ہیں کہاں؟ میں نے غور سے دیکھا، کسی کے سر نہیں تھا۔ ان کے سر کہاں گئے؟ اور میرا سر کہیں وہیں تو نہیں رہ گیا۔ سر سے تکیے کے نیچے۔ یہ دھیان ہی نہیں آیا تھا کہ دیکھ تو لوں کہ میرا سر سلامت ہے۔ آیا بھول کر تو نہیں آیا ہوں۔ میں نے دونوں ہاتھوں سے سر کو چھو کے دیکھا اور اسے اپنی گردن پر سلامت پایا۔ شکر خدا کا بجا لایا۔ گرمی قیامت کی پڑی ہے۔ بس سمجھ لو الحذر۔ سورج سوا نیزے پہ آ چکا ہے اور کھوپڑیاں ہنڈیوں کی طرح پک رہی ہیں۔ سر آج وبال دوش ہیں۔ اچھے رہے جنھوں نے اس وبال سے نجات پا لی۔ میں بھی اپنا سر وہیں چھوڑ آتا تو عافیت میں رہتا۔ جو سر رکھتے ہیں اور سر کے اندر مغز رکھتے ہیں وہ آج مشکل میں ہیں۔ وہ جو سر کے اندر مغز اور منہ کے اندر زبان رکھتے ہیں۔ والعصر ان الانسان لفی خسر۔ شام کا وقت ہے۔ چلتا ہوا دریا ٹھہر، جیسے جل چکی۔ آگ جیسی سرخی ادھر، ٹوٹی ہوئی طناب ادھر۔ کوئی کہو قدرت دیتی رہ گئی ہے۔ اس کی روشنی میں میں نے دیکھا کہ لاشوں کے سر غائب ہیں۔ سر ان کے کہاں ہیں۔ یا اخی وہ سروں پر چڑھائے گئے۔ اب تم انھیں [illegible] کے دربار میں دیکھو گے۔ جوتے کے تسمے کھولے ہیں۔ کھولنے والے [illegible] ہیں۔ اے عزیز اس شہر کی کیا خبر ہے؟ یا اخی اس مرنے والوں کے سر کٹ کر دربار میں لائے جاتے ہیں [illegible] تک [illegible] کے اندر داخل ہوا اور [illegible] باہر آیا اور [illegible] کے [illegible]

[illegible]

تک شہر مبارک کے وسط میں سولی پر لٹکی رہی۔ تب اس کی ماں گھر سے نکلی۔ اس مقام پر آئی، فرزند کی لٹکی لاش کو دیکھا اور بولی کہ میرے شہسوار [illegible] تیرا سواری سے اترنے کا وقت نہیں آیا ہے۔ شہر میں اب امن ہے۔ [illegible] سب [illegible] ہیں۔ فصلیں [illegible]۔ مردوں کی بستی۔ [illegible] کی فصل۔ [illegible] چوک میں [illegible] کر مر گئے۔ کتنی گودیں خالی ہو گئیں۔ کتنی [illegible] شہر مبارک کی [illegible] کے کنوئیں [illegible] کی لاشوں سے [illegible] ہیں۔ [illegible] آسمان نے [illegible] نہیں دیکھا [illegible] عام [illegible] ہیں [illegible] تقدیس حاصل کی، کیوں کہ [illegible]۔ [illegible] میرے [illegible] [illegible] اور [illegible] سالانہ [illegible] فیض [illegible] تھی۔ شہر [illegible] ہوتے ہیں [illegible] حاشیے [illegible] اس [illegible] دوسری کو [illegible] اس کہانی کے [illegible] اور [illegible] کی [illegible] آخر ہیں۔ [illegible] مثال ان لوگوں کی [illegible] کی [illegible] گھر [illegible] میں سب سے بوڑا گھر مکڑی [illegible] ہے۔ [illegible] ان بستیوں پر [illegible] آگ۔ کتنی حویلیاں [illegible]۔ [illegible] کنویں [illegible] گئے۔ [illegible] کی لاشوں سے پٹ گئے۔ مسجد [illegible] کے [illegible] ایک [illegible]۔ [illegible] بازار، [illegible] بازار [illegible] دیتے ہیں، نہ کٹورا [illegible] ہے۔ [illegible] بکھر گئے۔ اب سوال ہوا جہاں آدمی [illegible] جب کے بعد [illegible] "بھکشوؤ تک اس گھر کو [illegible] میں [illegible] جل رہا ہے۔ بہتر اس کے [illegible] بھکشوؤ [illegible] رہے ہیں۔" زمانے کی قسم، آدمی گھاٹے میں ہے۔

"اے میرے بیٹے! تو نے بستیوں کو کیسا پایا؟"

"میرے باپ، میں نے بستیوں کو بے آرام دیکھا۔ مشرق مغرب شمال جنوب میں شادمانی اور شانتی کے کھوج میں سب سمتوں میں گیا۔ ہر سمت میں میں نے آدم کے بیٹوں کو دکھی اور پریشان پایا۔"

"مرے بیٹے، تو نے اس شے کو کھوجا جو اس چرخ نیلی فام کے نیچے نہیں پائی جاتی۔"

"پھر اے میرے باپ، تو مجھ سے کیا کہتا ہے؟"

"میں تجھ سے وہی کہوں گا جو داؤد کے بیٹے نے اپنے بیٹے سے کہا کہ میرے بیٹے بکھری ہوئی بدلیاں پھر سے اکھٹی ہوا ہیں کریں۔ برسے بادل پھر نہیں برستے۔ سو اس سے پہلے کہ چڑیاں چپ ہو جائیں اور چکی کی آواز تھم جائے اور اس سے پہلے کہ جھانکنے والیاں دھندلا جائیں اور گلی کے کواڑ بند ہو جائیں۔ اور اس سے پہلے کہ چاندی کی ڈوری ڈھیلی ہو جائے اور سونے کی کٹوری توڑی جائے اور گھڑا چشمے پہ پھوڑا جائے اور ——"

"کالکے، تو یہاں کیا کر رہا ہے؟"

اس نے چونک کر عثمان کو دیکھا جو جانے کب یہاں آیا اور [illegible] کے سر پہ آ کھڑا ہوا۔

"یار، میں والد کی قبر پہ آیا تھا۔ یہاں آ کے پتہ [illegible] کہ آج [illegible] ہنگامہ قبرستان ہی کے آس پاس ہوا۔ مگر تم کس چکر میں یہاں آئے؟"

"وہی قبر کا چکر جو تیرے ساتھ ہے، میرے ساتھ بھی ہے۔ [illegible] دلی [illegible] ہے۔" اشارہ کرتے ہوئے: "وہ [illegible] اس کی [illegible] [illegible] اور میں، "یار ذاکر، [illegible] کی موت سے مجھے [illegible] [illegible] ہے۔" چپ ہو گیا۔ [illegible] تک چپ بیٹھا رہا، [illegible] میں [illegible] [illegible] پھر [illegible] سے بولا "یار ذاکر، مجھے یہ بات عجب نہیں لگی؟"

"کیا؟"

"آج کے آشوب میں ہماری ملاقات [illegible] کے درمیان۔"

"[illegible] یہ [illegible] ہی کیا تھا۔ چونک کر [illegible] [illegible] قبریں۔ اور اب شام ہو رہی تھی۔ "یار، شام ہو رہی ہے، چلیں۔"

"یہاں سے کہاں چلیں؟" [illegible]

"کہیں بھی چلیں۔ یہاں سے چلیں۔" وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

سڑک دور تک جاتی تھی اور اجڑی ہوئی تھی۔ یہاں سے وہاں تک کتنی اینٹیں بکھری پڑی تھیں۔ ٹوٹی ہوئی اینٹیں، کاروں کے شیشوں کی کرچیں، ادھ جلے ٹائر۔ ٹریفک سگنل کتنے اپنے ستونوں سے محروم اداس کھڑے تھے، کتنے خمیدہ ہو گئے تھے۔ جلوس گزرنے ہونے شور کی غبار۔ عجیب سماں ہے، جیسا بڑا ہنگامہ ہوتا ہے اس کے بعد ویسی ہی گہری خاموشی آتی ہے۔ چلنا مشکل ہو رہا تھا۔ اینٹیں اسی بکھری پڑی تھیں اور کاروں کے شیشوں کی کرچیاں اور ڈھئی ہوئی دیواروں کا ملبہ۔ سعادت حسن کا کمرہ، حوروں کی بی بی کی حویلی، صاحب ام کا ساز اور حویلی سب ڈھے گئیں، حافظے سے اٹ گئے۔ [illegible] سے رج گھٹ تک ایک صحرا ہے۔ اینٹوں کے ڈھیر جو پڑے ہیں وہ اگر اٹھ جائیں تو [illegible] [illegible] کے سوا [illegible] وہی [illegible] نظر آئے [illegible] سے رہ [illegible] کہ [illegible] گرے گا۔ مگر [illegible] اس کی [illegible] آواز [illegible] آگے بڑھا۔ [illegible] ہو کر پوچھا،

"شاہ صاحب، آگے کیا دیکھتے ہو؟"

"جو ہو چکا ہے پھر وہی ہوگا۔"

"وہ تو ہو رہا ہے۔"

[illegible] کہا: "[illegible] آگے بتانے کا حکم نہیں ہے۔"

میں چلا آیا۔

"[illegible]" [illegible] بولا: "لگتا ہے [illegible] ہوا ہے [illegible] کے [illegible] دیکھ کر [illegible]"

"ہاں لگتا یہی ہے۔"

"لوگ ظالم ہو گئے ہیں۔" افضال بڑبڑایا۔

[illegible] کی [illegible] کر وہ [illegible] خاموش رہا۔

[illegible] ہو گئے تھے۔ [illegible] ایک دوسرے سے بے تعلق۔

"شیراز بھی ۔" دونوں کے منہ سے یک وقت نکلا کہ دونوں بغیر کسی ارادے کے چلتے چلتے شیراز کی طرف آ نکلے تھے اور اسے دیکھ کر ٹھٹک گئے تھے ۔

شیراز بند پڑا تھا مگر اس طور کہ اس کے دروازوں کے سب شیشے چکنا چور تھے ۔ دیوار اور دروازوں پر کالونس پتی ہوئی نظر آ رہی تھی ۔ پیشانی پہ آویزاں سائن بورڈ جل پھنک کر زمین پہ عین دروازے کے سامنے گرا پڑا تھا ۔ اینٹیں اتنی بکھری پڑی تھیں کہ باہر سے اندر تک بکھری نظر آ رہی تھیں ۔ تو گویا یہاں بھی ہلا بولا گیا تھا اور یہاں بھی آگ لگانے کی کوشش کی گئی تھی ۔ دونوں بس ٹکٹکی باندھے شیراز کو دیکھتے رہے ۔ پھر وہیں فٹ پاتھ پر بکھری اینٹوں اور شیشوں سے بچ کر بیٹھ گئے ۔

چپ بیٹھے رہے اور شام کا دھندلکا پھیلتا رہا ۔ سامنے کی سڑک گہری خاموشی میں تھی ۔ نہ قدموں کی آہٹ نہ سواری کا شور ۔ پھر اس جھٹپٹے میں ایک سایہ دکھائی دیا کہ اسی طرف آ رہا تھا ۔ اس نے غور سے دیکھا کہ کون ہے ۔ "عرفان ۔" اس نے دل ہی دل میں کہا اور اس کی آنکھوں میں امپیریل کی صندلی پلی پھر گئی ، جب ایک خاموش شام کو اس راہ سے گزرتے ہوئے اس نے اسے امپیریل کے ملبے میں اٹکتے دیکھا تھا ۔

عرفان نے اُسے اور افضال کو بیٹھتے ہوئے دیکھا بغیر کسی تعجب کے ۔ پھر بغیر بولے ، بات کیے برابر میں بیٹھ گیا ۔ تینوں بت بنے بیٹھے تھے ۔ گہری ہوتی شام کے جھٹپٹے میں تین ساکت پرچھائیاں ۔

اچانک افضال اُٹھ کھڑا ہوا جیسے خاموش اور ساکت بیٹھے بیٹھے اسے خفقان ہونے لگا ہو ۔ دونوں کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا ۔ "یار ، تم دو اچھے آدمی ہو ۔ مجھے معاف کر دو ۔ میں شہر کی حفاظت نہیں کر سکا ۔"

دونوں نے اسے خاموش نظروں سے دیکھا ، دیکھتے رہے ۔ عرفان کو افضال کے اس انداز بیان پر آج کوئی جھنجھلاہٹ نہیں ہوئی ۔

افضال کھڑا رہا ۔ پھر بیٹھ گیا ، پھر آہستہ سے بولا : "یار ، ہم بھی طیب نہیں ہیں ۔" چپ ہوا ، دونوں کو دیکھا "ہم ظالم ہیں ۔ ہم بھی ۔"

اس نے افضال کو خاموش نظروں سے دیکھا ، "میں ظالم ہوں ؟"

وہ افضال کے بیان میں اصلاح کرنا چاہتا تھا یا شاید اپنے طور پر بڑبڑایا تھا۔

افضال نے جیب سے نوٹ بک نکالی، ناموں کی فہرست پر نظر ڈالی، قلم سے سارے ناموں پر سیاہی پھیر دی "کوئی طیب آدمی نہیں ہے۔"

عرفان نے نہ اس نے، دونوں نے کسی ردِ عمل کا اظہار نہیں کیا۔ دیر تک تینوں چپ بیٹھے رہے۔ پھر وہ قدرے بے چین ہوا۔

"یار" وہ عرفان سے مخاطب ہوا، "میں اسے خط لکھنا چاہتا ہوں۔"

"اب؟" عرفان اس کا منہ تکنے لگا۔

"ہاں اب۔"

"اب جبکہ ——" عرفان پتہ نہیں کیا کہنا چاہتا تھا، بولتے بولتے چپ ہو گیا۔

"ہاں اب جبکہ ——" کچھ کہتے کہتے رکا، پھر اور طرف نکل گیا۔ "اس سے پہلے کہ ——" الجھ کر چپ ہو گیا۔

اس سے پہلے کہ — اس نے اپنے ذہن میں سلجھنے کی کوشش کی —— اس سے پہلے —— اس سے پہلے کہ اس کی مانگ میں چاندی سی بھر جائے اور چڑیاں چپ ہو جائیں، اور اس سے پہلے کہ چابیوں کو زنگ لگ جائے، اور گلی کے کواڑ بند ہو جائیں —— اور اس سے پہلے کہ چالدی کی ڈوری کھولی جائے اور سونے کی کٹوری توڑی جائے اور گھڑا چشمے پہ پھوڑا جائے اور چندن کا پیڑ اور ساگر میں سانپ اور ——

"چپ کیوں ہو گئے؟" عرفان اسے ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا۔

"خاموش۔" افضال نے انگلی ہونٹوں پہ رکھ کر عرفان کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ "مجھے لگتا ہے کہ بشارت ہوگی۔"

"بشارت؟ اب کیا بشارت ہوگی؟" عرفان نے تلخ مایوس لہجے میں کہا۔

"کاکے، [illegible] ایسے وقت میں ہوا کرتی ہے، جب چاروں طرف ——" کہتے [illegible] سرگوشی میں بولا: "یہ بشارت کا وقت ہے ——"

نئی دہلی
مکتبہ جامعہ لمیٹڈ